قال رسولُ الله ﷺ : اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ. (الحديث)

ترجمہ: اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: انسان کا حشر اُسی کے ساتھ ہوگا، جس سے وہ محبت کرتا ہوگا۔

چمنستانِ حدیث وسیرت سے مستفاد ومنتخب آپ ﷺ کے ظاہری حسن وجمال وحُلیۂ مبارک پر مشتمل

تقریباً ۲۰۰ رکتابوں سے ماخوذ مستند گلدستہ

شَمَائِلُ النَّبِيِّ ﷺ

یعنی امام الانبیاء والمرسلین جناب نبی اکرم ﷺ کا حلیہ مُبارکہ

﴿جلدِ اوّل﴾

فیضانِ دُعاء

یادگارِ اسلاف، استاذ الاساتذہ حضرت اقدس الحاج مولانا نعیم احمد صاحب مظاہری، مدظلہ

قدیم ترین استاذ جامعہ مظاہر علوم (وقف) سہارنپور، یوپی، انڈیا

تالیف لطیف

محمد سلمان الخیر نعیمی سہارنپوری

خادم: تدریس دار العلوم وقف رشاہ بہلول سہارنپور، یوپی، انڈیا

ناشر

لجنۃ العلماء

متصل رُواقِ مظفر نزد جامعہ مظاہر علوم سہارنپور، یو۔پی، انڈیا

☆تفصیلات☆

﴿حقوقِ طباعت بحق ''دار المطالعۃ'' محفوظ ہیں۔﴾

کتاب کا نام: شمائلُ النبی ﷺ

مؤلف ومرتب: محمد سلمان الخیر نعیمی سہارنپوری

خادم: دار العلوم شاہ بہلول رسہارنپور، یوپی، انڈیا

طبع اول: ۱۴۳۸ھ ، موافق ۲۰۱۷ء

طبع ثانی: ۱۴۴۱ھ، موافق ۲۰۱۹ء

ناشر: لجنۃ العلماء، رُواقِ مظفر نزد جامعہ مظاہر علوم سہارنپور، یو۔پی، انڈیا

باشتراک: دار المطالعۃ: نعیمیہ لائبریری، بڈھا کھیڑہ کا تلہ، ضلع سہارنپور، یو۔پی، انڈیا

کمپوزنگ: حسّان نعیمی کمپیوٹر، نزد مسجد خانقاہ، بڈھا کھیڑہ کا تلہ، ضلع سہارنپور (09897243116)

تعداد: ۱۱۰۰

﴿ضروری درخواست﴾

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے، بشری طاقت اور بساط کے مطابق کتابت، طباعت، تصحیح، حوالہ جات وغیرہ میں بھرپور احتیاط برتی گئی ہے، پھر بھی بہ تقاضائے بشریت اگر کوئی فروگذاشت اور غلطی نظر آئے، تو ازراہِ کرم مطلع فرمادیں، ان شاء اللہ آئندہ اس کی اصلاح کردی جائے گی اور ہم نشاندہی کے لیے بے حد شکر گزار ہوں گے۔

﴿خدامِ دار المطالعۃ﴾

9897243116,7417677301

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ اللہ اللہ

☆ اللہ جل جلالہ ☆ اللہ جل جلالہ ☆ اللہ جل جلالہ ☆ اللہ جل جلالہ ☆ اللہ جل جلالہ ☆ اللہ جل جلالہ

﴿اعتذار﴾

قال العلماء والحکماء والعقلاء

مَنْ صَنَّفَ فَقَدِ اسْتَهْدَفَ.

لہٰذا

احباب کا کرم ہے اگر نکتہ چیں نہ ہوں

ورنہ ہم آپ معترف اپنی خطا کے ہیں

☆☆☆

العبد الهندويل

محمد سلمان الخیر نعیمی سہارنپوری

غفر اللہ ذنوبہٗ وستر عیوبہٗ

خویدم الطلباء دار العلوم وقف شاہ بہلول سہارنپور، یوپی، انڈیا

نزیل حال برغریب خانہ بڈھا کھیڑہ کاتلہ، ضلع سہارنپور، یو۔پی، الہند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرس

عنوانات **صفحہ نمبر**

منظوم کلام بہ نسبت حلیۂ مبارک

تمنائے دل بزبان مضطر

گلہائے عقیدت درشانِ مصطفیٰ ﷺ بزبان حضرت حسانؓ

گلہائے عقیدت درشانِ نبوی ﷺ بزبانِ شیخ سعدیؒ

چالیس (٤٠) احادیث کی اشاعت وحفاظت پر عظیم فضیلت

انتساب

تقاریظ ودعائیہ کلمات حضرات اساتذۂ کرام واکابر علماءِ دین

عرضِ مؤلف

حیاتِ نبویہ مبارکہ ﷺ ایک نظر میں

حضرت سرورِ کونین ﷺ کا حلیہ مبارک

نعتِ رسول مقبول ﷺ

حضرت ام معبد خزاعیہؓ کا بیان

سیدنا حضرت علیؓ کا بیان

سیدنا حضرت علیؓ کا دوسرا بیان

سیدنا حضرت جابر بن سمرہؓ کا بیان

سیدنا حضرت انس بن مالکؓ کا بیان

آپ ﷺ کے سفید بال کم کیوں ہوئے؟

کیا سفید بالوں کو اُکھاڑا جاسکتا ہے؟

سب سے پہلے کس کے بال سفید ہوئے؟

سیدنا حضرت ابوالطفیلؓ کا بیان

ایک اعتراض اور اس کا جواب

سیدنا حضرت ابوجحیفہؓ کا بیان

آپ ﷺ کے بال کہاں کہاں کے سفید تھے؟

سیدنا حضرت براء بن عازبؓ کا بیان

حضرت خارجہ بن زیدؓ کا بیان

راویٔ اسلام حضرت ابوہریرہؓ کا بیان

راویٔ اسلام حضرت ابوہریرہؓ کا دوسرا بیان

سیدنا حضرت علیؓ کا ایک واقعہ

وصافِ نبی حضرت ہند بن ابی ہالہؓ کا بیان

گلہائے عقیدت درشانِ نبی ﷺ بزبان حضرت نانوتویؒ

گلہائے عقیدت درشانِ نبی ﷺ بزبان حضرت مدنیؒ

سرورِ دوعالم ﷺ کا قد مبارک

قد مبارک میں آپ ﷺ کا معجزہ

سرورِ دوعالم ﷺ کا رنگ مبارک

ایک شبہ اور اس کا جواب

امام شافعیؒ کا فتویٰ

سرورِ دوعالم ﷺ کا بدن مبارک

سرورِ دوعالم ﷺ کے بال مبارک

کیا آپ ﷺ نے سر کے بال منڈوائے ہیں

آپ ﷺ کے سر کے بالوں کی کیفیت

آپ ﷺ کے سر کے بالوں کی لمبائی

آپ ﷺ کے بالوں کے اصطلاحی نام

آپ ﷺ کے بال مبارک اور حضراتِ صحابہ کا عمل

صحابۂ کرام کی بال مبارک سے محبت

سرورِ دوعالم ﷺ کا سر مبارک

سرورِ دوعالم ﷺ کی پیشانی مبارک

سرورِ دوعالم ﷺ کا چہرۂ مبارک

سرورِ دوعالم ﷺ کی مبارک آنکھیں

سرورِ کونین ﷺ کی بھنویں اور پلکیں

بھوؤں کی ایک خاص حکمت

سرورِ کونین ﷺ کی خوبصورت ناک

سرورِ کونین ﷺ کے خوبصورت رُخسار

سرورِ کونین ﷺ کا خوبصورت منھ

سرورِ کونین ﷺ کے چمکدار دانت

سرورِکونین ﷺ کی مبارک ڈاڑھی
ایک عبرت آمیز واقعہ
حضور ﷺ کی داڑھی منڈوں سے حددرجہ ناراضگی
ڈاڑھی منڈوں کا رب کون؟
چند مسائل
ڈاڑھی پر تنقید کا حکم
ڈاڑھی کے سلسلے میں ایک خط اور حضرت مدنیؒ کا جواب
ڈاڑھی منڈے کی امامت واذان اور اقامت
چند مسائل
بالوں کو سیاہ (کالا) خضاب لگانا کیسا ہے؟
ڈاڑھی پر مہندی لگانا کیسا ہے؟
مسئلہ
سرورِکونین ﷺ کی مبارک مونچھیں
سرورِکونین ﷺ کے کان مبارک
سرورِکونین ﷺ کی مبارک گردن
سرورِکونین ﷺ کے خوبصورت کندھے
محبوبِ دوعالم ﷺ کی مبارک بغلیں
سرورِکونین ﷺ کا خوبصورت سینہ
حضرت نبی اکرم ﷺ کا پیٹ مبارک

نبی اکرم ﷺ کی کلائیاں اور بازو مبارک
نبی اکرم ﷺ کی ہتھیلیاں اور ہاتھ مبارک
آپ ﷺ کی پنڈلیاں، پیر اور ایڑیاں مبارک
آپ ﷺ کی چال مبارک
حقیقی عشق نبوی ﷺ کا ایک سچا واقعہ
آپ ﷺ کی مہر نبوت مبارک
مسئلہ
مسہری کی گھنڈیاں کیا ہوتی ہیں؟
کسی سے خدمت لینا
نورِ نبوت کی ضیاء پاشیاں
نیک لوگوں کی دُعاء
ایک انتباہ
ایک اشکال اور اس کا جواب
پرانی کتابوں میں مہر نبوت کا ذکر مبارک
مہر نبوت پر کیا لکھا ہوا تھا؟
مہر نبوت کب بنی اور کب تک باقی رہی؟
آپ ﷺ کی ٹوپی اور پگڑی مبارک
آپ ﷺ کی ٹوپی مبارک
گول ٹوپی کا ثبوت

سفیدٹوپی کا ثبوت

نماز میں ٹوپی کا استعمال

عمامہ(پگڑی) کی مقدار کیا ہو

شملہ کتنا چھوڑا جائے؟

سیاہ(کالا) عمامہ اور بعض صحابہ کا معمول

ایک گذارش

عمامہ(پگڑی) باندھنا چاہیے

عمامہ مسلمانوں کے سر کا تاج ہے

ایسی چالیس(۴۰) احادیث کہ جن کو یاد کرنے والا جنتی ہے

سندِ شمائل ترمذی شریف

فہرست مصادر ومراجع

☆......☆......☆

☆منظوم کلام بہ نسبت حلیہ مبارکہ حضرت نبی اکرم ﷺ☆

تنظیم وترمیم:.............................احقر محمد سلمان الخیر نعیمی سہارنپوری

حلیہ لکھنے کا یہ سامان بنالوں تو لکھوں　　　مشک وعنبر سے دہن اپنا بسالوں تو لکھوں

چشم حورانِ بہشتی کا میں کاجل پالوں　　　شاخِ سدرہ سے قلم پہلے بنالوں تو لکھوں

یا قلم کی جگہ مل جائے مجھے نوکِ ہلال　　　صفحہ شمس ہے خالی اسے پالوں تو لکھوں

صبغۃ اللہ سے رنگین تو کرلوں کاغذ　　　حاشیہ کا ہکشاں سے میں منگالوں تو لکھوں

پہلے جبریلؑ سے آدابِ کتابت سیکھوں　　　عظمتیں اسم مبارک کی لکھالوں تو لکھوں

عمر بھر پہلے پڑھوں دل سے دُرود اور سلام، پھر سراپا کو میں آنکھوں میں بسالوں تو لکھوں

ماسوا کا خس وخاشاک بھرا ہے دل میں　　　آتش عشق سے میں، اس کو جلالوں تو لکھوں

حلیہ لکھنے کا یہ جذبہ تو ہے سلمانؔ لیکن　　　یہ لوازم نہیں ملتے، انہیں پالوں تو لکھوں

کلام..مولانا قدرت اللہ قدرتؔ

أَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا

ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ

ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ

ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمنائے دل بزبانِ مضطر

تصور میں سراپائے حبیبِ حق بسائیں گے　　دل ودیدہ کی محفل ان کے جلووں سے سجائیں گے
نگاہوں میں جماکر حلیۂ فخر بنی آدمؑ　　تخیل کے دریچے سے انہیں دیکھا کریں گے ہم
نگاہِ نامرادِ دید کی حسرت نکالیں گے　　کسی صورت دلِ مہجور کو اپنے سنبھالیں گے
نہا کر آنسوؤں سے خونِ دل سے باوضو ہوکر　　قلم بہرِ دعا ہے سر بہ سجدہ ، قبلہ رُو ہوکر
میرے دل کو غمِ عشق نبی اے میرے باری دے، تڑپ دے سوز دے درد والم دے بے قراری دے
جمال وحسن کی الفاظ میں تعبیر ناممکن　　مجسم نور کی کھینچے کوئی تصویر ناممکن
قبولِ حق جو ہوجائے یہ کوشش میرے خامے کی　　سیاہی ساری دُھل جائے مرے اعمال نامے کی
یہ نازک اور مشکل کام ہے ہمت نہیں ہوتی　　کرے پرواز مرغِ فکر کو جرأت نہیں ہوتی
کوئی لغزش نہ ہوجائے الٰہی اس سے ڈرتا ہوں　　بھروسے پر ترے اس کام کا آغاز کرتا ہوں

☆......☆......☆

العبد الحقیر

محمد سلمان الخیر نعیمی سہارنپوری

نزیل حال دارالعلوم دیوبند

خویدم الطلباء دارالعلوم وقف شاہ بہلول سہارنپور، یوپی، انڈیا

۲؍جمادی الثانیہ ۱۴۳۸ھ بروز پنجشنبہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سرورِ کائنات، امام الانبیاء والمرسلین، جناب رسول اللہ ﷺ کی منقبت ومدحت میں کہے گئے عربی ادب کے شاہکار وشاندار اشعار

سبقتْ نبوَّتُه و آدمُ طينةٌ
فلهُ الفَخارُ على جميعِ الناسِ
سبحانَ مَنْ خَصَّ النبيَّ محمدًا
بفضائلٍ تُتلى بغيرِ قياسِ

جَزى اللّٰهُ ربُّ النَّاسِ خيرَ جزائه
رفيقين قالا خيمتي أُمِّ مَعبد
هما نزلاها بالهدى،واهتدتْ به
فقد فاز من أمسى رفيق محمد

أخذَ الْإلٰهُ أبَا الرسولِ ولمْ يَزَلْ
بِرَسولِهِ الفَرْدِ اليتيمِ رحيما
نفسي الفِدَاءُ لمفردٍ في يتمِهِ
و الدُّرُّ أحسنُ ما يكونُ يتيما

كان يتمه بركة ورحمة

و کان فقره لطفاً و نعمة

وربَّاه ربُّه ...وأکرمه..

و أدَّبه فأحسن تأديبه

طلعَ البدرُ عَلَيْنَا
مِن ثَنِيَّاتِ الوَدَاعِ
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا
مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعِ
أيُّها المبعوثُ فِينَا
جِئتَ بالْأَمْرِ المطاعِ
جِئتَ شَرَّفْتَ المَدِينة
مرحبًا يا خَيْرَ داعِ

بِكَ بَشَّرَ اللّٰهُ السَّماءَ فَزُيِّنَتْ
وَتَضَوَّعَتْ مِسْكًا بِكَ الغَبراءُ
يَوْمٌ يَتِيهُ على الزَّمانِ ، صَبَاحُهُ
و مساؤُه بِمُحَمَّدٍ وَضَّاءُ

صلی اللّٰه علیه و آله☆بحسب جماله و کماله

﷽

بلبلِ حجازِ مقدس، شاعر اسلام، مداحِ خیرُ الانام، سیدنا حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ، محبوبِ دوعالم ﷺ کی شانِ اقدس میں گلہائے عقیدت ومحبت پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں:

وَأَحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِي
وَ أَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ
خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ
كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

(السيرة النبوية لابن هشام)

ترجمہ

☆ (اے میرے نبی ﷺ) آپ سے زیادہ حسین وشکیل میری آنکھ نے کبھی نہیں دیکھا۔

☆ اور (اے میرے نبی ﷺ) آپ سے زیادہ وجیہ وجمیل (بچہ) کسی عورت (ماں) نے نہیں جنا۔

☆ (اے میرے نبی ﷺ) آپ کو ہر طرح کی برائی وعیب سے پاک وصاف اور منزّہ پیدا کیا گیا۔

☆ گویا دستِ قدرت نے آپ کو، آپ کی منشاء کے مطابق (جس طرح آپ نے چاہا) پیدا کیا۔

صلی اللّٰه علیه و آله☆بحسب جماله و کماله

اور

بلبلِ شیراز، صوفیٔ وقت، نادرالوجود سیّاح حضرت اقدس شیخ مصلح الدین سعدیؒ شانِ مصطفیٰ ﷺ میں نذرانۂ عقیدت ومحبت پیش کرتے ہوئے یوں گویا ہوتے ہیں:

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ
کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ
صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ آلِہٖ

(تذکرۃُ الأولیاء)

﴿ترجمہ﴾

☆(اے میرے نبی ﷺ آپ) پہنچے بلندی پر اپنے کمال سے۔
☆بجھ گئیں اندھیریاں اُن (اے میرے نبی ﷺ آپ) کے جمال سے۔
☆اچھی ہیں اُن کی (اے میرے نبی ﷺ آپ کی) تمام عادتیں وخصلتیں۔
☆درود وسلام ہو (تا قیامت) آپ پر (اے میرے نبی ﷺ) اور آپ کی اولاد پر۔

ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ

﴿پیارے نبی ﷺ کی شفاعت کا اُمیدوار﴾

احقر....محمد سلمان الخیر نعیمی سہارنپوری....غفرلہ الغفار

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اُمت کے نفع کے لیے چالیس (40) اَحادیث کی حفاظت واِشاعت پرعظیم فضیلت وبشارت

متعدد اَحادیثِ پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ جس نے چالیس حدیثیں محفوظ کیں، (یاد کرکے یا لکھ کر) اللہ تعالی قیامت کے دِن اُس کا حشر فقہاء وعلماء کی جماعت میں فرمائے گا، اور جناب نبی کریم ﷺ اس کی شفاعت کریں گے، بطورنمونہ چند حدیثیں پیش کی جاتی ہیں:

☆......(۱) سیدنا حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص میری اُمت کیلئے دینی اُمور کے متعلق چالیس اَحادیث محفوظ کریگا، اللہ تعالی اُس کو فقیہ (عالم) بنا کر اٹھائیگا اور میں قیامت کے دن اس کے لیے سفارشی اور گواہ بنوں گا۔ (شعب الایمان: رقم ۲۵۹۶، حلیۃ الاولیاء: ۱۸۹/۴، دبستانِ حدیث: ص۱۶).

☆......(۲) اور حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ بھی ہے کہ آقائے مدنی ﷺ نے فرمایا: اس سے کہا جائیگا، تو جنت میں جس دروازے سے چاہے داخل ہوجا۔

(کتاب الاربعین للنوویؒ، دبستانِ حدیث: ص۱۲).

☆......(۳) اور حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے، سرورِ کونین ﷺ نے فرمایا: کہ اس کو علماء کے طبقہ میں شمار کیا جائیگا، اور اس کا حشر حضراتِ شہداء کے ساتھ کیا جائیگا، (اگرچہ وہ دُنیا میں ایسا نہ تھا۔)۔ (شرحِ اَربعین لابن دقیق العیدؒ).

☆......(۴) اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص مغفرت کی نیت سے چالیس حدیثیں

لکھے گا، اللہ تعالیٰ اُس کے تمام گناہ بخش دیں گے۔(مسندِ امام اَحمد بن محمد بن حنبلؒ، دبستانِ حدیث:ص۱۶).

☆......(۵)اور ایک روایت میں ہے، فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص مرنے کے بعد چالیس حدیثیں چھوڑے گا، وہ جنت میں میرا رفیق ہوگا۔(کنز الحقائق، جامع صغیر، دبستانِ حدیث:ص۱۶).

☆......(۶)فقیہ ابو اللیث سمرقندیؒ نے بستانُ العارفین میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت سے حضور ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ چالیس حدیثوں کو اگر کوئی اَزبر (حفظ) کرلے، تو یہ اس کے حق میں چالیس ہزار درہم صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔(بستان العارفین:۱۰۴).

☆......(۷)اور بعض روایت میں یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر حدیث کے بدلے قیامت کے دن اسے نور عطا فرمائیں گے۔(ایضاً، درسِ حدیث:۲۳).

....

يَا رَبِّ! صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ

أَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ
وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا

☆......☆......☆

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

انتسابِ بابرکت

احقر اپنی اس خامہ فرسائی "شَمَائِلُ النَّبِيِّ ﷺ" کی ترتیب وتدوین کے ذرّۂ بے مقدار کو محسنِ کائنات، سیدُ الکونین، امامُ الانبیاء والمرسلین، خاتم الرسل و النبیین، سید الشُّفعاء یوم الدین، صاحب الغرر المحجلین، صاحب القبر الاعظم، النبی الصادق الابرّ حضرت صاحبِ حلیہ رحمتِ عالم ﷺ کے نام نامی اسم گرامی کی طرف منسوب کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہے، جن کی آفاقی وعالمی ختم رسالت ونبوت کے فیضان وعرفان اور ضیاء پاشیوں سے سارا عالم جگمگا رہا ہے۔

اللہ کرے یہ انتسابِ بابرکت میرے لیے دُنیا میں ذریعۂ رُشد وہدایت اور آخرت میں وسیلۂ رِضائے باری تعالیٰ ودُخولِ جنات النعیم ہوجائے۔ آمین.

يَا رَبِّ! صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُ

ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ

الاحقر الافقر

محمد سلمان الخیر نعیمی غفرلہٗ سہارنپوری

وارد حال کتب خانہ جامعہ مظاہر علوم (قدیم) سہارنپور۔ یو، پی

۱۶/جمادی الثانیہ ۱۴۳۸ھ موافق ۱۶/مارچ ۲۰۱۷ء

دُعائیہ کلمات

نمونۂ اَسلاف، اَمین روایاتِ اکابر، محدثِ جلیل، مصنفِ کبیر، استاذُ العلماء

سیدی وسندی حضرت اقدس الحاج مولانا اِسلامُ الحق صاحب اَسعدی، مدظلہ العالی

شیخ الحدیث جامعہ مظاہر علوم وقف وروحِ رواں دارالعلوم شاہ بہلول سہارنپور، یو۔پی، انڈیا

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ النبی الکریم. وبعدُ !

آپ ﷺ کے ہر مؤمن ومسلم اُمتی پر فرض ہے کہ اُسکے قلب میں ’’حبِّ رسول‘‘ جاگزیں ہو، اُسکے بغیر ایمان، کامل ومکمل نہ ہوگا، بس اسی طرح ’’حبِّ رسول ﷺ‘‘ کا مقتضی یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کے کلام سے پُر خلوص محبت ہو، اور علم حدیث پڑھنے پڑھانے کی ایک کافی اہم غرض یہ بھی ہے کہ وہ حضرت نبی اکرم ﷺ کا کلام ہے اور محبوب کا کلام بھی محبوب ہوا کرتا ہے، اور یہ بلا شبہ ایک حقیقت بھی ہے کہ جب اس کو محبت وعظمت کے ساتھ پڑھا جائے تو ایک قسم کی لذت، حلاوت اور رغبت پیدا ہوتی ہے، جو یقیناً فوز وفلاحِ دارین کیلئے بڑا وسیلہ ہے۔

بس اِسی طرح آپ ﷺ کی احادیثِ مبارکہ کی خدمت بصورتِ تصنیف و تالیف ایک عظیم ترین نعمت اور حُسنِ توفیق کی علامت ہے، مزید برآں خاص طور پر آپ ﷺ کے شمائل وخصائل (حلیہ مُبارک) کا تذکرہ بالیقین ’’محبتِ رسول‘‘ کا خلاصہ ہے ؛ بلکہ اس میں ترقی واضافہ کا وسیلہ بھی۔

بڑی خوشی کا موقع ہے کہ ماشاء اللہ میرے عزیز ومعتمد حافظ، قاری، مولوی محمد سلمان الخیر نعیمی سلمہ اللہ تعالیٰ کی پیش نظر تالیفِ لطیف الموسوم بہ ’’شمائل النبی ﷺ‘‘ بھی اسی سلسلۃ الذہب کی ایک خوبصورت کڑی ہے، جس کو عزیز موصوف سلمہٗ نے بہت ہی عمدہ طرز پر مرتب کیا ہے، آپ ﷺ کے تقریباً جملہ شمائل پر مشتمل الگ، الگ تراجم وعنوانات قائم کیے، اور اپنے مخصوص علمی وتحقیقی ذوق کے مطابق جگہ جگہ بڑی اور اہم عربی کتابوں سے استفادہ کیا ہے، جس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ اس کی ترتیب وتالیف میں بڑی محنت وعرق ریزی کی گئی ہے، جو ان شاء اللہ ’’محبتِ نبوی ﷺ‘‘ کا وسیلہ؛ بلکہ اس میں زیادتی کا زینہ وباعث ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دُعاء ہے کہ موصوف سلمہٗ کی اس محنت کو قبولِ عام عطا فرمائے، عوام وخواص سبھی کو اِس سے منتفع فرمائے، اور دارین میں صلاح وفلاح کا باعث اور ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین۔

راقم الحروف

اسلام الحق اسعدی مظاہری

۲؍رجب المرجب ۱۴۳۸ھ بروز جمعہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تبریکی کلمات

نمونۂ اَسلاف، رئیس الواعظین، مثیلِ اکابر، اَدیب العصر، استاذُ المحدثین

سیدی وسندی حضرت اقدس الحاج مولانا عبدالخالق صاحب سنبھلی، مدظلہ العالی

اُستاذِ حدیث ونائب مہتمم دارالعلوم دیوبند

الحمد لأهله والصلوة على أهلها، أما بعد:

محترمی جناب مولانا قاری محمد سلمان الخیر نعیمی قاسمی۔حفظہ اللہ ورعاہ۔استاذِ عربی دارالعلوم شاہ بہلول، سہارنپور کی تازہ ترین تالیف ”شمائل النبی ﷺ“ یعنی حضور اکرم ﷺ کا حلیہ مُبارک ، باصرہ نواز ہوئی، کتاب سیرتِ مبارکہ کا ایک مختصر مگر انتہائی مستند وجامع گلدستہ ہے، جس کی ڈالیوں کو خوبصورت انداز میں سجایا گیا ہے، یوں تو مصرع:

کوئی آج تک نہ سمجھ سکا کہ جو مصطفی کا مقام ہے

بس یہ کہنا پڑتا ہے.......مصرع:

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

ماشاء اللہ! آقائے مدنی ﷺ کے شمائل وخصائل معتبر حوالوں کے ساتھ اس کتاب میں درج ہیں، اللہ تعالیٰ جناب رسول اللہ ﷺ سے ہم سب ہی کو سچی ، پکی محبت نصیب فرمائے، جملہ اسبابِ محبت وہ جمال ہو، کمال ہو، آل ہو، منال ہو، آپ ﷺ میں بدرجہ اتم واکمل پائے جاتے ہیں۔

الحمدللہ! مؤلف۔سلمہ اللہ تعالیٰ۔دارالعلوم دیوبند کے ممتاز فاضل اور صالح نوجوان ہیں، علمی، عملی، اصلاحی، فکری اور دعوتی ذہن ومزاج رکھتے ہیں، اس کتاب کی ترتیب میں بھی ان کا یہ مزاج جگہ جگہ محسوس ہوتا ہے، ماشاء اللہ بڑی محنت، عرق ریزی وجگر کاوی سے کام لیا ہے ،شمائل کے ذکر مبارک کے دوران موقع بہ موقع ان پر عمل کی تلقین، اصلاحی کوشش اور تنبیہ بھی کیا گیا ہے، مثلاً داڑھی سے متعلق مسائل، خضاب کا مسئلہ، ٹوپی اور پگڑی سے متعلق تحقیقی گفتگو، بعض سر پھرے جو نماز میں سر پر ٹوپی نہیں رکھتے، ان کے لیے نماز میں ٹوپی کے استعمال کی حیثیت کی وضاحت، وغیرہ اور آخر میں چہل حدیث نقل کرکے مؤلف موصوف اس کے مصداق بن گئے کہ: جس نے چالیس حدیثیں محفوظ کیں (یادکر کے یا لکھ کر) اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا حشر فقہاء علماء کی جماعت میں فرمائیگا اور نبی اکرم ﷺ اس کی شفاعت فرمائیں گے۔(الحدیث)

دِلی دُعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیزم مؤلف سلمہٗ اور اس کتاب کو قبول عام عطا فرمائے اور افادے کو تام فرمائے۔آمین ثم آمین۔

عبدالخالق سنبھلی

خادم: دارالعلوم دیوبند

۳۸/۸/۲۹ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رُوحانی کلمات

نمونۂ اکابر، محدثِ عظیم، عارف باللہ، رئیس الخطباء، استاذُ العلماء والفقہاء

سیدی وسندی حضرت اقدس الحاج مولانا سید محمد سلمان صاحب مظاہری، مدظلہ العالی

ناظم اعلیٰ واستاذِ حدیث جامعہ مظاہر علوم سہارنپور، یو۔پی، انڈیا

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم. أمابعد!

حضراتِ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا اُمت پر احسانِ عظیم ہے کہ انہوں نے آقاء کریم ﷺ کے علوم ومعارف اور کمالات معنوی کے ساتھ ساتھ آپ کے کمالات ظاہری، آپ کے حسن وجمال، آپ کا ناک نقشہ اور حلیۂ مبارکہ بھی اپنی وسعت وہمت کے مطابق بیان کیا ہے، ورنہ نورِ مجسم کی تصویر کشی قابو سے باہر ہے، حضرت ہند بن ابی ہالہ التمیمی رضی اللہ عنہ اُم المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے صاحبزادے اور رسول اللہ ﷺ ربیب تھے، آپ کو حضرت ﷺ کا حلیہ مُبارکہ اور آپ کی وضع قطع کا نقشہ کھینچنے کا عجیب وغریب ملکہ حاصل تھا، آپ کو وصّافِ رسول ﷺ کہا جاتا تھا، دیگر حضراتِ صحابۂ کرام کو بھی آپ سے جو تعلق ومحبت اور والہانہ عشق تھا، وہ اس کے بیان کرنے، سننے اور بار بار اس کے تذکروں میں روحانی مسرت اور ایمانی لذت محسوس کرتے تھے، ان مضامین کی سینکڑوں روایات اور احادیث محدثین کرام نے جمع فرمائی ہیں اور ہر زمانے میں علماء محدثین نے ان کی تفصیلات اور تشریحات کے لئے اپنی اپنی بزم سجائی ہے، ایک مسلمان کے لئے آپ کی ذات پاک سے والہانہ تعلق اور جذباتی عقیدت ومحبت اس کا بڑا سرمایۂ لازوال اور اس کا اصلی رأس المال ہے، اللہ تعالیٰ اُمت کے ایک ایک فرد کو ایسا ہی ایمانی تعلق نصیب فرمائے۔

تصنیفی وتالیفی لحاظ سے یہ موضوع جس قدر اعلیٰ واشرف ومبارک ہے اسی طرح ادب کے لحاظ سے بڑا نازک بھی ہے، اس بزم میں شرکت کرنے والے علماء مصنفین نے ہمیشہ اس کا پاس ولحاظ رکھا ہے، ہمارے نوجوان عالم مستند فاضل عزیزم مولوی قاری محمد سلمان الخیر نعیمی قاسمی سہارنپوری سلمہٗ استاذِ دارالعلوم شاہ بہلول، سہارنپور نے بھی اس بزم میں شرکت کی سعادت حاصل کی ہے، اور حضور پاک ﷺ کے حلیۂ مبارکہ سے متعلق احادیث کا عمدہ وسلیس اُردو ترجمہ، معتبر تشریح وبیان بڑی محنت اور خوب ذوق وشوق سے کیا ہے، حق تعالیٰ اس کی برکات سے موصوف سلمہٗ کو اور تمام استفادہ کرنے والوں کو مالامال فرمائے اور اپنی بارگاہ میں اس کو قبول فرمائے۔ آمین.

فقط والسلام

محمّد سلمان

ناظم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

۱۰؍شعبان ۱۴۳۸ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

توثیقی کلمات

عارف باللہ، نمونۂ اکابر، مفکرِ قوم وملت، جامعِ شریعت وطریقت، اُستاذ الاساتذۃ

محدثِ کبیر حضرت اقدس الحاج مولانا محمد اختر صاحب قاسمی، مدظلہ العالی

مہتمم ومحدث جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ، ضلع سہارنپور وصدر جمعیۃ علماء یو، پی، انڈیا

الحمد للّٰہ ربِّ العٰلمین، والصَّلوٰۃُ والسَّلامُ علی سیِّد الأنبیاء والمرسلین محمَّد وعلی آلہ وصحبہ أجمعین ومن تبعھم باحسان الی یوم الدین. أمَّابعدُ:

حدیث، رسول اللہ ﷺ کے قول، فعل اور تقریر کا نام ہے، ایک جماعت علماء کی یہ بھی خیال کرتی ہے کہ نبی آخر الزماں ﷺ کے اوصاف بھی حدیث ہی ہیں۔

اسی لیے محدثین عظام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس عنوان پر بھی محنت فرمائی ہے، حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شمائل ترمذی کے نام سے چارسو احادیث کا مجموعہ جمع فرما کر اُمت پر احسان فرمایا اور خاتم النبیین، شفیع المذنبین محمد عربی ﷺ کا حلیہ مبارک احادیث کی روشنی میں۔تقریباً۔اُمت تک پہنچایا، جو آج تک متداول ہے، ''شمائل النبی ﷺ'' بھی اسی سلسلۃ الذہب کی ایک اہم کڑی ہے، جو عزیزم مولوی قاری محمد سلمان الخیر نعیمی قاسمی سلمہٗ کی ایک کامیاب کوشش ہے، عزیزم موصوف نوعمر، صالح نوجوان ہیں اور حدیثِ پاک سے خاص شغف رکھتے ہیں، اُمید ہے کہ مستقبل میں مزید آگے بڑھیں گے، دعاء ہے اللہ رب العزت اس کتاب کو مقبولیت عطا فرمائے۔آمین.

أحقر: محمَّد أختر، عفااللّٰہ عنہ

مہتمم جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ، ضلع سہارنپور. ۲۹/۷/۱۴۳۸ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تائیدی کلمات

مثیلِ اسلاف، نباضِ عصر، مصلح وقت، محدث جلیل، اُستاذ الاساتذۃ، جامع العلوم والفنون

حضرت اقدس الحاج مولانا قاری محمد عاشق الٰہی صاحب مظاہری، مدظلہ العالی

شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ، ضلع سہارنپور، یو۔پی، انڈیا

أحمدہ وأصلی علی رسولہ الکریم .أمابعد!

عزیزم مولوی، قاری، مفتی محمد سلمان الخیر نعیمی قاسمی سلمہٗ مدرس عربی دارالعلوم شاہ بہلول، سہارنپور نے نہایت عرق ریزی ومحنت سے آقائے مدنی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذاتِ گرامی کے حلیہ مبارک کے موضوع پر بزبانِ اُردو ''شمائل النبی ﷺ'' کے نام سے انمول ذخیرہ کتابی شکل میں جمع کیا، جو تقریباً ۲۸۰ صفحات پر مشتمل ہے، فدوی نے اپنی ذاتی وتدریسی مصروفیت کے باوجود مسوّدے کو اول تا آخر پورے استحضار کے ساتھ پڑھا، اور حسب ضرورت تصحیح بھی کی، شمائل کی احادیث میں جو عمیق اور دقیق لغات استعمال کی گئی ہیں اُردو زبان میں ان کی صحیح تعبیر اور مراد بیان کرنا ترجمان کے لیے بے حد دُشوار ہوتا ہے، ماشاء اللہ عزیزم موصوف سلمہٗ نے ان لغات کی صحیح ترجمانی کا حتی الوسع حق ادا کرنے کی کامیاب سعی کی، **فجزی اللّٰہ أحسن الجزاء.** اس سے پہلے کچھ مؤلفین صاحبان نے اُردو زبان میں حضور پاک ﷺ کے حلیے مبارک کے عنوان پر کتابیں تالیف کیں، مگر الحمد للہ کتابِ ہٰذا کا طرز وانداز ہی الگ اور نمایاں ہے، اُمید ہے کہ عشق رسول ﷺ کے میدان میں سرگرداں عُشّاق کے لیے اس کتاب کا مطالعہ مزید تشفی وتسکین کا سبب بنے گا۔میری دِلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوف کی محنت قبول فرمائے اور اپنے رَسول کی محبت عظمت واِتباع کی توفیق نصیب فرمائے۔(آمین). **العبد: محمد عاشق الٰہی**

خادم الحدیث جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ، ضلع سہارنپور ۲۸/رجب المرجب ۱۴۳۸ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تشجیعی کلمات

یادگارِ اکابر،نمونۂ اسلاف،فقیہِ زماں،امام النحو،جامع العلوم والحکم،استاذ الاساتذہ والدِ گرامی قدر حضرت اقدس الحاج مولانا **نعیم احمد** صاحب مظاہری، مدظلہ العالی قدیم ترین مؤقر استاذ جامعہ مظاہر علوم (وقف) سہارنپور، یو۔پی، انڈیا

الحمد لأهله والصلاة لأهلها،أمّابعدُ:

محسنِ انسانیت حضرت نبیٔ اکرم ﷺ کی ذاتِ گرامی اور آپ کی صفاتِ عالیہ اور حلیۂ مبارکہ سے محبت واُلفت اور شغف یقیناً ایمان کی علامت ہے،حضور اقدس ﷺ کے اخلاق واوصاف اور عاداتِ حسنہ کو آپ کی گنہگار اُمت کے سامنے پیش کرنا بھی باعثِ سعادت اور ذریعۂ اجر ہے،اسی سلسلہ کی ایک اہم کڑی اور بہترین کوشش ومبارک ومسعود کاوش عزیزم لختِ جگر مولوی قاری محمد سلمان الخیر سلمہٗ نے حق تعالیٰ کی توفیق سے کی ہے ،ماشاء اللہ !عزیزم کو کم عمری ہی میں اللہ تعالیٰ نے تصنیف وتالیف کا مخصوص ذوق عطا فرمایا ہے،اور مزید برآں علم حدیث ان کا خصوصی مشغلہ ہے،انہوں نے شمائل نبوی ﷺ کے نام سے سرورِ کائنات شفیع الامم ﷺ کے مبارک اخلاق وحلیۂ طیبہ معتبر احادیث سے جمع کر کے ہمارے سامنے پیش کئے ہیں، کتابِ مذکور میں جگہ امہاتِ کتب کے حوالے دیکھ کر دل باغ باغ ہوتا ہے،اللہ تعالیٰ ان کی اس کوشش کو عوام وخواص کے لیے نافع بنا کر ہم سب کو حضور اقدس ﷺ سے سچی محبت نصیب فرمائے ،اور موصوف سلمہ کے علم وعمل میں برکات پر برکات عطا فرمائے۔آمین.این دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

نعیم أحمد ، عفااللّٰه عنه ،خادم مظاہر علوم وقف،سہارنپور

۱۹/جمادی الثانیہ ۱۴۳۹ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تشہیدی کلمات

یادگارِ اکابر، خطیبِ وقت، فقیہِ زماں، محقق دوراں، جامع العلوم والمعارف مفسر قرآن حضرت اقدس الحاج مولانا مفتی **محمود عالم** صاحب مظاہری، مدظلہ العالی مؤقر استاذ ومفتی مدرسہ مظاہر علوم (وقف) سہارنپور، یو۔پی، انڈیا

ہم دست کاوش، پیکرِ حسن وجمال، لائق صد اقتداء، محبوبِ ربِّ دوجہاں، سرورِ کائنات حضرت محمد عربی ﷺ کے ظاہری حسن وجمال کا حسین مرقّع ہے، جس کو عزیزم: ”مولانا وقاری محمد سلمان الخیر نعیمی قاسمی سلمہٗ۔زادہ اللہ علماً وعملاً“ نے عشق نبوی میں سرشار ہو کر ترتیب دیا ہے جس میں آپ ﷺ کے حلیہ ٔمبارک کی منظر کشی بھی ہے اور آپ کے جاں نثار ہمدموں کی جاں نثاری کی مثالیں بھی ہیں ،،جن کو سراپا حسن کے چشم دید گواہوں کی گواہی سے مستند بھی کیا ہے،اور بھرپور حوالہ جات سے مزین ہونے کی وجہ سے اس کتاب کی افادیت میں مزید اضافہ ہو گیا ہے،راقم الحروف نے کتابِ ہٰذا کو ازالف تایاء بغور پڑھا جس کو پڑھ کر دلی شادمانی ہوئی اور بے ساختہ زبان پر عربی مقولہ:”**رمی السَّهم عن قوس عقيلتي**“ (موصوف نے میرے دل کی بات کہہ دی) جاری ہوا اور اُمید کی ایک کرن پھوٹی کہ آج بھی اُمت میں حضور پاک ﷺ کی سیرت، اخلاق وعادات اور محاسن کے شیدائی وفدائی اور اُن کو بیان کرنے اور اُمت کے سامنے اچھوتے انداز سے پیش کرنے والے موجود ہیں اور کر رہے ہیں۔

بارگاہِ صمدی میں دست بدعاء ہوں کہ اللہ رب العزت اس کتاب کو عزیزم موصوف سلمہٗ اور ان کے معاونین کے لئے ”الباقیات الصالحات“ میں شمار فرما کر ذریعۂ نجات بنائے اور مزید علمی کاوشوں کے شغل کی توفیق ارزانی نصیب فرمائے۔آمین.دُعاء گو ودُعاء جو

العبد: محمود عالم عفا اللّٰه عنه، خادم: مظاہر علوم (وقف) سہارنپور

۱۰/شوال المکرّم ۱۴۳۸ھ بہ مطابق ۵/جولائی ۲۰۱۷ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِلْهَامِیْ کلمات

واصل باللہ،نمونۂ اسلاف،خطیب الزماں، جامعِ شریعت وطریقت،نباضِ وقت
استاذِ محترم مفسر کبیر حضرت اقدس الحاج مولانا **نثار احمد** صاحب مظاہری، **مدظلہ العالی**
مؤقر استاذِ حدیث شریف جامعہ مظاہر علوم (وقف) سہارنپور، یو۔پی، الہند

الحمد لأهله و الصلوة على أهلها ،أمابعد.

محترم مولانا وقاری محمد سلمان الخیر قاسمی نعیمی صاحب۔**حفظہ اللہ**۔کی ضخیم تالیف ’’شمائل النبی ﷺ‘‘ جلدِ اول کا مسودہ میرے سامنے ہے،چیدہ چیدہ اس کی ترتیب وتبویب کو دیکھا ،احادیث مبارکہ کا انتخاب دیکھا،صحابہ وتابعین اور اکابر واسلاف کے عشق نبوی ﷺ میں ڈوبے ہوئے اشعار پڑھے،تو قلب کی گہرائیوں اور ذہن کے نہانخانوں میں ہلچل مچ گئی،عشق نبوی کے جذبات جوش مارنے لگے،بے ساختہ زبان پر درود پاک ﷺ جاری ہوگیا،کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کردے   دہر میں اسم محمد ﷺ سے اجالا کردے

محبوب رب العلمین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات بابرکت ہے،ہی ایسی ذات جن کی تعریف وتوصیف خود پروردگار عالم نے قسمیں کھا کھا کر کی ہو،جن کی عظمتوں کی گواہی قرآن مجید نے دی ہو،وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ،اب ایک عام انسان اور ایک کم علم اور بے مایہ طالب عالم کیا لب کشائی کی جرأت کرسکتا ہے۔

ہزار بار بشویم دہن زمشک وگلاب
ہنوز نام تو گفتن کمالِ بے ادبی است

لیکن چونکہ حکم ربی ہے اور آپ کے شمائل وخصائل،عاداتِ مبارکہ اور اخلاقِ کریمانہ انسانیت کی معراج قرار پائے ہیں،اور آپ کے حلیہ شریف کا بیان عاشقانِ نبوت کی لَنۡ تَرَانِي ہے،اس لئے ہزاروں ہزار بار بھی محبوب کا نام لیا جائے اور اس کی اداؤں کا بیان کیا جائے،کم ہے۔

کتاب از اول تا آخر مؤلف کی بڑی عرق ریزی،تحقیق وتدقیق اور استناد واستشہاد کی غماز ہے،الحمد للہ! عنفوانِ شباب ہی سے قلم وقرطاس سے گہرا تعلق اور تصنیف وتالیف کا خاص ذوق اللہ نے اپنے فضل سے عطاء فرمایا ہے،اس لئے مستقبل قریب میں بڑی امیدیں وابستہ ہیں،دل سے دعاء ہے اللہ قبولیت ومقبولیت عطا فرمائے اور تازندگی عشق نبوی ﷺ سے سرشار رکھے،آمین.

والسلام

نثار احمد

خادم تدریس جامعہ مظاہر علوم وقف سہارنپور

یکم جمادی الثانیہ ۱۴۳۹ھ یکشنبہ

تحسینی کلمات

عارف باللہ، نمونۂ اسلاف، مصلح قوم وملت، جامع الشریعۃ والطریقۃ، مرشدِ زمانہ

خطیب العصر حضرت اقدس الحاج مولانا محمد شمیم صاحب قاسمی، مدظلہ العالی

امام وخطیب مدینہ مسجد وعیدگاہ جعفرآباد ویلکم دہلی، وصدر آل انڈیا حقوقِ ائمہ آرگنائزیشن

نحمده ونصلي على رسوله الكريم ،أما بعد:

عزیزم مولانا قاری مفتی محمد سلمان الخیر نعیمی قاسمی سہارنپوری سلمہٗ استاذِ حدیث شریف دارالعلوم شاہ بہلول، سہارنپور نے نہایت محنت سے آقائے مدنی ﷺ حضرت رسول اکرم ﷺ کے حلیہ مبارک کے موضوع پر ''شمائل النبی ﷺ'' کے نام سے انمول ذخیرہ جمع کر کے عشق رسول میں سرشار لوگوں کیلئے تسلی وتشفی کا سامان فراہم کیا ہے، جو یقیناً مبارک سعی وکامیاب کوشش ہے، حالانکہ یہ بہت نازک وباادب مقام ہے، جسمیں ادنیٰ سی کوتاہی سے خسرانِ عظیم کا خطرہ ہے، مگر الحمدللہ عزیزم مؤلف سلمہٗ نے اپنے اساتذہ ومشائخ اور والد محترم جناب مولانا نعیم احمد صاحب مظاہری، دامت برکاتہم کی سرپرستی حاصل کرتے ہوئے اس وادیٔ پُرخار میں قدم رکھا اور کامیابی سے ہمکنار ہوئے، احقر نے مسودہ دیکھا، دل باغ باغ ہوا اور دل کی گہرائیوں سے دعائیں نکلیں، اللہ تعالیٰ مؤلف سلمہٗ کو جزائے جزیل عطا فرمائے اور ہم لوگوں کو بھی عشق رسول کا کچھ حصہ عطا فرمائے۔ آمین فقط **والسَّلام عليكم وعلى من لديكم.**

احقر: **محمد شمیم غفرلہٗ قاسمی**

امام وخطیب مدینہ مسجد جعفرآباد، دہلی ۵۳

۵؍شوال المکرّم ۱۴۳۸ھ بروز جمعہ

تصدیقی کلمات

مصلحِ قوم وملت، استاذِ محترم، مفسر کبیر برادرِ اکبر

حضرت اقدس مولانا مفتی محمد نعیمی صاحب مظاہری، مدظلہ العالی

مؤقر استاذِ عربی ونائبِ صدر مفتی جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ، ضلع سہارنپور، یو۔ پی، الہند

نحمده ونصلي ونسلم على رسوله الكريم ،أمَّابعدُ:

قال الله تعالى: وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ.

عزیزانِ محترم! ماشاء اللہ، سیرتِ خیر الانام ﷺ کے باب میں تصنیفات وتالیفات، مقالات ومضامین کی کمی نہیں، اگر یہ کہا جائے تو یقیناً مبالغہ نہ ہوگا کہ آج تک کسی علمی، ادبی یا تاریخی موضوع پر اتنی کتابیں نہیں لکھی گئیں، جتنی کہ خیر البشر کی سیرت کے متعلقات پر چھپ چکی ہیں، اور اب تو حال یہ ہے کہ کوئی سال، کوئی مہینہ؛ بلکہ کوئی ہفتہ اور کوئی دن بھی ایسا نہیں گزرتا، جس میں اس مقدس موضوع پر کوئی کتاب، رسالہ، مضمون یا کوئی مقالہ کہیں سے اشاعت پزیر نہ ہوتا ہو، اور کیوں نہ ہوتا، جبکہ وعدۂ خداوندی ہے: وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ. اے محبوب! آپ کے ذکر وتذکرہ کو ہم نے بلند کردیا۔ لیکن اس کثرت اور شیوع کے باوجود موجودہ دور میں جبکہ سرورِ کونین ﷺ کی سنتوں سے دوری بڑھتی جارہی ہے اور مسلمان دینی تعلیمات کو نظر انداز کر کے غیروں کے طریق اختیار کررہے ہیں، اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ مسلمانوں کو بار بار؛ بلکہ ہزار بار جس طرح بھی ہوسکے سرکارِ دوعالم ﷺ کے اُسوۂ حسنہ اور مبارک تعلیمات کی طرف توجہ دلائی جائے، جو صرف نماز، روزہ اور دیگر عبادات تک ہی محدود

نہیں، بلکہ زندگی کے ہر شعبہ اخلاق وعادات، معاشرت ومعاملات سب پر حاوی ہے اور اسی میں مسلمانوں کی صلاح وفلاح مضمر ہے۔

الغرض اسی مقصد کے پیشِ نظر برادرِ صغیر عزیزم مولوی قاری محمد سلمان الخیر نعیمی قاسمی۔حفظہ اللہ۔استاذِ حدیث شریف وادبِ عربی دارالعلوم وقف محلّہ شاہ بہلول سہارنپور نے یہ پیاری کتاب ’’شمائل النبی ﷺ‘‘ (جلد اول) چمنستانِ حدیث وسیرت سے اخذ کرکے آپ ﷺ کے ظاہری حسن وجمال وحلیۂ مبارکہ پر مشتمل تالیف فرمائی ہے،فجزاه الله أحسن الجزاء.

اللہ تعالیٰ مؤلف محترم اور ہم سبھی کو حضور اقدس ﷺ سے سچا، پکا تعلق نصیب فرمائے اور آپ کے چاہنے والوں میں شامل فرمائے ،اس موضوع پر کچھ اور کام کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے ۔ہم کتابوں میں دیکھتے ہیں، پڑھتے ہیں کہ حضراتِ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو آنحضرت ﷺ سے جو تعلق اور والہانہ وابستگی تھی ،اور آپ ﷺ کی محبت ان کے دل ودماغ کے باریک ریشوں اور رگ رگ میں سمائی ہوئی تھی ،اور وہ خود اپنی سعادت مند آنکھوں سے،آپ ﷺ کا جمالِ جہاں آراء دیکھ چکے تھے،مگر اس کے بیان کرنے اور سننے ،سنانے میں اور بار بار آپ کے تذکرہ میں ان کو روحانی مسرت اور قلبی فرحت حاصل ہوا کرتی تھی ،جیسا کہ حضرت ہند بن ابی ہالہ التمیمی (ام المؤمنین حضرت خدیجہؓ کے صاحبزادے اور رسول اللہ ﷺ کے ربیب) کو حضور اقدس ﷺ کے حلیۂ مبارکہ،آپ کی وضع وقطع ،رنگ وروپ کا نقشہ الفاظ کے ذریعہ کھینچنے پر بڑا ملکہ حاصل تھا،اسی وجہ سے ان کو’’وصَّافِ رسول‘‘ کہا جاتا ہے،،ان کے علاوہ دیگر صحابہ کرامؓ سے بہت ساری روایتیں مروی ہیں،جن کا تذکرہ خاص طور پر

حضرت امام ترمذیؒ نے بڑے البیلے اور اچھوتے انداز میں فرمایا ہے۔

حضراتِ حسنین کریمینؓ اپنے والد ماجد، شیر خدا سیدنا حضرت علیؓ سے حضور اقدس ﷺ کی باتیں بڑے ذوق وشوق سے سنا کرتے تھے،آپ ﷺ کی رفتار وگفتار کیسی تھی ،معمولات کیا تھے ،کس کام کو کس طرح انجام فرمایا کرتے تھے؟ بہر حال اسی سلسلۃ الذہب کی ایک خوبصورت کڑی برادرِ صغیر سلمہ کی یہ تالیف ہے،جس کو مؤلف نے ماشاء اللہ بڑی محنت ،اور عرق ریزی سے ترتیب دیا ہے،اور انگشت کٹا کر شہیدوں کے زمرہ میں شامل ہونے کی کامیاب کوشش کی ہے،کیونکہ تصنیفی وتالیفی لحاظ سے یہ موضوع جس قدر مبارک ہے،ادب کے اعتبار سے اسی قدر نازک بھی ہے،حضراتِ علماءِ دیوبند کی یہ پہنچان رہی ہے کہ وہ ہر موقع پر تنقیص اور مبالغہ آرائی سے محفوظ رہنے کی کوشش کرتے ہیں اور الحمد للہ !وہ اپنے اس وصف امتیازی میں کامیاب بھی ہیں ،اُمید ہے کہ عشق رسول میں سرگرداں عشاق کے لیے اس کتاب کا مطالعہ مزید تشفی وتسکین کا باعث ہوگا، بارگاہِ صمدی میں دست بدعاء ہوں کہ اللہ رب العزت اس کاوش کوموصوف اور ان کے معاونین کے لیے ذخیرۂ آخرت اور ذریعۂ نجات بنائے اور مزید علم وعمل کے میدان میں مشغول رہنے کی توفیق بخشے۔آمین.

محمد نعیمی غفرلہٗ المظاہری

خادم دار الافتاء جامعہ اسلامیہ ریڑھی، ضلع سہارنپور، یوپی، انڈیا

۱۲/ جمادی الاخریٰ:۱۴۳۹ھ،مطابق یکم مارچ:۲۰۱۸ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ مؤلف

الحمد للّٰہ ربِّ العٰلمین، والصَّلوٰةُ والسَّلامُ علی سیِّد الأنبیاء والمرسلین محمَّد وعلی آله وصحبه أجمعین ومن تبعهم باحسان الی یوم الدین. **أمَّابعدُ:**

کسی بھی مسلمان کا دل حضور اکرم ﷺ کی محبت سے خالی نہیں ہے؛ کیونکہ علاماتِ ایمان میں سے ایک اہم چیز یہ بھی ہے کہ مسلمان کا دل خاتم الانبیاء ﷺ کی محبت وعقیدت سے اس طرح معمور ہو کہ جسم کے تمام اعضاء وجوارح آپ ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری سے منور ہوں۔

حدیثِ پاک میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے کہ ”تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک ایمان والا ہو ہی نہیں ہوسکتا، جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے والدین، اس کی اولاد، حتی کہ تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ بن جاؤں“۔ (مشکوٰۃ شریف)

جس کی ایک واضح مثال یہ ہے کہ اگر اس سے زندگی کے کسی موڑ پر جناب نبی کریم ﷺ کی کسی ادا کی مخالفت ہوتی ہو، تو وہ کسی کی پرواہ کیے بغیر اس سے اپنے آپ کو بچالے۔

اللہ تعالیٰ نے ہر مسلمان کے دل میں محبتِ رسول ﷺ کے جذبات ودیعت فرمائے ہیں؛ لیکن یہ ہماری بدقسمتی وغفلت، گناہوں کی کثرت اور دنیوی مشاغل کی بہتات ونحوست بلکہ اس میں غیر ضروری انہماک ہے، کہ محبت وعقیدت کے جذبات واحساسات جو سال کے ہر دن اور ہر وقت ہونے چاہئیں تھے، ہم نے انہیں صرف چند ایام کے ساتھ خاص کردیا ہے، مثلاً ربیع الاوّل کا مہینہ وغیرہ؛ جبکہ محسنِ کائنات ﷺ کے احسانات کا تقاضہ یہ ہے کہ ہر مسلمان کو زندگی کا ہر دن بلکہ ہر لمحہ یوں بسر کرنا چاہیے کہ جہاں دل میں محبتِ رسول ﷺ ہو، وہیں اس کے اعمال وافعال سے بھی محبتِ رسول ﷺ اس طرح آشکارا ہو، کہ ہر لمحے کی سنتیں عملی زندگی میں نمایاں ہوں اور ہر مسلمان اپنی شکل وصورت، سیرت وکردار، اخلاق وعادات، معاملات ومعاشرت اور غمی وخوشی کے لمحات یوں گزارے کہ دیکھنے والا پکار اُٹھے کہ یہ شخص اُمتِ محمدیہ ﷺ کا فردِ کامل ہے، یہ سچا، پکا عاشقِ رسول ﷺ اور مذکورہ حدیثِ پاک کے مطابق کامل الایمان ہے، اسی قسم کے ملے جلے جذباتِ صادقہ اور کڑھن کے ساتھ یہ بات ذہن میں آئی کہ سیرتِ پاک کے بحرِ ذخار سے ایک اور گلدستہ حضرت سرورِ کائنات ﷺ کے حلیہ مبارک اور ظاہری حسن وجمال سے متعلق بہ نام ”شمائلُ النبی ﷺ“، ”دبستانِ حدیث شریف“ ہی کی طرح سہل وسلیس ترجمہ اور مختصر مگر معتبر ومستند تشریح کے ساتھ، علمی، تحقیقی واختلافی مسائل سے بالکلیہ احتراز کرتے ہوئے، بلکہ اس میں حدیث کی اصل عربی عبارت بھی نقل نہیں کی گئی؛ بلکہ اس کے ترجمہ پر ہی اکتفاء مناسب سمجھا کہ عامی طرز اور سادہ اندازِ بیان میں مسلمانوں کی خدمت میں محض اس نیت سے پیش کروں کہ اس مختصر سیرت وحلیہ مبارک کو پڑھ کر اور سامنے رکھ کر اللہ تعالیٰ مجھے بھی اس پر عمل کی توفیق عطا فرمادے اور میرے نادان، غافل، دنیا کی مستی میں مگن، فکرِ آخرت سے دور مسلمان بھائیوں کے قلوب بھی اس ذاتِ اقدس ومقدس ﷺ کی محبت واتباع کی طرف پھیر دے؛ بلکہ محبتِ نبوی ﷺ میں گرمادے، کہ جس کی اتباع میں ہی ہمیں دارین کی کامیابی وسرخ روئی عطا ہوسکتی ہے، ہماری موجودہ تنزلی، ترقی میں بدل سکتی ہے، بگڑی بن سکتی ہے، اس ہستی کے علاوہ جس نے، جب بھی، جس کسی کو بھی، اس کے خلاف اپنا نمونہ (آئیڈیل، ماڈل) بنایا، ربِّ کعبہ کی قسم! اس کو کبھی منزل نہ ملی، وہ یونہی بھٹکتا ہوا، دیوانہ وار، منزلِ مقصود سے دور اور بہت دور، موت کا لقمہ بن گیا، نتیجتاً اس کی دنیا بھی تباہ ہوئی اور آخرت بھی، اس لیے کہ تاریخِ عالم اس بات پر شاہد ہے کہ ہم سے پہلوں کو بھی اس ذات کی اتباع ہی میں سعادتِ دارین اور کامیابی عطا ہوئی ہے اور ہمارے لیے بھی وہی ذاتِ اقدس واطہر، طاہر ومطہر نمونہ وآئیڈیل ہے۔ جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ. الآية. (الأحزاب)

ترجمہ: ''یقیناً تمہارے ہر اُس شخص کے لیے اللہ کے رسول ﷺ میں بہترین اُسوہ (نمونہ) ہے، جو اللہ اور آخرت کے دن کی امید رکھتا ہو اور اللہ کو بہ کثرت یاد کرتا ہو''۔

مگر آج جب ہم اپنے آپ کو اور اپنے معاشرے کو دیکھتے ہیں، تو ہر موقعہ پر سنت و شریعت کی خلاف ورزی ہی نظر آتی ہے، گھر گھر سے سنتوں کے جنازے نکل رہے ہیں، مذاق اُڑا کر، اُن کو ہلکا سمجھا جا رہا ہے، جو کفر کے قریب کر دینے والا عمل ہے، فَاِلَى اللّٰهِ الْمُشْتَكىٰ؛ جبکہ رحمتِ دو عالم ﷺ کا سخت ترین اور سو (۱۰۰) فیصد سچا فرمان ہے:

مَنْ تَرَكَ سُنَّتِيْ عَمَدًا، فَكَأَنَّمَا قَتَلَنِيْ. (الاعتصام، للعلامة الشاطبیؒ).

ترجمہ: جس شخص نے جان بوجھ کر میری کوئی سنت چھوڑی، (ختم کی) ایسا ہے؛ جیسا کہ اس نے مجھے قتل کیا۔ العیاذ باللہ، اللہ تعالیٰ ہمیں توفیقِ خیر نصیب فرمائے۔ آمین.

دو جہاں کی کامیابی، گر تجھے درکار ہے
اُن کا دامن تھام لے، جن کا محمد ﷺ نام ہے

نیز

مِل نہ پائی کوئی منزل، پھر اُس کو
میرے نبی کی راہ سے جو بھی دور ہوا

اور

محمد ﷺ کی محبت، دینِ حق کی شرطِ اول ہے
اسی میں ہے اگر خامی، تو سب کچھ نامکمل ہے

نیز

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے، تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا، لوح و قلم تیرے ہیں

اللہ تعالیٰ کے حضور بہ الحاح وزاری دست بہ دُعاء ہوں کہ محض اپنے لطف وکرم اور صاحبِ حلیہ شریف حضرت سرورِ کونین ﷺ کے صدقہ وطفیل میں اس سے بھی استفادہ سہل اور عام فرما کر اس حقیر وفقیر اور اساتذہ ووالدین کے لیے بھی ذریعۂ رشد وہدایت اور وسیلۂ مغفرت ونجات بنائے۔ ....گر قبول افتد زہے عز وشرف........

اور میرے والدین، اساتذہ اور مشائخ کا سایۂ رأفت وعطوفت با ایں ہمہ فیوض وفیضان تا دیر صحت وسلامتی کے ساتھ قائم ودائم رکھتے ہوئے ان کی مزید خدمت اور ان سے خوب استفادہ کا موقع نصیب فرمائے۔ اور چالیس (40) احادیث کے یاد کرنے اور ان کی نشر واشاعت پر جو اجر ووعدہ ہے، مولائے عز وجل محض اپنے لطفِ خاص وعنایت اور اپنے پیارے حبیب ﷺ کے صدقہ وطفیل سے خوب خوب نصیب فرمائے، اور مزید خدمتِ اسلام ومسلمین کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین.

جو طلب میں نے کیا، تو نے عنایت سے دیا
تیرے قربان میرے ناز اُٹھانے والے

آخر میں تحدیث بالنعمہ وتوثیق کے طور پر اس حقیقت کا تذکرہ بھی ضروری ہے کہ احقر نے اس کتاب کی ترتیب وتالیف میں بنیاد ''شمائل ترمذی'' کی اُن ''درسی تقاریر'' کو بنایا ہے، جو میں نے دو سال ''درسِ شمائل ترمذی'' کے دوران قلم بند کی تھیں، البتہ طلباء اور عام مسلمانوں کی آسانی کی خاطر اس میں زیادہ علمی بحثوں وتحقیقی موشگافیوں سے تقریباً احتراز کیا گیا ہے۔

بہر حال پہلے سال ۱۴۳۲ھ میں، جب میں مادرِ علمی و روحانی دارالعلوم شاہ بہلول سہارنپور میں شریکِ دورۂ حدیث شریف تھا، وہاں میں نے شمائلِ ترمذی، برادرِ اکبر، استاذِ محترم، مکرمی جناب حضرت اقدس مولانا مفتی محمد نعیمؔی صاحب مظاہری مدظلہٗ (مؤقر استاذِ عربی و نائبِ صدر مفتی و محررِ فتاویٰ جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ، ضلع سہارنپور) سے خوب انوکھے و اَلبیلے اور تحقیقی انداز میں بعدِ مغرب پڑھی تھی، برادرِ مکرم اُس وقت مادرِ علمی کے مایۂ ناز مدرس، مستند و محقق اور کامیاب ترین استاذِ حدیث و فقہ مشہور و مقبول تھے۔

اور دوسرے سال ۱۴۳۶ھ میں، جبکہ احقر اُم المدارس، اَزہر الہند، مادرِ علمی، عملی، عرفانی و آفاقی دارالعلوم دیوبند میں شریکِ دورۂ حدیث شریف تھا، وہاں میں نے ''شمائلِ ترمذی'' محدثِ کبیر، محققِ جلیل، عالمِ نبیل، اُستاذُ العلماء والفقہاء والأدباء و المحدثین، نمونۂ اکابر و اسلاف حضرت اقدس سیدی و سندی مولانا عبدالخالق صاحب مدراسی، دامت برکاتہم و فیوضہم (استاذِ حدیث و ادبِ عربی و نائبِ مہتمم دارالعلوم دیوبند) سے، **اَللّٰہُ اَکْبَرْ کَبِیْرًا**، بڑے ہی تزک و احتشام، تحقیقی کلام، فصیح بیان، انتہائی زَعفران زار ماحول اور عشقِ نبوی کی جس فضاء سے سرشار ہوکر اکثر بعدِ عشاء پڑھی تھی، وہ اَثمن من الذہب والفضہ اوقات و قیمتی لمحات، ہر وقت تصورات یا تصدیقات کی سواری پر سوار ہوکر سامانِ فرحت و مسرت اور مرہمِ رحمت و رأفت فراہم کرتے ہیں، اللہ کرے مجھ حقیر و فقیر کے لیے بھی یہ نسبتِ اکابر و مشائخ ذریعہ رُشد و ہدایت اور وسیلۂ دخولِ جنات النعیم ہوجائے، آمین۔

وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ أَوَّلُہٗ وَآخِرُہٗ، فَیَارَبِّ! اِنْ کَانَ صَوَاباً فَمِنَ اللّٰہِ، وَاِنْ کَانَ خَطَأً فَمِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِيْ وَمَا اُبَرِّئُ نَفْسِيْ.

وَ اِنْ کَانَ خَرْقٌ فَادَّرِکْہُ بِفَضْلَۃٍ
مِنَ الْحِلْمِ وَلْیُصْلِحْہُ مَنْ جَادَ مِقْوَلا

گرچہ یہ ہدیہ میرا، ناقابلِ منظور ہے
پر جو ہو مقبول، کیا رحمت سے تیری دور ہے

میرے خدا! میرا اتنا سا کام ہوجائے
نبی کے چاہنے والوں میں نام ہوجائے

یارب! یہ تمنا ہے عقیدت کے سفر میں
سرکارِ دو عالم کی میں آجاؤں نظر میں

بقلم

محمد سلمان الخیر نعیمؔی سہارنپوری

عفا اللہ عنہ و عن والدیہ

خادم تدریس: دارالعلوم وقف شاہ بہلول/سہارنپور، یوپی، انڈیا

۱۸/ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۸ھ شبِ جمعہ

بہ مقام: غریب خانہ خورشید منزل، نزد مسجد خانقاہ، گاؤں بڈھا کھیڑہ کاتلہ، سہارنپور، یو۔ پی

﴿حیاتِ نبویہ مبارکہ ﷺ ایک نظر میں﴾

اس پہلے کہ ہم آپ ﷺ کے ظاہری حسن و جمال اور حلیہ مُبارک کا ذکرِ بابرکت کریں، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ صاحبِ حلیہ حضرت سرورِ کونین شافعِ محشر ﷺ کی مختصر حیاتِ طیّبہ ومبارکہ کی کچھ مختصر جھلکیاں پیش کردی جائیں؛ تاکہ حقیقی محبِّ رسول ﷺ کے لیے مرہمِ رحمت واُلفت اور سامانِ تسلی وتشفی مہیا ہو، اور وہ بہ آسانی اس سے استفادہ کرکے اس کو حفظ کرنے کی کوشش کرسکے۔ وباللّٰہ التوفیق، وبیدہٖ أَزِمَّۃ التحقیق.

﴿حضرت نبی اکرم ﷺ کی ولادتِ باسعادت﴾

۲۲/اپریل واقعہ اصحابِ فیل کے ۵۰ یا ۵۵ دن بعد، یا ۲۰ یا ۲۱/اپریل ۵۷۱ء بمطابق ۹/ربیع الاوّل موسم بہار میں پیر کے دن صبح چار (۴) بجکر بیس (۲۰) منٹ پر مکہ مکرمہ میں سردارِ انبیاء محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ﷺ کی ولادتِ باسعادت ہاشمی خاندان کے قبیلہ قریش میں ہوئی۔

﴿۴/یا ۵/میلادالنبی ﷺ﴾

اپنی والدہ ماجدہ سیدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا اور پھر ثویبہ کا دودھ نوش فرمانے کے بعد، یہ خدمت بابرکت حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے حصہ میں آئی، قبیلہ بنوسعد میں ہی قیام کے دوران عمر مبارک کے چوتھے یا پانچویں سال آپ ﷺ کے ساتھ شق صدر (سینہ مبارک چاک کیے جانے) کا پہلا واقعہ پیش آیا۔

﴿۶/میلادالنبی ﷺ﴾

۶/سال کی عمر میں والدہ محترمہ بی بی آمنہ بنت وہب انتقال کرگئیں، ان کے بعد دادا عبدالمطلب اور پھر ان کے بعد ابوطالب آپ کے سرپرست وکفیل ہوئے۔

﴿۱۶/میلادالنبی ﷺ﴾

حلف الفضول، نامی ایک اصلاحی معاہدہ میں آپ نے شرکت فرمائی، شرفِ نبوت ورسالت سے مشرف ہونے کے بعد آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ میں عبداللہ بن جدعان کے مکان پر ایک ایسے معاہدہ میں شریک ہوا کہ مجھے اس کے عوض سرخ اونٹ بھی پسند نہ تھے، اگر مجھے اس کے لیے دورِ اسلام میں بلایا جاتا، تو اسے قبول کرتا۔

نوٹ: آپ ﷺ مظلومین کی امدادی کمیٹی ''حلف الفضول'' کے سرگرم رُکن رہے۔

﴿۲۵/میلادالنبی ﷺ﴾

۲۵/سال کی عمر میں آپ ﷺ کا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد سے نکاح ہوا، خطبہ نکاح چچا ابوطالب نے پڑھا، جس میں اللہ کی حمد وثناء، آپ کے فضل اور شرف کے ذکر کے ساتھ ایجاب وقبول کے بعد مہر بیان کیا۔

﴿۳۵/میلادالنبی ﷺ﴾

۳۵/سال کی عمر میں بیت اللہ شریف کی تعمیر کے دوران حجرِ اسود کی اجتماعی تنصیب کے حکیمانہ فیصلہ نے شہر مکہ کو خانہ جنگی سے بچایا، چالیس سال، چھ مہینہ، بارہ دن کی عمر میں ۱۰/اگست ۶۱۰ء بمطابق ۲۱/رمضان المبارک بروز پیر حضرت جبرئیل علیہ السلام، غارِ حراء میں وحی لے کر تشریف لائے۔(الرحیق المختوم:۸۹).

﴿سنہ ۶/نبوی﴾

ابوجہل نے آپ ﷺ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا۔ (نعوذ باللہ)

﴿سنہ ۷/نبوی﴾

۴۷/سال کی عمر میں شعبِ ابی طالب میں قید وبند کی آزمائش شروع ہوئی۔

﴿سنہ ۱۰/نبوی﴾

شعبِ ابی طالب کی اسیری (قیدوبند کی زندگی) ختم ہوئی، سردار ابو طالب اور حضرت خدیجہؓ کا انتقال ہوا، حضرت سودہؓ بنت زمعہ سے آپ ﷺ کا نکاح ہوا، نیز سفر طائف اختیار فرمایا۔

﴿سنہ ۱۱/نبوی﴾

مدینہ منورہ کے پہلے چھ خوش نصیب افراد ایمان کی دولت سے مالا مال ہوئے، اور حضرت عائشہ صدیقہؓ بنت حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ سے عقدِ نکاح ہوا۔

﴿سنہ ۱۲/نبوی﴾

شق صدر کا دوسرا واقعہ اور معراج، نیز بیعتِ عقبہ ثانیہ کے اہم واقعات پیش آئے۔

﴿سنہ ۱۳/نبوی﴾

(پہلی ہجری) ۲۶/صفر المظفر کو قریش مکہ نے آپ ﷺ کے قتل کا اجتماعی منصوبہ طے کیا، ۲۷/صفر بمطابق ۱۳/ستمبر ۶۲۲ء کو آپ ﷺ نے ہجرت کے لیے مکہ کو الوداع کہا، ۱۲/ربیع الاوّل کو بمطابق ۲۷/ستمبر ۶۲۲ء بروز جمعۃ المبارک آپ ﷺ نے مدینہ منورہ میں حضرت ابوایوب انصاریؓ کے گھر کے سامنے نزولِ اجلال فرمایا۔

﴿سنہ ۲/ہجری﴾

غزوۂ ابواء، غزوۂ بواط، غزوۂ صفوان، یا بدرِ اولیٰ، غزوۂ ذی العشر، غزوۂ بدر الکبریٰ، غزوۂ قینقاع، غزوۃ السویق اور غزوۂ بنو سلیم جیسے اہم غزوات پیش آئے، اسی سال آپ ﷺ کو قتل کرنے کی تیسری ناکام کوشش کی گئی۔

﴿سنہ ۳/ہجری﴾

غزوۂ غطفان، غزوۂ نجران، غزوۂ اُحد، اور غزوہ حمراء الاسد پیش آیا، نیز حضرت حفصہؓ بنت سیدنا حضرت عمر الفاروقؓ اور حضرت زینبؓ بنت خزیمہ سے رسول اکرم ﷺ کا نکاح ہوا۔

﴿سنہ ۴/ہجری﴾

حادثۂ رجیع اور بئر معونہ کے علاوہ بنو نضیر اور غزوۂ بدر الکبریٰ پیش آئے، نیز حضرت ام سلمہؓ بنت ابی اُمیہ سے آپ ﷺ کا نکاح ہوا، اور حضرت زینبؓ بنت خزیمہ کا انتقال ہوا۔

﴿سنہ ۵/ہجری﴾

غزوۂ دومۃ الجندل، غزوۂ احزاب یا خندق، غزوۂ بنو قریظہ اور ام المؤمنین سیدہ طاہرہ حضرت عائشہ صدیقہؓ پر بہتان (اِفک) کے واقعات پیش آئے، نیز حضرت زینب بنت جحشؓ اور حضرت جویریہؓ سے نکاح ہوا۔

﴿سنہ ۶/ہجری﴾

غزوۂ عرنیین اور صلح حدیبیہ کے واقعات پیش آئے، نیز حضرت اُم حبیبہؓ رملہ بنت ابی سفیانؓ سے نکاح ہوا۔

﴿سنہ ۷/ہجری﴾

بادشاہوں کو دعوتِ دین کے لیے خطوط تحریر فرمائے، غزوۂ غابہ، غزوۂ خیبر، غزوۂ وادی القریٰ پیش آئے، آپ ﷺ کو بکری کے گوشت میں زہر کھلانے کی کوشش

کی گئی، حضرت صفیہؓ بنت حیی اور حضرت میمونہؓ بنت حارث سے آپ ﷺ کے نکاح ہوئے، نیز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ عمرۃُ القضاء ادا کیا۔

﴿سنہ۸/ہجری﴾

غزوۂ موتہ، غزوۂ فتحِ مکہ، غزوۂ حنین (ہوازن) اور غزوۂ طائف کے واقعات پیش آئے، اسی سال آپ ﷺ کے دولختِ جگر حضرت زینبؓ اور حضرت ابراہیمؓ دنیائے فانی سے رخصت ہوئے۔

﴿سنہ۹/ہجری﴾

دوسرے غیر ملکی غزوۂ تبوک کی مہم پیش آئی، زناء کا اقرار کرنے والی عورت کو سنگسار کرنے کا حکم دیا، مختلف وفود وقبائل قبولِ اسلام کے لیے حاضر ہوئے۔

﴿سنہ۱۰/ہجری﴾

حجۃ الوداع، ادا فرمایا، اسی دوران آپ ﷺ نے ''وادیٔ عرنہ'' میں اپنی اونٹنی ''قصواء'' پر کھڑے ہوکر دنیائے انسانیت کا سب سے عظیم خطاب ارشاد فرمایا، جو رہتی دنیا تک کے لیے حقوقِ انسانی کے تحفظ کا عالمی منشور ہے۔

﴿سنہ۱۱/ہجری﴾

۲۹/صفر المظفر کو مرضِ وفات کا آغاز ہوا، بارہ ربیع الاوّل، بروز پیر، بوقتِ چاشت، بہ عمر ۶۳/سال، چار (۴) دن، روحِ پاک قفسِ عنصری سے پرواز کرگئی، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ. اور ۱۴/ربیع الاوّل بروز بدھ، رات کے وقت، اُم المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہؓ کے حجرۂ مبارکہ میں تدفین عمل میں آئی، آپ کی نمازِ جنازہ سب نے تنہا تنہا ادا کی، یعنی آپ کی امامتِ نمازِ جنازہ کسی نے نہیں کی۔ (ملخص کتب سیر وتاریخ).

شعر

ہو چکا گو، قوم کی شانِ جلالی کا ظہور
ہے مگر باقی ابھی شانِ جمالی کا ظہور

یَا رَبِّ! صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ مَنْ زَانَتْ بِہِ الْعُصُرُ

☆......☆......☆

حضرت سرورِ کونین ﷺ کا حلیہ مبارک

جناب نبی اکرم ﷺ کے حسن وجمال مبارک کو کما حقہٗ بیان کردینا اوراس کو الفاظ کے پیرایے میں تعبیر کرنا، ناممکن ہے،ذاتِ اقدس کی تصویر کشی قابو سے باہر ہے۔

چناں چہ علامہ قرطبی شافعیؒ فرماتے ہیں کہ آپ کا پورا جمال ظاہر نہیں کیا گیا تھا ،ورنہ انسان نبی کریم ﷺ کو دیکھنے کی طاقت نہ رکھتے۔(جمع الوسائل، لملاعلی القاریؒ:ص۱۱).

اور ایک خوش نصیب مشہور ومعروف شاعر، عارف شیرازیؒ شانِ نبوی ﷺ میں حرف بہ حرف صحیح اور سچ فرماتے ہیں۔

يَاصَاحِبَ الْجَمَالِ وَيَاسَيِّدَ الْبَشَرِ
مِنْ وَجْهِکَ الْمُنِيْرِ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَرُ
لايُمْکِنُ الثَّنَاءُ کَمَا کَانَ حَقَّهٗ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

یعنی اے نبی ﷺ! آپ کی تعریف کما حقہٗ بیان کرنا ممکن ہی نہیں، بس مختصر بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعد آپ ہی کا مقام ومرتبہ ہے۔

پھر بھی حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم نے حتی الوسع والمقدور کوشش کی ہے کہ آپ کے ظاہری حسن وجمال کو بھی حفظاً وعملاً ضبط ومحفوظ کرکے اُمت کے سامنے پیش کیا جائے۔

جمال وحسن کی الفاظ میں تعبیر ناممکن
مجسم نور کی کھینچے کوئی تصویر ناممکن
جہاں روح الامیں ہوں، پر سمیٹے ششدر وحیراں
وہاں جرأت کرے کیا، ایک بے مایہ حقیر انساں

اور ایک شاعر کہتا ہے۔

قلم اشجار ہوں ، سمندر روشنائی ہوں
مکمل ہو نہیں سکتی کبھی مدحت محمد کی
ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ

اور ایک فارسی شاعر کہتا ہے۔

ہزار بار بشویم دہن زمشک وگلاب
ہنوز نام تو گفتن کمالِ بے ادبیست

کہ اگر میں ہزار بار بھی ،اپنا منھ مشک وگلاب سے دھوؤں،تب بھی آپ ﷺ کا نام مبارک لینا بہت بڑی بے ادبی ہے۔(یعنی اگر منھ دُھل بھی جائے ،پھر بھی رہیگا،تو ہم گنہگاروں کا ہی)۔

اور ایک شاعر کہتا ہے۔

نگاہِ عشق ومستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآن وہی فرقان وہی یسین وہی طہٰ

اور اس لاانتہائیت کو ہم نوائے بلبل شیراز خواجہ عزیز الحسنؒ بارگاہِ تھانوی کے مجذوب نے اس طرح ادا کیا ہے۔

جن وملک ہوں یا بشر،سب میں تو ہی ہے خوب تر

تجھ میں نہیں کوئی کسر، ہاں مگر اک خدا نہیں

اور علامہ اقبال مرحوم کہتے ہیں۔

وہ دانائے سبل ختم الرسل مولائے کل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیٔ سینا

مشہور اسلامی اسکالر مولانا عبدالماجد دریا آبادیؒ کہتے ہیں:

پڑھ صلّ علیٰ، حق کے محبوب کی ہوں باتیں
رحمت کی گھٹائیں ہوں اور نور کی برساتیں
محشر میں اَماں پائی صدقے میں درودوں کے
دشواری میں کام آئیں بھیجی ہوئی سوغاتیں

اور احمد رضا خان صاحب بریلوی اپنے ایک منظوم میں کہتے ہیں۔

لم یأت نظیرک فی نظرٍ
مثلِ تو نہ شد پیدا جاناں

الغرض صحابیِ جلیل سیدنا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ حضور اقدس ﷺ کے حلیہ شریف کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت نبی کریم ﷺ نہ بہت لمبے قد کے تھے، نہ پستہ قد، (جس کو ٹھگنا کہتے ہیں؛ بلکہ آپ کا قد مبارک درمیانہ تھا) اور نیز رنگ کے اعتبار سے نہ بالکل سفید تھے، چُونہ کی طرح، نہ بالکل گندم گوں کہ سانولا پن آجائے (بلکہ چودھویں رات کے چاند سے زیادہ روشن، پُر نور اور کچھ ملاحت لئے ہوئے تھے) آپ کے بال مبارک نہ بالکل سیدھے تھے، نہ بالکل پیچ دار (بلکہ ہلکی سی پیچیدگی اور گھونگریالہ پن تھا)۔

تخریجِ حدیث: اس حدیث پاک کو ائمہ حدیث (اصحابِ صحاحِ ستہ) میں سے امام بخاریؒ، امام مسلمؒ، امام ترمذیؒ نے اپنی اپنی مشہور و معروف کتابوں میں نقل کیا ہے۔

تشریحِ حدیث: مذکورہ حدیث شمائل ترمذی کی سب سے پہلی روایت کا ایک حصہ ہے، جو جناب نبی اکرم ﷺ کے حلیہ شریف کے ساتھ ساتھ، آپ کی قیمتی زندگی کے عظیم مناصب وشعبوں پر بھی اجمالاً مشتمل ہے، اسی کو بنیاد بنا کر ہم اپنی اس کتاب ''دبستانِ شمائل النبی ﷺ'' میں ''حلیہ مُبارکہ'' کو نقل کریں گے، **اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی**۔

اس حدیث پاک میں خادمِ رسول ﷺ، سیدنا حضرت انس بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ نے محبوبِ دوعالم ﷺ کا حلیہ مبارک بیان فرمایا ہے، یقیناً حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم نبی کریم ﷺ کے بعد ہم سب کے سب سے بڑے محسن وہمدرد، اور نبی کریم ﷺ کے پکے سچے عاشق ومحبّ اور عقیدت مند تھے، کہ انہوں نے آپ ﷺ کی تمام تعلیمات واحادیث، علوم ومعارف کے ساتھ، ظاہری حسن وجمال یعنی آپ کے حلیہ مبارک، اوصاف وکمالات، اخلاق وعادات، طورواطوار اور خصائص وخصائل کو بھی بیان فرما کر اپنے اوَّلین جانبازان اور حقیقی جانثارانِ رسول ﷺ ہونے کا ثبوت پیش کیا اور ساتھ ہی ساتھ بعد میں آنے والوں کے لیے بھی آپ کے حُلیے واُسوۂ حسنہ کو نقل کردیا، تاکہ ہم لوگ بھی اس کو سامنے رکھ کر اپنے آپ کو اور اپنی زندگیوں کو اس کے مطابق کرکے دونوں جہاں میں کامیابی وکامرانی سے ہمکنار ہوسکیں، اور اپنی موجودہ خستہ وپستہ حالی، ذِلت ورُسوائی سے چھٹکارا پاکر دائمی ترقی اور حقیقی عزت ووقار حاصل

کر سکیں اور اُن حضرات کی طرح آپ کی سنتوں پر مر مٹنے والے بن جائیں، اور دین کی تبلیغ و اشاعت کا فریضۂ اہم بھی ادا ہو جائے، اللہ ربِّ کریم اُن مقدس و برگزیدہ اور ملکوتی صفات ہستیوں کو بہتر از بہتر بدلے و صلے عطاء فرمائے۔ آمین

☆ایں دعاء از من واز جملہ جہاں آمین باد☆

اس سے پہلے کہ ہم آپ ﷺ کی اداء و انداز کو الگ الگ حدیث و عنوان کے ساتھ تفصیلاً تحریر کریں، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پورے حلیہ مُبارک سے متعلق حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے چند بیانات و شواہد مجموعی طور پر یکجا بیان کر دیے جائیں۔

وہ آئے تو کفر جہاں سے دور ہوا
بستی بستی، جنگل جنگل، نور ہوا
آپ سے ملکر آپ کا جانی دشمن بھی
سینے سے لگ جانے کو مجبور ہوا
پہنچی حلیمہ دائی لیکر جب ان کو
پھر تو گھر کا سارا ہی فاقہ دور ہوا
مل نہ پائی کوئی منزل پھر اُس کو
میرے نبی کی راہ سے جو بھی دور ہوا

ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ

جو عاصی کو کملی میں اپنی چھپا لے
جو دشمن کو بھی زخم کھا کر دُعا دے
اُسے اور کیا نام دے گا زمانہ
یہ رحمت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سیدہ حضرت اُمِّ مَعْبَدْ خُزَاعِیہ رضی اللہ عنہا کا بیان

ہجرت کے وقت جب رسول اللہ ﷺ کا گزر حضرت اُم معبد عاتکہ بنت خالد خزاعیہ رضی اللہ عنہا کے خیمے پر ہوا اور قدومِ میمنت لزوم اُن کے آنگن میں پڑے، تو اتفاق سے ان کے شوہر کسی کام کاج کے سلسلہ میں اس وقت باہر گئے ہوئے تھے، وہیں وہ بکری کے دودھ دوہنے والا معجزہ بھی صادر ہوا؛ جس کو ایک شاعر نے اس طرح تعبیر کیا ہے:

یہ بھی اِک کرشمہ ہے ، سوکھا تھن ہے بکری کا
دودھ اُبلا جاتا ہے، آپ ﷺ ہاتھ جب لگاتے ہیں

چناں چہ آپ ﷺ اور یارِ غار، رفیقِ سفر سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے معمولی قیام وطعام فرما کر آگے کا سفر طے کیا، آپ ﷺ کی روانگی کے بعد، اُس بوڑھی اماں نے اپنے شوہر کی آمد پر آپ کے حُلیہ مبارک کا جو نقشہ کھینچا وہ یہ تھا: کہ ہمارے یہاں ایک شخص آیا تھا (جو ایسا تھا کہ) ”چمکتا دَمکتا رنگ، تابناک اور منور چہرہ، خوبصورت بناوٹ، نہ توندلے پن کا عیب نہ گنجے پن کی خامی، جمال جہاں تاب کے ساتھ ڈھلا ہوا پیکر، سرگیں آنکھیں، لمبی پلکیں، بھاری آواز، لمبی اور صراحی دار گردن، سفید وسیاہ آنکھیں، سیاہ سرگیں پلکیں، باریک اور باہم ملے ہوئے اَبرو، چمکدار کالے بال، آپ خاموش ہوں تو باوقار، گفتگو کریں تو پُرکشش، دور سے (دیکھنے میں) سب سے تابناک وپُر جمال، قریب سے دیکھنے میں سب سے زیادہ خوبصورت اور شیریں، گفتگو میں چاشنی (مٹھاس)، بات واضح اور دوٹوک، نہ مختصر نہ فضول، انداز ایسا کہ گویا لڑی سے موتی جھڑ رہے ہیں، درمیانہ قد نہ کہ ناٹے کہ نگاہ میں نہ جچے، نہ لمبے کہ ناگوار لگے، دو ٹہنیوں کے درمیان ایسی ٹہنی کی طرح جو سب سے زیادہ تازہ وخوش منظر ہے، رُفقاء (ساتھی) آپ کے اِردگرد حلقہ بنائے ہوئے، آپ کچھ فرمائیں تو توجہ سے سنتے ہیں، آپ کوئی حکم دیں تو لپک کر اس کو بجا لیتے ہیں، آپ انتہائی مطاع ومکرم، نہ تو تُرش رُو (نہ کڑوے مزاج والے) اور نہ لغوگو (نہ بیہودہ بولنے والے)“۔

(الرحیق المختوم: ص۶۴۴، زادُ المعاد: ۲/۵۴).

تشریح: معجزہ، وہ خرقِ عادت (خلافِ عادت) کام ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے حکم وارشاد سے کسی نبی یا رسول کے ذریعہ لوگوں کے سامنے پیش کیا جائے، اور تمام مخلوق اس کو اس طرح پیش کرنے سے عاجز ہو جائے۔ (العقائد الاسلامیہ: ۱۰۲).

معجزات، حضرات انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی نبوت ورسالت پر دلائل وعلامات ہوتے ہیں، جن کو اللہ رب العزت اپنے پیارے پیغمبر کی صداقت وحقانیت پر تائید وتوثیق کے لیے ظاہر فرماتے ہیں، معجزاتِ حضرت نبی اکرم محمد عربی ﷺ میں سے، ایک اہم اور بڑا معجزہ حضرت ام معبد خزاعیہ رضی اللہ عنہا کے یہاں بکری سے دودھ دوہنے کی شکل میں بھی ظاہر ہوا تھا، جو خوب مشہور ومعروف ہے۔

اَللّٰہُ اَکْبَرْ! بوڑھی اماں حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا نے کن فصیح وبلیغ کلمات واستعارات کے ساتھ حلیہ شریف کو بیان کیا ہے کہ آج تک بڑے بڑے اُدباء، محدثین، شارحین اور علماء ان کی صحیح ترجمانی سے تھک جاتے ہیں۔

یقیناً میرے نبی ﷺ تھے ہی ایسے حسین وشکیل، کہ دیکھنے والا مبہوت ہو کر رہ جاتا اور آپ ﷺ کے دامنِ رسالت ونبوت سے وابستہ ہوئے بغیر نہ رہتا۔

چناں چہ جب آپ ﷺ مدینہ منورہ پہنچے، تو توراۃ کے مشہور عالم حضرت عبداللہ

بن سلام آپ ﷺ کی زیارت وملاقات کے لیے حاضر خدمتِ اقدس ہوئے، اور چہرۂ انور کا دیدار کرکے بول اُٹھے کہ یہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں ہوسکتا، اور ایمان میں داخل ہوگئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعنہم۔ (سیرۃ رسولِ عالم: ۵۶).

اور پھر آپ ﷺ کے شاگرد، حضراتِ صحابہ بھی ایسے تھے کہ جو کوئی حکم آپ ﷺ نے دیدیا، لپک کر فوراً اس پر عمل کے لیے کھڑے ہوگئے، اور زندگی آپ ﷺ کی تعمیل کے لیے ہی وقف کردی، جو بات اور حکم ان کو ایک بار دے دیا گیا، تو شاید و باید ہی دوبارہ پھر اس کی طرف توجہ دلانے کی ضرورت پیش آئی؛ ورنہ پوری زندگی اسی کے مطابق گزار دی۔

اور آج ایک ہم ہیں کہ العیاذ باللہ، سارا قرآن پڑھ لیا جائے، پڑھا دیا جائے اور سنا دیا جائے اور سن بھی لیا جائے، سارے دن وعظ ونصیحت سن لیں؛ مگر اپنی پرانی گنہگارانہ زندگی سے ایک بالشت پیچھے ہٹنے کو تیار نہیں، اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل وعنایت سے ہماری غفلت وکوتاہی کو معاف فرما کر تادمِ حیات توفیق خیر نصیب فرمادے، آمین۔

ہائے اسلام! اب تیرے چاہنے والے نہ رہے
جن کا تو چاند تھا، افسوس! وہ ہالے نہ رہے

اور

وہ دین جو نکلا تھا بڑی شان میں عرب سے
پردیس میں پہنچ کر اب وہ غریب الغرباء ہے

اور حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمہ اللہ تعالیٰ نے کیا ہی خوب کہا ہے:

راہ گزر دنیا ہے یہ بستی نہیں
جائے عیش وعشرت ومستی نہیں

لہٰذا کتنی بڑی بے وقوفی ہے کہ اس نہ بسنے والی دنیا کے چکر میں آکر اور اس میں پھنس کر حقیقی گھر (آخرت) سے غافل ہوکر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے بغاوت کرلی جائے۔

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وصَّافِ نبی سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان

امیر المؤمنین سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ حضرت نبی کریم ﷺ کا وصف (حُلیہ) بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”آپ ﷺ نہ لمبے تڑنگے تھے، نہ ناٹے کھوٹے، لوگوں کے حساب سے درمیانہ قد کے تھے، بال نہ زیادہ گھونگریالے تھے نہ بالکل کھڑے کھڑے؛ بلکہ دونوں کے بیچ بیچ کی کیفیت تھی، رُخسار (گال مبارک) نہ بہت زیادہ پُر گوشت تھے، نہ ٹھوڑی چھوٹی اور پیشانی پست، چہرہ کسی قدر گولائی لیے ہوئے تھا، رنگ گورا گلابی، آنکھیں سُرخی مائل، پلکیں لمبی، جوڑوں اور مونڈھوں کی ہڈیاں بڑی بڑی، سینہ پر ناف تک بالوں کی ہلکی سی لکیر، بقیہ جسم بال سے خالی، ہاتھ اور پاؤں کی اُنگلیاں پُر گوشت، چلتے تو قدرے جھٹکے سے پاؤں اٹھاتے اور یوں چلتے گویا کسی ڈھلوان پر چل رہے ہیں، جب کسی طرف توجہ فرماتے تو پورے وجود کے ساتھ متوجہ ہوتے، دونوں کندھوں کے درمیان مہرِ نبوت تھی، آپ ﷺ سارے انبیاء کے خاتم تھے، (آخری نبی تھے) سب سے زیادہ سخی دست، اور سب سے بڑھ کر جرأت مند، سب سے زیادہ صادق اللہجہ (سچے) اور سب سے بڑھ کر عہد و پیمان کے پابندِ وفاء، سب سے زیادہ نرم طبیعت اور سب سے شریف ساتھی، جو آپ کو اچانک دیکھتا ہیبت زدہ ہوجاتا، جو جان پہچان کے ساتھ ملتا محبوب (پسندیدہ) رکھتا، آپ ﷺ کا وصف بیان کرنے والا یہی کہہ سکتا ہے کہ میں نے آپ ﷺ سے پہلے اور آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ جیسا نہیں دیکھا۔ (سیرۃ ابن ہشام: ۱/۴۰۱ و ۴۰۲، شمائل ترمذی: ص ۲، الرحیق المختوم: ٦۴۵).

تشریح: دامادِ رسول امیر المؤمنین خلیفۂ رابع سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ محبوبِ دوعالم ﷺ کے حلیۂ مُبارک کو بیان کرنے میں خوب ماہر تھے (گویا پہلے نمبر پر تھے)، اور کیوں نہ ہوں، بچپن سے آخر تک حضور ﷺ کی صحبت میں رہے، چچا زاد بھائی بھی ہیں اور لاڈلی بیٹی **سَیِّدَۃُ نِسَاءِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ** حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے شوہر بھی۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ، نبی اکرم ﷺ کی خوبصورتی کو حتی الامکان بیان کرنے کے بعد (ہار کر اور تھک کر آخر میں) کہا کرتے تھے، **لَمْ اَرَ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ** ﷺ. کہ میں نے آپ ﷺ سے پہلے بھی اور آپ کے بعد بھی آپ جیسی شخصیت نہیں دیکھی۔ (شمائل ترمذی: ص ۴، شرحُ الشمائل: ۱/ ۱۰۸).

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس ایک جملہ میں حضور اقدس ﷺ کے حسن و جمال اور خوبصورتی و کمال کا کتنے پیارے انداز میں تذکرہ فرمایا ہے، عام طور پر ایسے جملے مبالغہ کے طور پر استعمال کیے جاتے ہیں؛ لیکن حضور اقدس ﷺ کے اَوصاف کے بیان میں یہ مبالغہ آمیزی نہیں ہے، اس لیے کہ وہاں تو کمالِ جمال تعبیر سے باہر ہے، اللہ پاک نے آپ کو کمالاتِ باطنی کے ساتھ کمالاتِ ظاہری بھی علی وجہ الاتم (پورے طور پر) عطا فرمائے تھے؛ جیسا کہ قرآن کریم اور خود احادیثِ نبوی ﷺ میں اس کی سینکڑوں مثالیں و مشاہدات اور بیانات موجود ہیں۔

یَا رَبِّ! صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُ

أَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ
وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا

ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ

ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دوسرا بیان

امیر المؤمنین سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کا سر بڑا تھا، جوڑوں کی ہڈیاں بھاری بھاری تھیں، سینے پر بالوں کی لمبی لکیر تھی، جب آپ ﷺ چلتے تو کسی قدر جھک کر (تواضع کے ساتھ) چلتے، گویا کسی ڈھلوان سے اُتر رہے ہیں۔ (سیرۃ ابن ہشام: ۱/۴۰۱ و۴۰۲، شمائل ترمذی: ص۲، وخلاصۃ السیر: ۱۹و۲۰).

تشریح: اس روایت میں دیگر چیزوں کے ساتھ، اس بات کا بھی ذکر ہے کہ سینے مبارک پر بالوں کی لمبی لکیر تھی، یہ دیگر روایات سے بھی ثابت ہے جیسا کہ سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ایک دوسری روایت اور حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیانات میں ہے کہ آپ ﷺ کے لبّہ (حلق مبارک) سے لے کر ناف (سُنڈی) تک سینہ اور پیٹ مبارک کے درمیان بالوں کی ایک لکیر تھی، جس طرح باریک سی چھڑی ہوتی ہے، اس کے علاوہ پیٹ مبارک بالوں سے بالکل صاف، ستھرا تھا۔ (شمائل ترمذی: ص:۴).

امام لغت علامہ اصمعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے منقول ہے کہ وہ پتلی باریک لکیر تھی، صاف ستھری ٹہنی یا باریک تلوار یا خوبصورت تیر کے مشابہ، جو سینہ سے ناف تک چلی جاتی تھی۔ (جمع الوسائل: ص۳۷).

عام تجربہ ہے کہ بعض لوگوں کے سینہ پر بال ہوتے ہی نہیں اور بعض کا سینہ بالوں سے بھرا ہوتا ہے؛ مگر آنحضرت ﷺ کے سینہ مبارک پر ناف تک بالوں کی لمبی سی دھاری تھی، جو نہایت خوبصورت معلوم ہوتی تھی۔ شارحین نے تصریح کی ہے کہ حضور

اقدس ﷺ کے سینہ اور شکم مبارک پر سوائے ایک لمبی بالوں کی لکیر کے اور بال نہیں تھے؛ جیسا کہ امام بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ **لہ شَعَرَاتٌ من سُرَّتِہٖ تَجْرِیْ کالقضیب لیس علی صدرہ ولاعلی بطنہ غیرھا.**

(شرح المناوی:۲۶،جمع الوسائل:۲۶،دلائل النبوۃ:۱/۳۰۴،شرح الحقانی:۱/۱۰۷).

آپ ﷺ کی رفتارِ مبارک:

دیوانگانِ نبی کریم ﷺ (یعنی حضرات صحابہ) نے اپنے محبوب حضرت نبی مکرم ﷺ کی ہر ہر اداء وانداز کو محفوظ کر کے اُمت تک پہنچانے کی بھر پور کوشش کی ہے ؛چناں چہ نبی اکرم ﷺ کی چال ڈھال، چلن اور رفتار کو بھی بیان کیا۔

مذکورہ روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کسی قدر جھک کر چلتے، گویا کسی اونچائی سے نیچائی کی طرف اتر رہے ہیں؛ محدثین کرام نے آپ ﷺ کی رفتار کے سلسلے میں مروی تمام روایات کو جمع کر کے کہا ہے کہ آپ ﷺ کے چلنے کی کیفیت تین اوصاف کو جامع ہے۔

(۱) تیزی سے چلنا۔(۲) آگے کی طرف جھک کر چلنا۔(۳) قدم مبارک اُٹھا کر چلنا۔

اور آپ ﷺ کی رفتار میں یہ تینوں اوصاف بدرجہ اتم موجود تھے، جو عجز وانکسار اور تواضع وعبدیت پر دلالت کرتے ہیں، آپ ﷺ کی رفتار میں غرور یا تکبر کا شائبہ تک نہ ہوتا تھا، کشادہ کشادہ قدم اُٹھاتے، سینہ تان کر اکڑ کر نہ چلتے، نہایت ہی باوقار، عزت مندانہ اور پسندیدہ چال چلتے، اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی یہ صفت قرآن پاک میں بیان فرمائی ہے۔

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْأَرْضِ ھَوْنًا ۔ (الفرقان)

یعنی خدا کے بندے تو وہ ہیں، جو زمین پر متکبر لوگوں کی طرح اکڑ اکڑ کر نہیں چلتے؛ بلکہ نہایت وقار کے ساتھ چلتے ہیں۔

حافظ ابن القیم الجوزیہ رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں کہ رفتارِ ”ھون“ کا معنی یہ ہے کہ سکون ووقار کے ساتھ بلاتکبر کے اور بلاہلائے کندھے کے چلے۔(زاد المعاد:۱/۱۵۸)۔

باقی آپ ﷺ کی رفتارِ مبارک کے سلسلے میں تفصیلی گفتگو آگے مستقل عنوان میں آتی ہے۔

اس مضمون کو جناب قاری عبدالسلام مضطر ہنسوریؒ نے اس طرح بیان کیا ہے

-

قدم قوت سے اٹھتا اور جھک پڑتا تھا دھرنے میں
بلندی سے جو ہیئت ہوتی ہے نیچے اترنے میں
طمانینت سے چلتے پاؤں رکھتے تھے بڑھا کر کے
تواضع سے نظر نیچی کیے سر کو جھکا کر کے
تھی سرعت چال میں ہمراہ چل سکتا نہ تھا کوئی
زمیں لپٹی سمٹتی آتی تھی بہر قدم بوسی
توجہ سر پھرا کر دوسری جانب نہ فرماتے
کبھی جب دائیں بائیں دیکھنا ہوتا تو مڑ جاتے

یَا رَبِّ! صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا

عَلٰى حَبِيْبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُ

أَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ

وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا

ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ

ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ

☆......☆......☆

﷽

سیدنا حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کا بیان

صحابیِ رسول سیدنا حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کا دہانہ کشادہ تھا، آنکھیں ہلکی سُرخی لیے ہوئے اور ایڑیاں باریک۔

(صحیح مسلم شریف:۲/۲۵۸،الرحیق المختوم:۶۴۵).

تشریح : سچی بات ہے کہ جس کو جس سے محبت والفت اور عشق ہوتا ہے وہ اس کی ہر اداء ونقل وحرکت کو نوٹ کرتا اور یاد رکھتا ہے۔حضراتِ صحابہ سے بڑھ کر عاشقِ نبی ﷺ اور کون ہوسکتا ہے، یہ تو ہماری محرومی ہے کہ آپ ﷺ سے محبت وعقیدت تو دور کی بات ہے آپ ﷺ کی سنتیں ہی ہماری زندگیوں میں نہیں اور ہو بھی کیسے سکتی ہیں ،جب ہمیں صاحبِ سنت یعنی آپ ﷺ ہی سے محبت نہیں ورنہ اگر اُس ذاتِ مقدس سے محبت ہوتی تو اس کی ہر ادا ہمارے لیے محبوب اور آسان ہوجاتی ؛ جبکہ روایت میں آیا ہے کہ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک کامل ایمان والا ہو ہی نہیں سکتا؛ جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کی آل واولاد، والدین اور تمام مخلوق سے محبوب تر نہ ہوجاؤں۔(مشکوۃ شریف).

مولائے کریم! ہمارے قلوب بھی حقیقی عشقِ نبوی سے گرمادے، تڑپادے اور آپ ﷺ کی محبت وعظمت کے ساتھ سنتوں پر عمل کی بھی توفیق نصیب فرما۔ آمین یارب العالمین ، بجاہ سیدنا امام الأنبیاء والمرسلین ورحمة للعالمین.

يَا رَبِّ! صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ مَنْ زَانَتْ بِہِ الْعُصُرُ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ

وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا

ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ

ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ

☆نعتیہ قطعہ☆

جس جس جگہ پہ پیارے نبی کا کلام ہو
ہر شخص کی زباں پہ دُرود و سلام ہو
یارب! ہر ایک روز یہی سلسلہ رہے
مکہ میں صبح ہو، تو مدینہ میں شام ہو

ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ

ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ

☆......☆......☆

﷽

سیدنا حضرت انس بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ کا بیان

خادمِ رسول سیدنا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ آپ ﷺ کی ہتھیلیاں کشادہ تھیں اور رنگ چمکدار، نہ خالص سفید، نہ گندم گوں، وفات کے وقت تک سر اور چہرے کے بیس (20) بال بھی سفید نہ ہوئے تھے، صرف کنپٹی کے بالوں میں کچھ سفیدی تھی ۔(صحیح بخاری شریف: ۵۰۲/۱ ،صحیح مسلم شریف:۲۵۹/۲ ، الرحیق المختوم:۶۴۵).

تشریح: شمائل ترمذی کی حدیثِ حضرت انس بن مالک ؓ میں ہے کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کے سر مبارک اور داڑھی شریف میں چودہ (۱۴) سے زائد سفید بال نہیں گنے ۔(الشمائل المحمدیہ:ص:۲۲).

یہ تعدادِ احوال واوقات پر مبنی ہے کہ ایک مرتبہ دیکھا تو ۱۴/ تھے، اور پھر بعد میں دیکھا تو ۲۰/ تھے۔

بعض روایات میں کچھ اور بھی تعداد آئی ہے، مثلاً حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں بیس (۲۰) بالوں کے قریب کا ذکر ہے۔

(شمائل ترمذی:ص:۷)

حضرت انس بن مالک ؓ کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کی وفات تک بیس (۲۰) بال بھی سفید نہیں ہوئے تھے، یعنی کم ہی تھے ۔(بخاری شریف:۵۰۲/۱).

اور بعض روایات میں سترہ (۱۷) اور بعض میں اٹھارہ (۱۸) کی تصریح ہے۔

(شرح الشمائل للحقانی:۱/ص ۲۸۶).

مگر محدثین اور شارحینِ حدیث فرماتے ہیں:

(۱)...... یہ کوئی ایسا اختلاف نہیں جس کا اعتبار کیا جاسکے، ان مختلف احادیث میں محدثین نے یوں تطبیق دی ہے کہ مختلف اوقات میں دیکھنے والوں نے اپنے اپنے مشاہدہ کے مطابق مختلف خبر دی ہے، سیدنا حضرت انس بن مالکؓ نے پہلے پہل جو بال دیکھے ان کا ذکر کردیا اور جب آخر میں کچھ زیادہ دیکھے، پھر انہیں کا ذکر کردیا۔

(۲)...... حضرت ابن عمرؓ کی روایت میں جو یہ آیا ہے نَحْوًا مِنْ عِشْرِيْنَ، تو اَرْبَعَ عَشَرَةَ پر نَحْوًا مِنْ عِشْرِيْنَ (یعنی چودہ پر بیس کے قریب ہونا) بھی صادق آتا ہے، اس لیے کہ چودہ (۱۴)، بیس (۲۰) کے آدھے سے زائد ہے۔ (المواہب اللدنیہ: ص:۵۴)

(۳)...... پہلے بھی یہ عرض کیا کہ اربع عشرۃ (چودہ) ایک وقت کی حالت کا بیان ہے، اور نحوا من عشرین (بیس کے قریب) دوسرے وقت کی حالت کا بیان ہے۔

(۴)...... اور یہ بھی ممکن ہے کہ شمار کرنے (گننے) والے سے کوئی بال شمار (گنتی) میں رہ گیا ہو۔ (شرح الشمائل للحقانی: ۱/۲۸۶)۔

اور آپ ﷺ کے بالوں کی یہ سفیدی بھی چھپ جاتی؛ جبکہ آپ ﷺ تیل کا استعمال فرماتے تھے، جیسا کہ حضرت جابر بن سمرہؓ نے ایک تابعی کے سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا ہے۔ (مسلم شریف: ۲/۲۵۹، الشمائل المحمدیہ: ص ۲۳)۔

شارحِ شمائل حضرت شیخ محدث ابراہیم بیجوریؒ اس کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کے تیل لگانے کے بعد کنگھی کرنے سے دیگر بالوں کی تہوں میں سفید بال چھپ جاتے، اس لیے کہ وہ بہت کم تھے، مقصد یہ بتانا ہے کہ آپ ﷺ کے سفید بالوں کی تعداد بہت کم تھی۔ (المواہب اللدنیہ: ص ۵۴)۔

آپ ﷺ کے سفید بال کم کیوں ہوئے؟

قاضی محمد عاقل شارح الشمائل لکھتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کے سفید بال کم ہونے کی ایک اہم وجہ یہ ہے کہ بسا اوقات عورتیں سفید بالوں کو ناپسند کرتی ہیں اور اگر حضور اقدس ﷺ کی کسی چیز کو ناپسندیدگی سے دیکھا جائے تو کفر ہے، نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ، لہٰذا حضور اقدس ﷺ کی ازواجِ مطہرات کی محافظت وحفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے بالوں کو زیادہ سفید نہیں ہونے دیا۔ (شرح الشمائل: ۱/۲۸۹، عن حلاوۃ المتعلمین)۔

آج کل کی لڑکیوں اور عورتوں کو بھی خاص توجہ کی ضرورت ہے کہ جو دین دار، نمازی، داڑھی والے لڑکے یا شوہر نہیں چاہتیں، کہ کہیں وہ بھی تو اس طرح حقارت و توہین سے دیکھنے کی بناء پر بہت بڑی غلطی تو نہیں کررہی ہیں، اللہ تعالیٰ سب کی حفاظت فرمائے۔

کیا سفید بالوں کو اُکھاڑا جاسکتا ہے؟

تو اس سلسلے میں اجمالاً عرض ہے کہ اکثر علماء کے نزدیک سفید بالوں کا اُکھاڑنا مکروہ ہے۔ اس لیے کہ حضرت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی مرفوع روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لَاتَنْتِفُوا الشَّيْبَ فَاِنَّهٗ نُوْرُ الْمُسْلِمِ.

(رَوَاهُ الْأَرْبَعَةُ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ حَسَنٌ).

ترجمہ: سفید بالوں کو نہ اُکھیڑو، کہ یہ تو مسلمانوں کیلئے نورانیت کا سبب ہے۔

اور امام مسلمؒ نے خادمِ رسول سیدنا حضرت انس بن مالکؓ سے یہ روایت حضرت قتادہ (رحمہ اللہ تعالیٰ) نقل فرمایا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ مکروہ سمجھتے تھے، سفید بالوں کے اُکھیڑنے کو۔ (شرح الشمائل: ۱/۳۱۳).

محدث وفقیہ ملا علی القاری الہرویؒ نے لکھا ہے کہ سر اور داڑھی کے سفید بالوں کو اُکھیڑنا مکروہ ہے۔

ابن العربی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ سفید بالوں کو اُکھیڑنا منع ہے، نہ کہ مہندی لگانا؛ اس لیے کہ اُکھیڑنے میں اصل خلقت کی تبدیلی ہے، اس کے برعکس مہندی میں خلقت کی تبدیلی نہیں۔ (جمع الوسائل: ۱۲۴).

اور بعض علماء نے فرمایا کہ صرف تزین (خوبصورت لگنے اور جوان ہی نظر آنے) کی غرض سے اُکھیڑنا مکروہ ہے۔ (شرح الشمائل: ۱/۳۱۳).

سب سے پہلے کس کے بال سفید ہوئے؟

روایات میں آتا ہے کہ سب سے پہلے حضرت ابراہیمؑ کے بال سفید ہوئے تھے؛ چنانچہ حضرت ابراہیم سفید بال دیکھ کر حیران ہوگئے، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ تو وقار کی علامت ہے، پھر حضرت ابراہیمؑ نے دعا کی **اَللّٰهُمَّ زِدْنِيْ وَقَارًا**۔ اے اللہ! میرے وقار کو زیادہ کر۔ (مشکوٰۃ شریف: ص ۳۸۵).

سفید بالوں والوں کو اللہ تعالیٰ خود شفقت ورحمت کی نظر سے دیکھتے ہیں، تاہم بالخصوص عورتیں اسے عیب سمجھتی ہیں، معاشرے کے لوگ بھی اسے عیب سمجھتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ نے خود حضور اقدس ﷺ کو شیب (بالوں کی سفیدی) سے محفوظ رکھا، تاکہ لوگوں کی نظر میں تحقیر کا پہلو نہ نکلے اور لوگوں کے ایمان محفوظ رہیں، بہرصورت جن روایات میں بالوں کی سفیدی کا ذکر آیا ہے، وہاں بیس (۲۰) سے کم بال مراد ہیں اور جہاں نفی آئی ہے، تو وہ مکمل سفیدی کی ہے۔

مَوْلَايَ! صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُ

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سیدنا حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ کا بیان

سیدنا حضرت ابوالطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ گورے رنگ، پُر ملاحت چہرے اور میانہ قد وقامت کے تھے۔

(صحیح مسلم شریف: ۲/۲۵۸، الرحیق المختوم: ۶۴۵).

تشریح: یہ بات پہلے بھی متعدد روایات میں آچکی ہے کہ حضرت نبی اکرم ﷺ جس طرح کمالاتِ باطنی میں سب سے اعلیٰ و بالا تھے، اسی طرح ظاہری حسن و جمال میں بھی کوئی آپ ﷺ کا ہمسر نہ تھا۔

ایک اعتراض اور اس کا جواب:

ہاں مگر کسی کو یہاں پر یہ شبہ ہوسکتا ہے کہ حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کے متعلق حدیث میں ہے۔ **فَاِذَا قَدْ اُعْطِیَ شَطْرُ الْحُسْنِ**، یعنی آدھا حسن پوری دنیا کو دیا گیا اور آدھا حضرت یوسفؑ کو، تو معلوم ہوا کہ حضرت یوسفؑ نبی اکرم ﷺ سے زیادہ حسین تھے؟

(۱)....اس کا پہلا جواب یہ ہے کہ حضور ﷺ کی ذاتِ اقدس ومقدس اس سے مستثنیٰ ہے۔

(۲)....دوسرا جواب یہ ہے کہ احادیثِ کثیرہ اور حضرت سیدہ عائشہؓ کے (اُس) شعر سے (جو آگے مذکور ہے) معلوم ہوا کہ حضور ﷺ اَحسن ہونے کے ساتھ ساتھ اَجمل بھی تھے، اور حضرت یوسفؑ اَحسن تھے، اور جمال برتر ہوتا ہے، حُسن پر۔

اور جمال کہتے ہیں قد وقامت کی موزونیت کو کہ ہر عضو و ہر جوڑ اپنی جگہ اتنا مکمل ہو کہ نگاہیں اس کی طرف سے پھیرنے کو دل نہ کرے۔

اور حُسن کہتے ہیں رنگ کی سفیدی اور ظاہری نقشے کو اور جمال فائق (بلند) ہوتا ہے حُسن کے اوپر، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے جمیل کا لفظ بولا گیا ہے حسین کا نہیں، **اِنَّ اللّٰہَ جَمِیْلٌ یُحِبُّ الْجَمَالَ**. (الحدیث) اللہ تعالیٰ خود بھی جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے؛ الحاصل آپ ﷺ سب سے زیادہ حسن و جمال کے جامع تھے اور حضرت یوسف علیہ السلام سب سے زیادہ حسین تھے، اب کوئی تعارض باقی نہ رہا۔

(اَقرب الوسائل: ص ۳۴).

شاید اسی شبہ کا دفعیہ شاعر نے اس طرح کیا ہے۔

نمایاں ''حسن یوسف'' میں سفیدی تھی صباحت تھی
یہاں سرخی تھی گلگوں رنگ تھا جس میں ملاحت تھی

اور

حسن یوسف، دمِ عیسیٰ، یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند، تو تنہا داری

ترجمہ: آپ ﷺ حسن یوسفؑ، دم عیسیٰؑ اور یدِ بیضا رکھتے ہیں اور تمام انبیاء جو اَوصاف رکھتے ہیں، وہ سب اَوصاف تنہا آپ ﷺ میں موجود ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

لَوَاحِيْ زَلِیْخَا لَوْ رَأَیْنَ جَبِیْنَهٗ
لَآثَرْنَ بِقَطْعِ الْقُلُوْبِ عَلَى الْیَدِ

جس کا مفہوم یہ ہے کہ زلیخا کی سہیلیوں (یعنی مصر کی عورتیں) نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا، تو اپنی انگلیاں کاٹ ڈالی تھیں، اگر وہ میرے محبوب ﷺ کو دیکھتیں، تو اپنے دلوں کو کاٹ ڈالتیں۔ (شرح الشمائل للحقانی: ۱/۱۰۸).

یَا رَبِّ! صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُ

ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ

ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ
وَعَلٰی آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا

☆ ☆ ☆

﷽

سیدنا حضرت اَبُوْ جُحَیْفَہْ رضی اللہ عنہ کا بیان

سیدنا حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کے ہونٹ کے نیچے عنفقہ (داڑھی بچہ) میں (جو نیچے کے ہونٹ اور ٹھوڑی کی درمیانی جگہ ہے، اس میں) سفیدی دیکھی ہے۔ (صحیح البخاری: ۱/۵۰۱ و۵۰۲، الرحیق المختوم: ۶۴۵).

تشریح: اسی طرح کی ایک روایت سیدنا حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے؛ چناں چہ صحابیٔ رسول سیدنا حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آپ ﷺ کے عنفقہ (داڑھی بچہ) میں چند بال سفید تھے۔ (صحیح البخاری: ۱/۵۰۱ و۵۰۲، الرحیق المختوم: ۶۴۵).

عَنْفَقَہْ، چہرہ کے اس حصہ کو کہتے ہیں کہ جو نیچے کے ہونٹ اور ٹھوڑی کے درمیان ہوتا ہے؛ جس کو اُردو میں ریش بچہ یا ڈاڑھی بچہ بھی کہتے ہیں۔

یہاں پر اُگنے والے بال بھی ڈاڑھی کے حکم میں ہے؛ لٰہذا یہاں کے بالوں کو نوچنا اور کاٹنا بھی ممنوع ہے۔

آپ ﷺ کے بال کہاں کہاں کے سفید تھے؟

خادم رسول سیدنا حضرت انس بن مالک انصاریؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے بالوں کی سفیدی کچھ تو ریش بچہ میں تھی، اور کچھ کن پٹیوں میں اور کچھ سر میں تھی۔ (مسلم شریف: ۲/۲۵۹).

مطلب یہ ہے کہ اوّلاً تو سفید بالوں کی تعداد ہی کم تھی، پھر وہ بھی تین جگہ بکھرے ہوئے تھے، کچھ سر میں کچھ کنپٹیوں میں اور کچھ عنفقہ یعنی ڈاڑھی بچہ میں۔

باقی آپ ﷺ کی ریش مبارک (داڑھی مبارک) کا ذکرِ خیر ہم آگے بالتفصیل کریں گے۔ اِن شاءاللہ.

مَوْلَايَ! صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُ

ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ
ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ
وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا

ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ

☆......☆......☆

سیدنا حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا بیان

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آپ ﷺ کا قد مبارک درمیانی تھا، دونوں کندھوں کے درمیان دوری تھی، بال دونوں کانوں کی لو تک پہنچتے تھے، میں نے آپ ﷺ کو سُرخ جوڑا زیب تن کئے ہوئے دیکھا، میں نے کبھی کوئی چیز آپ ﷺ سے زیادہ خوبصورت نہ دیکھی، پہلے آپ ﷺ اہلِ کتاب (یہود و نصاریٰ) کی موافقت پسند کرتے تھے، (ان کے اچھے اور اسلام کے مطابق کاموں میں) اس لیے بالوں میں کنگھی کرتے، تو مانگ نہ نکالتے؛ لیکن بعد میں مانگ نکالا کرتے تھے، اور آپ ﷺ کا چہرۂ انور سب سے زیادہ خوبصورت تھا، گویا چاند جیسا تھا، اور گول تھا اور آپ ﷺ کے اخلاق سب سے بہتر تھے۔

(صحیح بخاری شریف:۵۰۳/۱، صحیح مسلم شریف:۲۵۸/۲، الرحیق المختوم:۶۴۶).

تشریح: میرے آقا ﷺ کا حسن و جمال تھا ہی ایسا کہ حلیہ بیان کرنے والے حضرات حتی الامکان بیان کرنے کے بعد تھک ہار کر آخر میں اسی نتیجہ پر پہنچتے کہ **لَمْ اَرَ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ ﷺ قَطُّ** .کہ ہم نے آپ ﷺ سے پہلے بھی اور آپ کے بعد بھی آپ جیسی شخصیت کبھی نہیں دیکھی۔

اگرچہ عام طور پر ایسی عبارتیں مبالغہ میں آتی ہیں؛ لیکن حضور اقدس ﷺ کے اوصاف میں یہ مبالغہ نہیں؛ اس لیے کہ وہاں کمالِ جمال تعبیر سے باہر ہے، اللہ پاک نے آپ کو کمالاتِ باطنی کے ساتھ جمالِ ظاہری بھی علی وجہ الاتم (پورے طور پر) عطا فرمایا تھا۔

آپ ﷺ نے ایمان والوں کو کفار ومشرکین، خاص طور پر یہود ونصاریٰ کی اتباع ومشابہت اختیار کرنے سے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے، اور پھر نتیجہ اور انجام کے اعتبار سے یہ بھی ارشاد فرمایا: **مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ.** (سنن أبي داوٗد: ۲/ ۲۰۳) کہ جو جس (قوم ومذہب اور انسان) کی مشابہت اختیار کرے گا، کل قیامت میں اس کا حشر ونشر اور شمار انہیں میں سے ہوگا۔

آج ہم اپنے آپ کو مسلمان کہنے والے، نبی ﷺ کے امتی ہونے کا دعویٰ کرنے والے، اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں اور اپنے صبح سے رات تک کے اعمال وافعال پر نظر ڈالیں کہ آیا وہ حضرت محسنِ کائنات ﷺ کی سنت وطریقہ کے مطابق ہیں یا نہیں؟ ہمارا اپنا تجزیہ تو یہ ہے کہ آج دنیا کے اکثر مقامات پر بہت سے مسلمان نبی اکرم ﷺ کے طور وطریقہ کو چھوڑ کر یہود وہنود کی روش پر چل رہے ہیں، جدھر دیکھئے سنت وشریعت سے بغاوت اور گھر گھر سے سنتوں کے گویا جنازے نکلتے دکھائے دیتے ہیں، ہائے ربا! آج کے مسلمانوں کو کیا ہوا کہ اپنوں وکامیابی اور خیر کے طریقوں کو چھوڑ کر غیروں؛ بلکہ دشمنوں اور ابدی ناکامی وشر وشرارت کی طرف غمازی کرنے والے انداز وتہذیب کے مطابق جینا پسند کر رہا ہے، اور دنیوی واخروی ناکامی کا نشانہ بن رہا ہے؛ چہرہ مہرہ، وضع قطع، اوڑھنا پہننا، کھانا پینا، پڑھنا لکھنا، بولنا چالنا، لین دین، شادی بیاہ، غرض غمی وخوشی کے تمام مواقع پر گویا اس نے اللہ اور اس کے رسول کا بائیکاٹ کر رکھا ہے، اور پھر اسی کا نتیجہ ہے کہ آج مسلمان ذلت وخواری کی دلدل میں پھنس گیا ہے، جہاں دیکھئے مسلمان کا خون بکتا اور بکھرتا نظر آتا ہے، یہ ہر طرف سے، ہر جگہ ظلم وبربریت کی چکی میں پیسا جا رہا ہے، کوئی اس کا پرسانِ حال نہیں، اور ہو بھی کیسے سکتا ہے کہ جب خود اِس نے اللہ اور اس کے رسول سے بغاوت کر رکھی ہے، ان کے احکامات کو پسِ پشت ڈال رکھا ہے ان کی تعلیمات وہدایات پر چلتے ہوئے اسے موت نظر آتی ہے، بھلا اللہ تعالیٰ سے بغاوت کر کے، اللہ کے رسول کی مخالفت کر کے بھی کبھی کوئی سرخ رُو ہوا ہے؟ کسی کو کامیابی وکامرانی ملی ہے؟ ۔**فَإِلَى اللّٰهِ الْمُشْتَكىٰ.**

اُن کے اَلطاف تو ہیں عام شہیدی سب پر
تجھ سے کیا ضد تھی، اگر تو کسی قابل ہوتا
گرچہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں
پر مجھے ہے حکمِ اذاں لاالٰہ الا اللہ
دین کے مرکز سے اگر دور نکل جاؤ گے
خاک ہو جاؤ گے افسانوں میں کھو جاؤ گے
دو جہاں کی کامیابی، گر تجھے درکار ہے
ان کا دامن تھام لے، جن کا محمد ﷺ نام ہے
مِل نہ پائی کوئی منزل، پھر اُس کو
میرے نبی کی راہ سے جو بھی دور ہوا
محمد ﷺ کی محبت، دینِ حق کی شرطِ اول ہے
اسی میں ہے اگر خامی، تو سب کچھ نامکمل ہے
کی محمد ﷺ سے وفا تو نے، تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا، لوح وقلم تیرے ہیں
آج بھی ہو جو ابراہیمؑ سا ایماں پیدا

آگ کرسکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا

یَا رَبِّ! صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُ

ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ

ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ

☆......☆......☆

حضرت خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ کا بیان

صحابیِ رسول سیدنا حضرت خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کی نبی ﷺ اپنی مجلس میں سب سے زیادہ باوقار ہوتے، اپنے پاؤں وغیرہ نہ پھیلاتے، بہت زیادہ خوش رہتے، بلاضرورت نہ بولتے، جوشخص نامناسب بات بولتا، اس سے رُخ پھیر لیتے، آپ ﷺ کی ہنسی مسکراہٹ تھی، اور کلام دوٹوک؛ نہ فضول نہ کوتاہ، آپ ﷺ کے صحابہ کی ہنسی بھی آپ کی توقیر واقتداء میں مسکراہٹ ہی کی حد تک ہوتی۔ (کتاب الشفاء ۱/۱۰۷، الرحیق المختوم: ۶۵۳).

تشریح: یہ ہیں آپ ﷺ کا خلق عظیم اور تواضع وسادگی اور عبدیت وبندگی کا اظہار؛ جس میں ہم سب کے لیے باسکون زندگی گزارنے کا بہترین اور کامیابیوں سے لبریز راستہ واُسوہ اور نمونہ ہے؛ اگرچہ بالاتفاق آپ ﷺ کا مقام ومرتبہ اور منصبِ نبوت ورسالت، اللہ تبارک وتعالیٰ کے بعد سب سے بڑھا ہوا ہے، پھر بھی آپ ﷺ حد درجہ متواضع رہتے، اور انکساری، عاجزی اور عبدیت ہر وقت وہر لمحہ آپ ﷺ کے ہر عمل سے ظاہر ہوتی؛ اُٹھنے بیٹھنے، کھانے پینے، چلنے پھرنے، بولنے سننے گویا ہر اداء سے تواضع وبے نفسی بہ کمال ٹپکتی تھی۔

بلکہ ایک موقعہ پر آپ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا: **أَجْلِسُ كَمَا يَجْلِسُ الْعَبْدُ** اور **اٰكُلُ كَمَا يَأْكُلُ الْعَبْدُ**. کہ میں ایسے متواضع انداز میں بیٹھتا ہوں اور کھاتا ہوں کہ جیسے کوئی غلام (نوکر) اپنا مقام ومرتبہ کھوکر مالک کے سامنے بطور اظہار کمالِ عجز ووفا بیٹھا کرتا ہے اور کھایا کرتا ہے۔

اور بعض محدثین کرام نے کتابوں میں یہ خوبصورت جملہ بھی بطورِ حدیث پاک نقل کیا ہے۔مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰہِ رَفَعَہُ اللّٰہُ. کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے لیے تواضع و عاجزی اختیار کی (یعنی اپنے آپ کو چھوٹا سمجھا،حقیر جانا) بس اللہ نے اسے سربلندی و سرفرازی سے نواز دیا۔

اور آپ ﷺ کا یہ فرمانِ عالی سو فیصد سچا اور حقیقت ہے کہ جو شخص اللہ تبارک و تعالیٰ کے لیے تواضع اختیار کرتا ہے،اپنے آپ کو حقیر و فقیر سمجھتا ہے اور لوگوں سے بہ تواضع ملتا جلتا ہے،اس کا مقام و مرتبہ لوگوں کے دلوں میں بھی الگ ہی ہوتا ہے۔

اور آپ ﷺ کا یہ بھی طرۂ امتیاز رہا ہے کہ ہر وقت و ہر جگہ لغو کلام اور بے کار کی مجلسوں و محفلوں سے کوسوں دور رہتے ،اور قرآن عظیم الشان نے اسی کو ایمان والوں کی صفتِ خاصہ بھی بیان کیا ہے کہ وہ تواضع کے پیکر ہیں،فضول گفتگو، برائی کے کام ،اور غلط و گناہ کی مجلسوں و محفلوں اور تقریبوں سے دور اور بہت دور رہتے ہیں،اگر راستہ میں اس طرح کی غلط کاریاں ہو بھی رہی ہوں،تو عزت و وقار سے گزر جاتے ہیں،ان میں شامل نہیں ہوتے؛ چناں چہ ارشادِ ربانی۔وَعِبَادُالرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الأَرْضِ هَوْنًا ، وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلامًا اور وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا۔(الفرقان).کا یہی مفہوم ہے۔

اِس دور کا ایک بڑا المیہ یہ بھی ہے کہ ہم لوگ نہ تو خود قرآن و حدیث کی تعلیمات و ہدایات حاصل کرتے ہیں،سیکھتے ہیں اور نہ کسی معتمد صاحبِ علم،معتبر و مستند فقیہ و مفتی سے روزمرہ کی زندگی میں مسائل کا حل کراتے ہیں ،اور امراضِ ظاہری (بداعمالی ،بدمعاملات ،بدمعاشرت ،بداخلاقی وغیرہ) سے شفایابی کی طرف تو ہم کچھ نہ کچھ توجہ کر ہی لیتے ہیں،مگر امراضِ باطنی (شرک ،نفاق ،غلط عقائد،تکبر،حسد،کینہ، بغض وعناد وغیرہ) کو تو ہم امراض (بیماریاں) سمجھتے ہی نہیں ،یاد رکھئے ،جس طرح جسمانی بیماریاں ہوتی ہیں،اور ان سے چھٹکارے کے لیے اسباب کے درجہ میں حکیم یا ڈاکٹر کی ضرورت پیش آتی ہے،ٹھیک اسی طرح روحانی و باطنی بیماریاں بھی ہوتی ہیں ،اور اُن سے چھٹکارے کے لیے اسباب کے درجہ میں کسی روحانی مربی و مصلح اور استاذ و شیخ کی ضرورت ہوتی ہے،اگر جسمانی بیماریوں کا علاج و معالجہ نہ کیا جائے ،تو انسان کی زندگی ختم ہو جاتی ہے اور اگر روحانی بیماریوں کا علاج و معالجہ نہ کیا جائے ،تو انسان کی دنیاوی زندگی تو کیا،آخرت کی دائمی زندگی بھی اس کے لیے دوبھر ہو جاتی ہے،وہ دنیا میں بھی ناکام ہوتا ہے اور آخرت میں بھی نامراد ہوتا ہے،لہٰذا ضرورت ہے کہ کسی متبع سنت اللہ والے سے اپنا تعلق قائم کر کے اپنی اصلاح کی فکر کی جائے ،گویا اپنے آپ کو کسی کھونٹے سے باندھا جائے ،اس لیے کہ کھونٹے سے بندھی ہوئی چیز محفوظ رہتی ہے ۔

مولائے کریم ! تمام مسلمانوں کو اُسوۂ نبوی ﷺ کو سامنے رکھ کر زندگیاں سدھار کر گزارنے کی توفیق عطا فرمائے ،اور اس کے لیے آپ ﷺ کی مبارک تعلیمات کو سیکھنے اور سمجھنے کی ہمت و غیرتِ ایمانی نصیب فرمائے ،آمین یارب العالمین.

این دعاء از من و از جملہ جہاں آمین باد

يَا رَبِّ! صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا

عَلٰى حَبِيْبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُ

ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ

ﷺ ﷺ

أَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ
وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا

ﷺ ﷺ

☆......☆......☆

﷽

راویٔ اسلام حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان

حافظ ابونعیم اصفہانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے راویٔ اسلام سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ اُن (حضرت ابوہریرہؓ) سے کسی شخص نے رسول اللہ ﷺ کے حلیۂ مبارک کے متعلق دریافت کیا تو آپؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ انتہائی حسین وجمیل تھے، آپ ﷺ کا پیکر درمیانہ مائل تھا، مونڈھوں کا درمیانی فاصلہ عام پیمانے سے زیادہ ہموار اور ہلکے رخسار اور موئے مبارک (بال مبارک) انتہائی سیاہ تھے۔ (دلائل النبوۃ: ۱/۳۱۷).

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو راویٔ اسلام کہا جاتا ہے؛ اس لیے کہ تقریباً جملہ احکام ومسائل کی روایتیں آپؓ سے مروی ہیں، استاذ ابوزہرہ مصریؒ نے اس پر مستقل کتاب لکھی ہے ''ابوہریرۃ الامام'' اور بہ اتفاقِ محدثین سب سے زیادہ احادیث آپؓ ہی سے مروی ہیں؛ حافظ شمس الدین ذہبی اور ابن حجر عسقلانی اور علامہ بدرالدین عینی رحمہم اللہ تعالیٰ کی تحقیقِ اَنیق کے مطابق موصوفؓ سے پانچ ہزار، تین سو، چوہتر (۵۳۷۴) احادیث مروی ہیں۔

اس سلسلے کا ہمارے حضرت اقدس استاذ الاستاذ حجۃ الاسلام مناظر اسلام مولانا شاہ محمد اسعد اللہ رامپوری نور اللہ مرقدہ' (سابق ناظم مظاہر علوم سہارنپور) کی طرف ایک فارسی شعر بھی منسوب ہے۔

کُن حدیثِ بوہریرہ راشمار
پنج الف وسہ صد و ہفتاد و چہار

خیر! یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ سے پورا اسلام مروی ہو، اور حلیۂ مبارک مروی نہ ہو، جو احکام ومسائل صادر ہونے کا محور ومرکز اور وجودِ باجود ہے، اگرچہ حضرت ابو ہریرہؓ کے حصے میں آپ ﷺ کی صحبتِ بابرکت دیگر اور صحابہ کے مقابلہ میں کم آئی ہے؛ کیونکہ آپؓ سنہ ۷ہجری میں خیبر کے موقعہ پر مشرف بہ اسلام ہوئے؛ لیکن جس کو جس سے محبت واُلفت ہوتی ہے، وہ پہلی ہی ملاقات میں اس کے حلیے اور انداز کو محفوظ کرکے اس کا گرویدہ ہوجایا کرتا ہے۔ حضراتِ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا یہی حال تھا اور بہ موجب حدیث پاک اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ ظاہر ہے کہ وہ جنت میں بھی حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہی ہوں گے۔ اگر ہمیں بھی آنحضرت ﷺ کی معیت اور شفاعت درکار ہے تو لامحالہ آپ ﷺ سے محبت، عظمت اور آپ کی سنتوں کو اپنانا پڑے گا۔

دو جہاں کی کامیابی گر تجھے درکار ہے
تو ان کا دامن تھام لے محمد ﷺ جنکا نام ہے
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّم
☆ ...... ☆ ...... ☆

راویٔ اسلام حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا دوسرا بیان

راویٔ اسلام سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آپ ﷺ کی ہتھیلیاں اور پاؤں پُر گوشت، پنڈلیاں موٹی اور گداز، کلائیاں بڑی اور دراز، بازو اور کندھے گٹھے ہوئے اور مضبوط دونوں مونڈھوں کا درمیانی فاصلہ ذرا زیادہ، سینہ کشادہ، سر کے بال قدرے خمدار، پلکیں لمبی، خوبصورت اور گھنی داڑھی، کان لمبے اور دلکش، درمیانہ قد نہ زیادہ طویل نہ بالکل پست، رنگت میں گل لالہ، آگے چلتے یا پیچھے مڑتے تو مکمل طور پر، میں نے آپ ﷺ سے زیادہ حسین وجمیل کسی کو نہ دیکھا اور نہ سنا۔

(دلائل النبوۃ: ۱/۳۱۷).

تشریح: یہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ایک دوسرا بیان ومشاہدہ ہے، جس کو حافظ ابو نعیم اصفہانی رحمہ اللہ تعالی نے نقل فرمایا ہے، اور مفتی محمد سرور فاروقی صاحب نے بھی دلائل ہی کے حوالے سے اپنی کتاب ''رسول اللہ ﷺ کا حلیہ مبارک'' میں بیان فرمایا ہے۔

اللہ کرے ہمیں بھی رسول اللہ ﷺ سے ایسا تعلق وعشق ہوجائے کہ جس سے آپ کی ہدایات وسنتوں پر چلنا بلاتکلف آسان ہوجائے۔ آمین

اس لیے کہ یہ بات مشہور ومسلم ہے کہ جس کو جس سے محبت ہوتی ہے، اس کی ہر اَداء وانداز لبھاتا تھا، آدمی اس کو اپنانے کی فکر میں لگا رہتا ہے، اُس کا اوڑھنا بچھونا ہی یہ ہوتا ہے کہ کسی طرح وہ اپنے آپ کو اپنے محبوب کے مزاج کے مطابق ڈھال لے، اس کی سیرت وکردار کو اپنے اندر سمولے، یاد رکھئے ہمارے محبوب وآقا ﷺ محبوبِ

رب العزت ہیں، لہٰذا ہم کو اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ حضرت ﷺ کے اُسوۂ حسنہ کے مطابق گزارنا ہے، ہماری دنیاوی واخروی کامیابی کا راز اسی میں ہے، آج جو اُمت طرح طرح کی پریشانیوں میں گھری ہوئی ہے، اس کے جہاں اور بہت سارے اسباب ہوسکتے ہیں، ایک بہت بڑا سبب اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیمات وہدایات سے دوری بھی ہے۔ کسی شاعر نے خوب کہا ہے۔

مِل نہ پائی کوئی منزل پھر اُس کو☆ میرے نبی کی راہ سے جو بھی دور ہوا

ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ

یَا رَبِّ ! صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُ

☆ ...... ☆ ...... ☆

﷽

سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ

متعدد مؤرخین نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ایک عجیب وغریب واقعہ نقل کیا ہے، ہم یہاں پر حافظ عماد الدین ابو الفداء دمشقی رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے ذکر کرتے ہیں کہ امیر المؤمنین سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے ملک یمن بھیجا، میں ایک دن لوگوں کو وعظ ونصیحت کر رہا تھا کہ ایک یہودی عالم ہاتھ میں کتاب لے کر آیا، مجھے دیکھ کر کہنے لگا: کہ ابوالقاسم ﷺ (یہ آپ ﷺ کی کنیت ہے) کا حلیہ بیان کرو؟ حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعنہم) کہتے ہیں کہ میں نے اسے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نہ تو پستہ قد تھے اور نہ ہی زیادہ لمبے (بلکہ آپ ﷺ کا قد مبارک درمیانہ تھا) بال مبارک نہ زیادہ پیچ دار اور نہ بالکل کھڑے؛ بلکہ گھنے سیاہ قدرے خمدار، سر مبارک اعتدال کے ساتھ بڑا، رنگ گورا سرخی مائل، جوڑوں کی ہڈیاں بڑی بڑی، ہاتھ اور پیر گوشت سے بھرے ہوئے، سینہ پر ناف تک بالوں کی ہلکی سی لکیر، پلکیں دراز، بھنویں پست، پیشانی کشادہ اور ہموار، دونوں کندھوں کے درمیان قدرے زیادہ فاصلہ، جب آپ ﷺ چلتے تو کچھ جھک کر گویا کسی ڈھلوان سے اُتر رہے ہوں، میں نے آپ ﷺ سے پہلے اور بعد میں کوئی آپ ﷺ جیسا نہیں دیکھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر میں خاموش ہوگیا، یہودی عالم کہنے لگا کیا ہوا؟ میں نے اسے جواب دیا کہ مجھے تو آپ ﷺ کا حلیہ مبارک اسی طرح یاد ہے، یہودی عالم کہنے لگا کہ آپ ﷺ کی آنکھوں میں سرخی، خوبصورت داڑھی، خوبصورت متناسب کان، آگے پیچھے دیکھتے تو پورے وجود کے ساتھ، حضرت

علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ کا یہی حلیہ مبارک ہے، (یعنی جو اس یہودی عالم نے پرانی آسمانی کتابوں کے علم کے مطابق بیان کیا ہے)۔ (البدایہ والنہایہ:۱۸/۶).

تشریح: یہ ہے آپ ﷺ کی عالمی اور دائمی ختم نبوت کا کمال، کہ رہتی دنیا تک آپ ﷺ کی تعلیمات کے ساتھ، حلیہ مبارک کو بھی پہنچادیا گیا، اور سابقہ کتابوں، توریت، اِنجیل، زَبور وغیرہ میں آپ ﷺ کے حلیہ مبارک کو بیان کردیا گیا، جیسا کہ اس یہودی عالم کی گفتگو سے سمجھ میں آسکتا ہے۔

بھلا غیر مسلم تو آپ ﷺ کے حلیہ مبارک سے واقف ہوں اور اس کو یاد رکھیں اور ہم آپ ﷺ کے اُمتی ہونے کا دعویٰ کرنے والے، اس سے محروم رہیں، کتنی تعجب اور محرومی کی بات ہے، پیشِ نظر کتاب ''شمائل النبی ﷺ'' اسی مقصد کو سامنے رکھ کر لکھی گئی ہے کہ مسلمان اپنے پیارے نبی حضرت نبی اکرم ﷺ کے حلیے مبارک سے واقف ہوں اس کو محبت سے پڑھیں، سنیں اور اس میں سے اپنے لیے اُسوۂ حسنہ تلاش کرکے اس کے مطابق زندگیوں کو ڈھالنے کی فکر وکوشش کریں۔ اللہ پاک تمام مسلمانوں کو اس کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین.

یَا رَبِّ! صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُ

ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ

ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ

أَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ

وَعَلٰی آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا

ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت سلمان الخیر فارسی رضی اللہ عنہ کا بیان

حضرت بریدہ بن الحصیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے، تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دستر خوان لے کر آئے، جس پر تازہ کھجوریں تھیں، اور حضور اقدس ﷺ کی خدمتِ اقدس میں پیش کیا، حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ سلمان یہ کیسی کھجوریں ہیں، انہوں نے عرض کیا کہ آپ پر اور آپ کے ساتھیوں پر صدقہ ہیں، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: ہم لوگ (انبیاء علیہم السلام) صدقہ نہیں کھاتے، اس لیے میرے پاس سے اُٹھالو (اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ ہم لوگ سے کیا مراد ہے، بعض نے فرمایا کہ حضور ﷺ کی ذات ہے اور جمع کے لفظ سے تشریفاً تعبیر فرمایا اور بعض کے نزدیک انبیاء علیہم السلام کی جماعت ہے، اور بعض کے نزدیک حضور اقدس ﷺ اور حضور ﷺ کے وہ اقارب جن کو زکوۃ کا مال جائز نہیں وہ مراد ہے) دوسرے دن پھر ایسا ہی واقعہ پیش آیا کہ حضرت سلمانؓ کھجوروں کا طباق لائے اور حضور ﷺ کے ارشاد پر حضرت سلمانؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! یہ آپ کے لیے ہدیہ ہے، حضور ﷺ نے صحابہ سے ارشاد فرمایا: کہ ہاتھ بڑھاؤ (اور حضور اقدس ﷺ نے خود بھی نوش فرمایا، چنانچہ علامہ بیجوریؒ نے اس کی تصریح کی ہے، حضرت سلمانؓ کا اس طرح پر دونوں دن لانا یہ حقیقت میں حضور اقدس کے آقا بنانے کا امتحان تھا، اس لیے کہ حضرت سلمانؓ پرانے زمانہ کے علماء میں تھے، ڈھائی سو برس اور بعض کے قول پر ساڑھے تین سو برس کی ان کی عمر ہوئی ہے، انہوں نے حضور ﷺ کی علامات میں جو پہلی کتابوں میں پڑھ رکھی تھیں یہ بھی دیکھا تھا کہ آپ صدقہ نوش نہیں فرماتے اور ہدیہ قبول فرماتے ہیں، اور آپ ﷺ کے دونوں مونڈھوں کے درمیان مہر نبوت ہے، پہلی دونوں علامتیں دیکھنے کے بعد) پھر حضور ﷺ کی پشت مبارک پر مہر نبوت دیکھی تو مسلمان ہوگئے (حضرت سلمان فارسیؓ اس وقت یہود بنی قریظہ کے غلام بنے ہوئے تھے) حضور ﷺ نے ان کو خریدا (مجازاً خریدا کے لفظ سے تعبیر کردیا ورنہ حقیقت میں انہوں نے حضرت سلمانؓ کو مکاتب بنایا تھا، مکاتب بنانا اس کو کہتے ہیں کہ آقا غلام سے یہ معاملہ کرلے کہ اتنی مقدار، جو آپس میں طے ہوجائے کما کر دیدو پھر تم آزاد ہو) اور بدل کتابت بہت سے دراہم قرار پائے اور نیز یہ کہ حضرت سلمان فارسیؓ ان (یہود) کے لیے (تین سو) کھجور کے درخت لگائیں اور اُن درختوں کے پھل لانے تک ان کی خبر گیری کریں، پس حضور اقدس ﷺ نے اپنے دست مبارک سے وہ درخت لگائے، حضور اقدس ﷺ کا معجزہ تھا کہ سب درخت اسی سال پھل لے آئے، مگر ایک درخت نہ پھلا، تحقیق سے معلوم ہوا کہ وہ درخت حضرت عمرؓ کے ہاتھ کا لگایا ہوا تھا، حضور اقدس ﷺ کے دست مبارک کا نہ تھا، حضور اقدس ﷺ نے اس کو نکالا اور دوبارہ اپنے دست مبارک سے لگایا، حضور اقدس ﷺ کا دوسرا معجزہ یہ ہوا کہ بے موسم لگایا درخت بھی اسی سال پھل لے آیا۔ (شمائل ترمذی مع خصائل نبوی ۵۵)

يَا رَبِّ! صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُ

ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ

ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ

أَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا

ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت ہند رضی اللہ عنہ بن ابی ہالہ کا بیان

آیئے اب آخر میں وَصَّافِ نبی حضرت ہند ابن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ کی زبانی بھی رسول اللہ ﷺ کے حُلیے اور اَوصافِ حمیدہ و عالیہ کو سنیں، حضرت ہندؓ اپنی ایک طویل روایت میں کہتے ہیں ''رسول اللہ ﷺ پیہم و مستقل غموں سے دوچار تھے، ہمیشہ غور و فکر فرماتے رہتے، (اپنی اُمت کی فکر میں ڈوبے رہتے) آپ ﷺ کے لیے راحت نہ تھی، (اکثر و بیشتر کفار و مشرکین اور منافقین کی ایذاء رسانیوں سے ہی دوچار رہتے) بلاضرورت نہ بولتے تھے، دیر تک خاموش رہتے تھے، اوّل سے آخر تک بات پورے منھ سے کرتے تھے، (یعنی صرف منھ کے کنارے سے نہ بولتے تھے، جو تکبرانہ و بناوٹی انداز ہوتا ہے) جامع اور دوٹوک، بے جھول کلمات کہتے تھے، جن میں نہ فضول بکواس ہوتی تھی نہ کوتاہی، بہترین اور نرم مزاج تھے، بے وفائی کرنے والے اور حقیر (معمولی آدمی) نہ تھے، نعمت معمولی بھی ہوتی تو اس کی تعظیم و احترام کرتے تھے، کسی چیز کی مذمت (برائی) نہیں فرماتے تھے، (یعنی کھانے، پینے وغیرہ کی چیزوں میں کمی اور عیب نہ نکالتے تھے) (خاص طور پر) کھانے کی نہ بُرائی کرتے تھے نہ تعریف، حق (دین و شریعت کی کسی بات) کو کوئی نقصان پہنچاتا، تو جب تک انتقام (بدلہ) نہ لے لیتے، آپ ﷺ کے غصہ کو روکا نہ جاسکتا تھا؛ البتہ کشادہ دل تھے، (عفو و درگزر سے کام لیتے تھے) اپنے نفس (ذاتی کام) کے لیے نہ غضبناک ہوتے نہ بدلہ لیتے (بلکہ خوشی خوشی معاف فرمادیتے)، جب اشارہ فرماتے، تو پوری ہتھیلی (ہاتھ) سے اشارہ فرماتے (یعنی صرف انگلی سے اشارہ نہ کرتے، نہ کسی کو اس طرح بلاتے) اور تعجب کے وقت

ہتھیلی پلٹتے، جب غضبناک (غصہ) ہوتے، تو (اُس طرف سے) رُخ پھیر لیتے، اور جب خوش ہوتے، تو نگاہ پست (نیچے) فرمالیتے (یعنی اس طرح ہنس کر یا مسکرا کر اظہارِ خوشی فرماتے) آپ ﷺ کی اکثر و بیشتر ہنسی، تبسم (مسکرانے) کی صورت میں تھی، جب مسکراتے، تو دانت (بارش کے) اَولوں کی طرح چمکتے دَمکتے۔

آپ ﷺ لایعنی اور بیکار کی باتوں سے زبانِ مبارک کو رَوکے رکھتے، ساتھیوں کو جوڑتے تھے، توڑتے نہ تھے، ہر قوم و مذہب کے معزز آدمی کی تکریم واعزاز فرماتے تھے، اور اسی کو ان کا والی و ذمہ دار بناتے تھے، لوگوں (کے شر و فتنہ) سے محتاط رہتے، اور ان سے بچاؤ کی صورتیں اختیار فرماتے، لیکن اس کے لیے (اس وجہ سے) کسی سے خندہ جبینی (ہنس مکھ انداز سے ملاقات کرنا) ختم نہ فرماتے تھے، اپنے اصحاب (ساتھیوں) کی خبر گیری (خیال) رکھتے (اور ان کی دیکھ بال و سرپرستی فرماتے) اور لوگوں کے حالات دریافت فرماتے، (ان کی خیر و خبر اور طبیعت وغیرہ معلوم کرتے رہتے) اچھی چیز اور اچھے کام کی تحسین و تائید اور تعریف فرماتے (اور اس سے خوش ہوتے) اور بری چیز اور برے کام کی قباحت و اہانت فرماتے، (اور اس سے ناراض ہوکر اس کی برائی بیان کرتے اور اصلاح فرماتے) آپ ﷺ معتدل تھے، افراط و تفریط (حد سے زیادہ غلو و کمی) سے دُور تھے، غافل نہ ہوتے تھے کہ کہیں لوگ بھی غافل اور ملولِ خاطر نہ ہوجائیں، (اُکتا کر، غفلت کا شکار نہ ہوجائیں) ہر حالت کے لیے ہر وقت تیار رہتے تھے، حق سے کوتاہی نہ فرماتے تھے، نہ حق سے تجاوز فرما کر ناحق کی طرف جاتے تھے، جو لوگ آپ ﷺ کے قریب رہتے تھے، وہ سب سے اچھے لوگ تھے، (یعنی حضراتِ صحابہ و صحابیات رضی اللہ عنہم) اور ان میں بھی آپ ﷺ کے نزدیک افضل وہ ہوتا تھا، جو سب سے بڑھ کر خیر خواہ ہو، (دین کا، اپنا، اپنے گھر والوں کا، اور ساری اُمت کا) اور سب سے زیادہ قدر آپ ﷺ کے نزدیک اس کی تھی، جو سب سے اچھا غمگسار و مددگار ہو۔

آپ ﷺ اُٹھتے بیٹھتے اللہ کا ذکر ضرور فرماتے، جگہیں متعین نہ فرماتے، (یعنی اپنے لیے کوئی امتیازی و خصوصی جگہ مقرر نہ فرماتے) جب قوم کے پاس پہنچتے تو مجلس میں جہاں جگہ مل جاتی، بیٹھ جاتے، اور اسی کا حکم بھی فرماتے، سب اہلِ مجلس پر برابر توجہ فرماتے، حتی کہ کوئی جلیس (شریکِ مجلس) یہ نہ محسوس کرتا کہ کوئی شخص آپ کے نزدیک اس سے زیادہ باعزت و احترام ہے، کوئی کسی ضرورت سے آپ کے پاس بیٹھتا یا کھڑا ہوتا، تو آپ اتنے صبر کے ساتھ اس کے لیے رُکے رہتے کہ وہ خود ہی واپس ہوتا، کوئی کسی ضرورت کا سوال کر دیتا، تو آپ اسے عطا کیے بغیر یا اچھی بات کہے بغیر واپس نہ فرماتے، آپ نے اپنی خندہ جبینی (ہنس، مکھ چہرے) اور اخلاق سے سب کو نوازا، یہاں تک کہ آپ سب کے لیے باپ کا درجہ رکھتے تھے، اور سب آپ کے نزدیک یکساں حق رکھتے تھے، کسی کو فضیلت و مقام حاصل ہوتا، تو تقوی کی بنیاد پر، آپ کی مجلسِ مبارک (علم و عمل،) حلم و حیاء، اور صبر و امانت کی مجلس تھی، اس میں آوازیں بلند نہ کی جاتی تھیں، (شور و شغب نہ ہوتا تھا) اور نہ لوگوں کی عزتوں و حرمتوں پر عیب لگتے تھے (یعنی کسی کی بے عزتی کا اندیشہ نہ تھا اور نہ کسی پر کیچڑ اُچھالا جاتا تھا) لوگ تقوی کی بہ دولت (اللہ تعالی کے لیے) ایک دوسرے سے محبت و اُلفت کا سلوک کرتے، اور خیر خواہی و ہمدردی رکھتے تھے، بڑے کا احترام کرتے تھے، چھوٹے (اور کمزور) پر رحم کرتے تھے اور اجنبی کو انس (پیار و محبت) عطا کرتے تھے۔

آپ ﷺ کے چہرۂ انور پر بشاشت (چستی وتابانی، اور نورانیت) رہتی ،آسانی کا برتاؤ کرنے والے اور نرم پہلو اختیار کرنے والے تھے، جفاکش، بدتمیز اور بدخُلق نہ تھے، (بلکہ عظیم اخلاقِ حسنہ کے حامل ومالک تھے) نہ چیختے چلاتے تھے، نہ فحش وبدتہذیبی کی بات کہتے تھے، نہ زیادہ غصہ فرماتے تھے ، نہ بہت تعریف کرتے (اور کرواتے) تھے ، جس چیز کی خواہش نہ ہوتی اس سے تغافل (اور بے توجہی) برتتے تھے، کسی کو آپ سے مایوسی اور اُکتاہٹ نہ ہوتی تھی، آپ نے تین (۳) باتوں سے اپنے نفس کو محفوظ (اور دُور) رکھا، (۱) ریاء (تکبر وغرور) سے (۲) کسی چیز کی کثرت (زیادتی) سے (۳) اور لایعنی (فضول) بات سے ۔ اور تین (۳) باتوں سے لوگوں کو محفوظ رکھا، (۱) آپ کسی کی برائی نہیں کرتے تھے (۲) کسی کو عار (شرم) نہیں دِلاتے تھے (۳) اور کسی کی عیب جوئی نہیں کرتے تھے (یعنی کسی کے اندر عیب اور کمی نہیں نکالا کرتے تھے اور نہ اس کی فکر میں رہتے تھے، بلکہ) آپ وہی بات نوکِ زبان پر لاتے تھے، جس میں ثواب کی اُمید ہوتی، جب آپ بولتے ،تو آپ کے ہمنشین (شریکِ مجلس حضراتِ صحابہ ﷡) یوں سر جھکائے ہوتے گویا سروں پر پرندے بیٹھے ہیں اور جب آپ خاموش ہوتے ،تو لوگ گفتگو کرتے ،لوگ آپ کے پاس گپ بازی (بکواس) نہ کرتے ،آپ کے پاس جو کوئی بولتا، تو سب اس کے لیے خاموش رہتے ، یہاں تک کہ وہ اپنی بات پوری کرلیتا، ان کی بات وہی ہوتی جو ان کا پہلا شخص کرتا، جس بات سے سب لوگ ہنستے ،اس سے آپ بھی ہنستے اور جس بات پر سب لوگ تعجب کرتے ،اس پر آپ بھی تعجب کرتے ،اجنبی آدمی اگر (ناواقفیت کی وجہ سے) سخت وسست کلامی سے کام لیتا، تو اس پر آپ ﷺ صبر فرماتے ،اور فرماتے ”جب تم لوگ حاجتمند کو دیکھو کہ وہ اپنی حاجت کی طلب میں ہے، تو اسے سامانِ ضرورت سے نواز دو“، آپ احسان کا بدلہ دینے والے کے سوا کسی سے ثناء (اپنی تعریف) کے طالب نہ ہوتے تھے۔

(شفاء، للقاضی عیاض: ۱/۱۲۱ تا ۱۲۶، شمائل ترمذی: ص ۲، الرحیق المختوم: ص ۶۵۱ تا ۶۵۳).

نوٹ: حلیہ بیان کرنے والے صحابی حضرت ہند بن ابی ہالہ ﷛، آپ ﷺ کے حلیہ مبارک کو خوب اَچھے اور شاندار انداز میں بیان کرنے والے تھے، حتی کہ اسی وجہ سے تمام صحابہ ﷡ میں ماہر ومشہور تھے، موصوف اُم المؤمنین سیدہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے پہلے شوہر ابو ہالہ کے صاحبزادے تھے، یعنی آپ ؓ، نبی کریم ﷺ کے رَبیب تھے، بچپن ہی سے آپ ﷺ کی پرورش میں رہے اور بے تکلف تھے، ظاہر ہے کہ انہیں آپ ﷺ کی عادات ،خصائل اور حلیہ مبارک کا خوب علم ہوا ہوگا، اور پھر تھے بھی تو عاشقِ صادق اور محبِّ مخلص ،وہ بیان بھی تو خوب مزے لے لے کر کرتے ہونگے ۔ (مواہبِ لدنیہ: ص ۲۲).

تشریح: حاصل یہ کہ نبی ﷺ ظاہری وباطنی بے نظیر صفاتِ کمال، اور بے بدل خصائلِ حسن وجمال سے آراستہ وپیراستہ تھے، آپ کے رب نے آپ کو بے نظیر اخلاق وعادات ،سیرت وآداب سے نوازا تھا، حتی کہ اس نے خود آپ کی تعریف میں فرمایا: وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ. (القلم). ”یقیناً آپ عظیم اخلاق پر فائز ہیں“۔ اور یہ ایسی خوبیاں تھیں جن کی وجہ سے لوگ آپ کی طرف کھنچ آئے ، دلوں میں آپ کی محبت بیٹھ گئی اور آپ کو قیادت کا وہ مقام حاصل ہوا کہ لوگ آپ پر وارفتہ ہوکر جان فدا کرگئے ،ان ہی عظیم اخلاقِ حسنہ وخوبیوں کے سبب آپ کی قوم کی اکڑ اور سختی نرمی میں

تبدیل ہوئی، یہاں تک کہ وہ اللہ کے دین میں فوج درفوج داخل ہوگئی۔

یاد رہے کہ ہم نے پچھلے صفحات میں حضراتِ صحابہ ؓ کے بیانات ومشاہدات کی روشنی میں آپ ﷺ کی جن خوبیوں کا ذکر کیا ہے، وہ آپ کے جمال وکمال اور عظیم صفات وسیرت کے مظاہر کی چند لکیریں ہیں، ورنہ آپ کے مجد وشرف، حسن وجمال اور شمائل وخصائل کی بلندی اور کمال کا یہ عالم تھا کہ ان کی حقیقت اور تہ تک نہ رسائی ممکن ہے، اور نہ اس کی گہرائی وگیرائی ناپی اور بیان کی جاسکتی ہے۔

بھلا عالم وجود کے اس سب سے عظیم بشر کی عظمت کی انتہا تک کس کی رسائی ہوسکتی ہے، جس نے بزرگی وکمال کی سب سے بلند چوٹی پر اپنا نشیمن وٹھکانہ بنایا اور اپنے رب کے نور سے اس طرح منور ہوا کہ کتابِ الٰہی ہی کو اس کا وصف قرار دیا گیا۔ جیسا کہ سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ مطہرہ سلام اللہ علیہا کا بیان ہے "كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنْ". (الحلیۃ) "یعنی آپ کی زندگی سراپا قرآن تھی"۔

مصرع

قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

شعر

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کردے

دہر میں اسم محمد ﷺ سے اُجالا کردے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ

وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا

سرخیلِ علمائے دیوبند حجۃ الاسلام والمسلمین حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ تعالیٰ عشقِ نبوی ﷺ سے سرشار ہوکر یوں گویا ہوتے ہیں۔

سب سے پہلے مشیت کے انوار سے
نقش روئے محمد ﷺ بنایا گیا
پھر اسی نقش سے، مانگ کر روشنی
بزمِ کون و مکاں کو سجایا گیا

اور حضرت شیخ الاسلام والمسلمین شیخ العرب والعجم مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ روضۂ رسول پر کھڑے ہوکر فرماتے ہیں۔ (اے میرے نبی ﷺ)

دمکتا رہے تیرے روضے کا منظر
سلامت رہے تیرے روضے کی جالی
ہمیں بھی عطاء ہو وہ شوقِ ابوذرؓ
ہمیں بھی عطاء ہو وہ جذبۂ بلالیؓ

اور مؤرخِ اسلام جاںنثارِ صحابہ مولانا علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہیدؒ نے نقل فرمایا کہ ایک اللہ کے برگزیدہ بندے وعاشقِ رسول ﷺ (غالباً حضرت شیخ الہندؒ) نے جنت کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا۔

تجھ میں حور وقصور رہتے ہیں
میں نے مانا ضرور رہتے ہیں
پر میرے دل کا طواف کر جنت
میرے دل میں حضور رہتے ہیں (سبحان اللہ)

﴿مناجاتِ فقیر﴾

مولائے کریم! ہمیں بھی حتی الامکان اِس مبارک حلیہ کے مطابق اپنی زندگیاں وحلیے درست اورٹھیک کرنے کی ہمت وغیرتِ ایمانی اورتوفیقِ خیر، صاحبِ حلیہ حضرت نبی کریم ﷺ کے صدقہ وطفیل میں نصیب فرما۔آمین یارب العالمین.

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿سرورِ دوعالم ﷺ کا قدمبارک﴾

امیر المؤمنین سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ جناب نبی کریم ﷺ کا حلیہ مبارک بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نہ تو لمبے تڑنگے تھے، نہ پستہ قد (ناٹے کھوٹے)؛ بلکہ درمیانہ قدلوگوں میں سے تھے۔

(بخاری شریف:۱/۵۰۲،شمائل ترمذی:۲،الرحیق المختوم:۶۴۵).

امام بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بہ سندِ صحیح نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ کا قدمبارک، قدرے لمبائی کی طرف مائل تھا۔(دلائل النبوۃ:۱/۲۵۲).

خادمِ رسول ﷺ سیدنا حضرت انس بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا حلیہ شریف بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت زیادہ لمبے نہ تھے،اور نہ پستہ قد (ٹھگنے)؛ بلکہ لوگوں کے حساب سے درمیانہ قد کے تھے۔(بخاری شریف:۱/۵۰۲،شمائلِ ترمذی:۲،الرحیق المختوم:۶۴۵).

آپ ﷺ کا حلیہ بیان کرنے میں تمام صحابہ میں ماہر حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کا قد مبارک درمیانہ پن کے ساتھ کسی قدر لمبائی کی طرف مائل تھا۔(شفاء ،للقاضی عیاض:۱/۱۲۱ تا ۱۲۶،شمائل ترمذی :ص۲، الرحیق المختوم:ص۶۵۱ تا۶۵۳).

مکہ معظّمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کے وقت چونکہ رسول اللہ ﷺ کا گزر مشہور صحابیہ سیدہ حضرت اُم معبد خزاعیہ رضی اللہ عنہا کے خیمے پر ہوا تھا،اور قدومِ میمنت لزوم اُن کے ہاں پڑے تھے،تو اتفاق سے ان کے شوہر اس وقت کسی کام کاج

کے سلسلہ میں گھر سے باہر گئے ہوئے تھے؛ چنانچہ اُس بوڑھی اماں نے اپنے شوہر کی واپسی پر آپ ﷺ کے حُلیہ مبارک کا جو نقشہ کھینچا تھا، اُس میں یہ الفاظ بھی تھے۔'' درمیانہ قد نہ کہ ناٹے کہ نگاہ میں نہ جچے، نہ لمبے کہ ناگوار لگے گویا دو ٹہنیوں کے درمیان ایک ایسی ٹہنی، جو تینوں میں سب سے زیادہ تازہ، خوش منظر، دیدہ زیب اور پُر شکوہ و پُر رونق ہو''۔ (الرحیق المختوم: ص۶۴۴، زادُ المعاد: ۲/۵۴).

سیدنا حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سرورِ کونین ﷺ کا حلیہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کا قد مبارک درمیانی تھا، اور موصوف ؓ ہی کی ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ میانہ قد، مائل بہ درازی تھے۔ (صحیح بخاری شریف: ۱/۵۰۳، صحیح مسلم شریف: ۲/۲۵۸، شمائل ترمذی: ص۳، الرحیق المختوم: ۶۴۶).

قد مبارک میں آپ ﷺ کا معجزہ:

بہ کثرت روایات میں آتا ہے کہ جب آپ ﷺ لوگوں کے ساتھ، مجمع میں چلتے، یا کسی مجلس میں بیٹھتے، تو سب سے لمبے معلوم ہوتے، کوئی آپ ﷺ کے برابر نہ ہوتا۔

چناں چہ امام بیہقی اور حافظ ابن عساکر رحمہما اللہ تعالیٰ نے بالسند ایک روایت نقل کی ہے کہ فخر کائنات سرورِ دوعالم ﷺ جب اپنے صحابہ ؓ کے ساتھ چلتے تھے تو سب سے دراز قد نظر آتے تھے اور ایسا بھی ہوتا تھا کہ بعض اوقات لمبے قد کے صحابہ آپ ﷺ سے کندھے ملا کر چلتے تھے؛ مگر آپ ﷺ درازیٔ قد میں ان پر غالب نظر آتے تھے۔ (شرحُ الشمائل للحقانی: ۱/۶۷).

خصائص ابن سبع میں ہے کہ جب آپ ﷺ اپنی جماعت میں تشریف فرما ہوتے تو آپ ﷺ کے دونوں شانے (کندھے) مبارک سب سے اونچے اور غالب نظر آتے تھے۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی ''الخصائص الکبریٰ'' میں ایسا ہی ذکر فرمایا ہے۔ (الخصائص الکبریٰ: ۱/۱۱۶).

محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ صورتِ حال آپ ﷺ کی لمبائی (درازیٔ قد) ہی کی وجہ سے نہ تھی؛ بلکہ یہ آپ ﷺ کا معجزہ تھا، کہ جس طرح معنوی کمالات میں کوئی شخص آپ سے بلند و بالا اور بڑھ کر نہیں ہے، اسی طرح ظاہری شکل وصورت اور کمالات میں بھی آپ ﷺ سے کوئی غالب اور بڑھا ہوا محسوس نہ ہو۔ (شرحُ الشمائل: ۱/۷۷).

محدثِ زمانہ ملا علی القاری الہروی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی یہی مقصد معجزہ اپنے مخصوص عشاقیہ الفاظ و انداز میں بیان کیا ہے۔ (جمع الوسائل شرح الشمائل ۳۱).

اس لیے آپ ﷺ جب بھی دراز قد (لمبے، تڑنگے) لوگوں کے ساتھ کھڑے ہوتے، تو اللہ تعالیٰ آپ ہی کے وجودِ باجود و مسعود کو سب سے زیادہ نمایاں اور بلند رکھتے تھے؛ چناں چہ شاعر بھی اس معجزہ کو پرکشش لہجہ و انداز میں یوں بیان کرتا ہے۔

نہ پستہ قد، نہ لمبے ہی کوئی مفہوم ہوتے تھے
میانہ قد سے کچھ نکلے ہوئے معلوم ہوتے تھے
مگر مجمع میں ہوتے تھے جب کبھی حضرتِ والا
نمایاں اور اونچا ہوتا تھا سر و قد بالا
وہ قامت نخلِ طوبیٰ بھی، پئے تعظیم جھک جائے

وہ ایک شہکار فطرت، جس پہ خود خالق کو پیار آئے

يَا رَبِّ! صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا

عَلٰى حَبِيْبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرْ

أَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ

وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سرورِ دو عالم ﷺ کا رنگ مبارک

بھلا نورِ مجسم کی تصویر و منظر کشی کس سے ہو سکتی ہے، پھر بھی چونکہ ہر عاشق اپنے معشوق کے حسن و جمال کو حسین سے حسین تر الفاظ کے پیرایے میں بیان کرنے کی حتی المقدور کوشش کرتا ہے، چناں چہ آپ ﷺ کے رنگ مبارک کے سلسلے میں بھی ایسا ہی ہوا، ہر عاشقِ نبی ﷺ اس کو الفاظ میں ڈھالنے کی کوشش کر رہا ہے۔

سیدنا حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت نبی اکرم ﷺ کا رنگ مبارک گورا گلابی تھا۔ (شمائل ترمذی: ۳، سیرۃ ابن ہشام: ۱/۴۰۱، ۴۰۲، تحفۃ الاحوذی: ۴/۳۰۳، الرحیق المختوم: ۶۴۵)۔

سیدنا حضرت ابوالطفیل عامر بن واثلہؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ گورے رنگ کے، پُر ملاحت چہرے والے تھے۔ (صحیح مسلم: ۲/۲۵۸، الرحیق المختوم: ۶۴۵)۔

خادم رسول ﷺ حضرت انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کا رنگ چمکدار تھا، نہ خالص سفید تھا اور نہ گندم گوں۔ (صحیح بخاری: ۱/۵۰۲، الرحیق المختوم: ۶۴۵)۔

حضرت انسؓ سے ہی ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کا رنگ سرخ، مائل بہ سفیدی تھا۔ (صحیح بخاری: ۱/۵۰۲)۔

سیدہ حضرت ام معبد خزاعیہ رضی اللہ عنہا بھی اپنی ایک طویل روایت میں کہتی ہیں کہ آپ ﷺ چمکتے دَمکتے رنگ اور تابناک و خوبصورت چہرے والے تھے، دور سے (دیکھنے میں) سب سے تابناک و پُر جمال، قریب سے دیکھنے میں سب سے زیادہ خوبصورت اور شیریں۔ (زادُ المعاد: ۲/۵۴، الرحیق المختوم: ۶۴۴)۔

راویٔ اسلام سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ ﷺ کا حلیہ مبارک بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ اس قدر حسین اور صاف وشفاف تھے، گویا چاندی سے آپ ﷺ کا بدن ڈھالا گیا تھا۔ (شمائل ترمذی: ۵، الخصائل: ۲۲)۔

حضرت جابر بن سمرہؓ کا بیان ہے کہ میں نے ایک بار چاندنی رات میں آپ ﷺ کو دیکھا، آپ پر سرخ جوڑا تھا، میں کبھی رسول اللہ ﷺ کو دیکھتا اور کبھی چاند کو، آخر (اس نتیجہ پر پہنچا کہ) آپ ﷺ چاند سے زیادہ خوبصورت ہیں۔ (شمائل ترمذی: ص۲، مستدرکِ حاکم: ۱۸۷/۴، مشکوۃ شریف: ۵۱۷/۲، الرحیق المختوم: ۶۴۶)۔

سیدنا حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب آپ ﷺ خوش ہوتے تو چہرۂ انور دَمک اُٹھتا، گویا چاند کا ایک ٹکڑا ہے۔

(بخاری: ۵۰۲/۱، الرحیق المختوم: ۶۴۶)۔

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا رنگ سفید تھا، سر مبارک کے کچھ بال سفید تھے، اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ شکل وصورت میں آپ ﷺ سے ملتے جلتے تھے۔ (مسندِ امام احمد: ۹۶/۱)۔

ایک بار آپ ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف فرماتے، پسینہ آیا تو چہرے کی دھاریاں چمک اُٹھیں، یہ کیفیت دیکھ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ابوکثیر ہذلی کا یہ شعر پڑھا۔

و اذا نَظَرْتَ الی أسرة وَجْهِهٖ

برقت کبرق العارض المتھلل

ترجمہ: جب ان کے چہرے کی دھاریاں دیکھو تو وہ یوں چمکتی ہیں جیسے روشن بادل چمک رہا ہو۔ (رحمۃ للعالمین: ۱۷۱/۲، حلیۂ محمد عربی۔ پیغام ہدایت: ۵۳)۔

حضرت ربیع بنت معوّذ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اگر تم حضور ﷺ کو دیکھتے تو لگتا کہ تم نے طلوع ہوتے ہوئے سورج کو دیکھا ہے۔

(مشکوۃ شریف: ۵۱۷/۲، الرحیق المختوم: ۶۴۶)۔

راویٔ اسلام سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ سے زیادہ خوب صورت کسی کو نہیں دیکھا، گویا آپ ﷺ کے رخسار (گال مبارک) میں سورج تیر رہا ہے، رواں دواں ہے، (صفائی وچمک کی وجہ سے) جب آپ مسکراتے تھے، تو دیواروں پر اس کی چمک پڑتی تھی۔ (تحفۃ الاحوذی ۳۰۶/۴، اُسوۂ رسول اکرم: ۴۸، الرحیق المختوم: ۶۴۶، مدارج النبوۃ)۔

نمایاں ''حسن یوسف'' میں سفیدی تھی صباحت تھی

یہاں سرخی تھی گلگوں رنگ تھا جس میں ملاحت تھی

اور

حسن یوسف، دمِ عیسیٰ، یدِ بیضا داری

آنچہ خوباں ہمہ دارند، تو تنہا داری

ترجمہ: آپ ﷺ حسن یوسفؑ، دم عیسیٰؑ اور یدِ بیضا رکھتے ہیں اور تمام انبیاء جو اَوصاف رکھتے ہیں، وہ سب اَوصاف تنہا آپ ﷺ میں موجود ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

لَوَاحِيْ زَلِيْخَا لَوْ رَأَيْنَ جَبِيْنَهٗ

لَآثَرْنَ بِقَطْعِ الْقُلُوْبِ عَلَى الْيَدِ

جس کا مفہوم یہ ہے کہ زَلیخا کی سہیلیوں (یعنی مصر کی عورتیں) نے حضرت

یوسف علیہ السلام کو دیکھا، تو اپنی انگلیاں کاٹ ڈالی تھیں، اگر وہ میرے محبوب ﷺ کو دیکھتیں، تو اپنے دلوں کو کاٹ ڈالتیں۔(شرح الشمائل للحقانی ۱۹۸/۱)

خلاصہ یہ ہے کہ آپ ﷺ حسن یوسف رکھتے تھے؛ تاہم ملاحت لیے ہوئے تھے، آپ ﷺ کا رنگ نہایت ہی صاف، شفاف چاندی کی طرح کھلتا تھا، رنگ میں سفیدی کے ساتھ لالی بھی چمکتی تھی، اسی طرح آپ ﷺ نہ بالکل سفید اُجلے تھے، نہ بالکل پیلے، اور نہ لال اور نہ چونے کی طرح سفید تھے کہ لوگوں کو معیوب دکھائی دے ،جس طرح برص زدہ ہوتا ہے؛ بلکہ خالص صاف گندمی رنگ کے تھے۔

امیر المؤمنین خلیفۃ المسلمین خیر الخلائق بعد الانبیاء والمرسلین سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کو دیکھ کر یہ شعر پڑھتے:

أمين مصطفى بالخير يدعو

كضوء البدر زايله الظلام

ترجمہ: آپ امین ہیں، چنیدہ و برگزیدہ ہیں، خیر کی دعوت دیتے ہیں، گویا ماہِ کامل کی روشنی ہیں جس سے تاریکی، آنکھ مچولی کھیل رہی ہیں۔

(خلاصۃ السیر: ص۲۰، الرحیق المختوم: ص۶۴۷).

اور امیر المؤمنین خلیفۂ ثانی سیدنا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے حسن و جمال کی تعریف میں اکثر زُہیر کا یہ شعر پڑھتے تھے، جو ہرم بن سنان کے بارے میں کہا گیا تھا۔

لَوْ كُنْتَ مِنْ شَيْءٍ سِوىٰ بَشَرٍ

كُنْتَ الْمُضِيْءَ لَيْلَةَ الْبَدْرِ

یعنی اگر آپ ﷺ انسانوں کے علاوہ کسی اور مخلوق میں سے ہوتے تو یقیناً آپ ﷺ چودھویں رات کے روشن اور چمکدار چاند ہوتے، یا آپ ﷺ ہی چودھویں کی رات کو روشن کرتے۔ پھر فرماتے کہ رسول اللہ ﷺ ایسے ہی تھے۔(دلائل النبوۃ: ۳۰۱/۱، خلاصۃ السیر: ۲۰، الرحیق المختوم: ۶۴۷).

حضراتِ قارئین وسامعین! جیسا کہ آپ محسوس کر رہے ہوں گے کہ سچے عاشقین و وفادارانِ نبی، حضراتِ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، حسن نبوی کو الفاظ وکلمات میں پرونے اور بیان کرنے میں کتنے پریشان ہو رہے ہیں کہ کوئی کس طرح تعبیر کر رہا ہے اور کوئی کس طرح، واقعہ یہی ہے کہ نورِ مجسم کی کما حقہٗ ترجمانی و عکاسی بھلا کہاں ہو سکتی ہے اور کون کر سکتا ہے؛ جبکہ علامہ قرطبیؒ نے کسی ایسے مقام پر عاجز ہو کر کہا ہے کہ آپ ﷺ کا پورا جمال ظاہر نہیں کیا گیا تھا، ورنہ انسان نبی کریم ﷺ کو دیکھنے کی طاقت نہ رکھتے۔(جمع الوسائل، لملاعلی القاریؒ: ص۱۱).

سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ، نبی اکرم ﷺ کی خوبصورتی کو حتی الامکان بیان کرنے کے بعد (ہار کر اور تھک کر آخر میں) کہا کرتے تھے، **لَمْ اَرَ قَبْلَهٗ وَلاَ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ** ﷺ. کہ میں نے آپ ﷺ سے پہلے بھی اور آپ کے بعد بھی آپ جیسی شخصیت نہیں دیکھی۔(شمائل ترمذی: ص۴، شرح الشمائل: ۱۰۸/۱).

دامادِ نبی سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس ایک جملہ میں حضور اقدس ﷺ کے حسن و جمال اور خوبصورتی و کمال کا کتنے پیارے انداز میں تذکرہ فرمایا ہے ،عام طور پر ایسی عبارتیں مبالغہ میں آتی ہیں؛ لیکن حضور اقدس ﷺ کے اوصاف میں یہ مبالغہ نہیں؛ اس لیے کہ وہاں کمالِ جمال تعبیر سے باہر ہے، اللہ پاک نے آپ کو

کمالاتِ باطنیہ کے ساتھ جمالِ ظاہری بھی علی وجہ الاتم (پورے طور پر) عطا فرمایا تھا۔

بس خلاصہ اور نتیجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کا رنگ مبارک نہایت چمکدار، سرخی مائل سفیدی والا تھا، اور یہ رنگ بہت پسندیدہ، خوش منظر اور ذوقِ جمال کی تسکین کا باعث ہوتا ہے، جس میں ملاحت بھی تھی اور نورانیت بھی، جاذبیت بھی تھی، اور محبوبیت بھی؛ جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ ہلکے سے گندمی گونی رنگ والے تھے۔ (شرح الشمائل: ۱/۷۸).

ایک شبہ اور اس کا جواب:

کسی کو یہاں پر یہ شبہ ہوسکتا ہے کہ بعض لوگ تو کہتے ہیں کہ آپ ﷺ گندمی (یعنی گیہوں کے) رنگ کے تھے؛ جیسا کہ بالکل ابھی اوپر ایک روایت کے حوالہ سے نقل کیا گیا ہے، اور بعض کہتے ہیں کہ آپ ﷺ بالکل سفید (گورے چٹے) تھے؛ جیسا کہ متعدد روایات میں حضراتِ صحابہ کے حوالہ سے بھی نقل کیا گیا ہے؛ بلکہ یہی روایت پندرہ (۱۵) صحابہ سے بھی منقول ہے، اس میں صحیح کیا ہے؟

تو اس کا جواب علامہ احمد عبدالجواد الدومیؒ نے اپنی شرحِ شمائل میں تطبیق دیتے ہوئے اس طرح تحریر فرمایا ہے کہ: ''اس میں تطبیق کی صورت یہ ہے کہ گندم گونی سے مراد وہ سرخی ہے کہ جس میں سفیدی کی آمیزش ہو اور اس میں گندم گونی بھی داخل ہے، لہٰذا اب کوئی تعارض اور تناقض نہیں ہے''۔

(الاتحاف الربانیہ: ص: ۳۱).

اور ملا علی قاریؒ نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ کے جن اعضاء مبارک پر سورج کی روشنی پڑتی تھی وہ گندمی تھے، اور جو لباس سے پوشیدہ ہوجاتے، وہ گورے اور سفید تھے۔ (جمع الوسائل: ۲۹).

مگر اس توجیہ پر بعض حضرات نے یہ شبہ کیا ہے کہ آپ ﷺ پر تو ہمیشہ بادل کا سایہ رہتا تھا، تو آپ ﷺ پر دھوپ کیسے پڑتی تھی، اس کا جواب یہ کہ بادل کا سایہ قبل از نبوت بطورِ ارہاص ہوتا تھا، بعد از نبوت اس کا ثبوت نہیں؛ بلکہ اس کا عکس (الٹا) ثابت ہے۔ (شرح الشمائل: ۱/۹۰).

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا فتویٰ:

محدثِ زمانہ ملا علی قاریؒ نے نقل فرمایا ہے کہ امام شافعیؒ اس شخص کی تکفیر کرتے ہیں جو کہتا ہے کہ حضور اقدس ﷺ کا رنگ کالا تھا۔

(جمع الوسائل: ص ۳۲، اُقرب الوسائل: ص ۲۷).

وجہ ظاہر ہے کہ یہ چیز آپ ﷺ کے وصف اور حقیقت کے بالکل خلاف ہے، حقیقت واقعہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کا رنگ مبارک سرخ وسفید تھا، جس میں کسی قدر گندم گونی پائی جاتی تھی۔

جناب مظہر ہنسوری صاحب نے اس مضمون کو اس طرح تعبیر کیا ہے۔

درخشاں جس طرح ''سیم مصفّٰی'' کوئی پیکر
وہ اک نورِ مجسّم ''بدر کامل'' سے بھی روشن تر
جمیل ودلکش، ایسے دور سے چوں مہر تابندہ
جو ہوں نزدیک تو خوش منظر وشیریں وزیبندہ
نہ رنگت سانولی تھی اور نہ تھے اجلے بھبھوکے سے
سفید اور سرخ گورے گندمی تھے اور چمکتے تھے

کبھی جب مسکرادیتے تو بجلی کوند جاتی تھی
درودیوار پر اِک روشنی سی جگمگاتی تھی

مَوْلَايَ! صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرْ
مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْكَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ
وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّ مِنْ عَجَمِ

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿سرورِ دو عالم ﷺ کا بدن مبارک﴾

خادمِ رسول ﷺ سیدنا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کا جسم مبارک بڑا ہی بہترین اور حسین تھا۔(شمائل ترمذی:ص۴).

محدث وفقیہ ملا علی قاریؒ نے اس کے ذیل میں لکھا ہے کہ حضور ﷺ متناسب جسم والے تھے ،رنگ کے اعتبار سے ،نرم وملائم ہونے کے اعتبار سے ،اور گوشت ودرازیٔ قد میں خوبصورت اور خوشنما تھے۔(جمع الوسائل:ص۱۷).

ویسے تو حسن ایک اضافی اور عارضی چیز ہے مختلف قوموں،تہذیبوں،قبیلوں اور ملکوں کے حسن کے معیار بھی مختلف ہیں ؛تاہم علامہ مناویؒ نے لکھا ہے کہ حضور ﷺ معتدل الجسم ،متناسب الاعضاء تھے،جسم سے مراد جسد ہے اور جسد بدن واعضاء دونوں کا نام ہے یعنی آپ ﷺ معتدل الخلق اور متناسب الاعضاء تھے،نہ تو زیادہ موٹے تھے اور نہ کمزور وناتواں ؛بلکہ آنحضرت ﷺ کا وجودِ اطہر نہایت ہی مناسب،دیدہ زیب اور دلفریب تھا۔

(شرح الشمائل للمناوی:۱۷،اقرب الوسائل:ص۳۰).

سیدہ حضرت ام معبد خزاعیہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کا حلیہ مبارک بیان کرنے کے دوران کہتی ہیں کہ خوبصورت بناوٹ ،نہ تو ندلے پن کا عیب نہ گنجے پن کی خامی ،جمال جہاں تاب کے ساتھ ڈھلا ہوا پیکر (جسم)۔

(زادُ المعاد:۲/۵۴،الرحیق المختوم:۲۴۴).

امیر المؤمنین سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ حلیہ مبارک بیان کرتے ہوئے فرماتے تھے کہ حضور ﷺ موٹے بدن والے نہ تھے۔(شمائل ترمذی:۵).

بلکہ بعض دفعہ آپ ﷺ نے موٹاپے کو پسند نہ کیا؛ چناں چہ ایک صحابی موٹے تھے، آپ ﷺ نے اُن کے پیٹ پر ہاتھ رکھ کرارشادفرمایا: کیا اچھا ہوتا کہ یہ چربی یہاں نہ ہوتی ۔(سنتِ نبوی ﷺ اور جدید ٹکنالوجی:۱۱۲، بیانات مولانا طارق جمیل).

وصّافِ نبی حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ کا مشاہدہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کا بدن مبارک گٹھا ہوا تھا۔(شفاء، للقاضی عیاض:۱/۱۲۱ تا ۱۲۶، شمائل ترمذی:ص۲، الرحیق المختوم :ص۶۵۱ تا ۶۵۳).

سیدنا حضرت ابوالطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ حلیہ شریف بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپ ﷺ درمیانہ جسم والے تھے۔

(صحیح مسلم شریف:۲/۲۵۸، الرحیق المختوم : ۶۴۵).

خلاصہ یہ کہ آپ ﷺ نہ تو اتنے موٹے تھے کہ دیکھنے میں ناگوار معلوم ہوں اور نہ ہی اتنے دُبلے پتلے کہ بھدے اور برے محسوس ہوں ،آنکھوں میں نہ چجیں ؛ بلکہ درمیانہ جسم نیز گٹھا ہوا بدن، جو طاقت وقوت اور شجاعت ودلیری کی دلیل ہے۔

ہاں آخر عمر میں کچھ بھاری بدن ہوگئے تھے؛ جیسا کہ آپ ﷺ کے بیٹھ کرنماز پڑھنے کی احادیث وروایات میں بیان کیا جاتا ہے۔(کتبِ تفسیر وحدیث وفقہ).

شاعر کہتا ہے۔

وہ بستانِ لطافت کا نہال آسماں پایہ
وہ قدرت کے خزانے کا دُرِیکتا گرانمایہ
تعلّی کا صنوبر کے گلے میں نغمہ پھنس جائے
اگر دیکھے زمیں میں شرم سے شمشاد دھنس جائے

مَوْلَايَ ! صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُ
مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَالثَّقَلَيْنِ
وَالْفَرِيْقَيْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّ مِنْ عَجَمٍ
أَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ
وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا

ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ

ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿سرورِ دو عالم ﷺ کے بال مبارک﴾

سیدنا حضرت انس بن مالک انصاریؓ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے بال مبارک نصف (آدھے) کانوں تک تھے۔

(شمائل ترمذی: باب ما جاء فی شعر رسول اللہ ﷺ :۱۸).

تشریح: بعض آدمیوں کے بدن پر بال بڑی کثرت میں ہوتے ہیں؛ مگر آپ ﷺ کے سر کے بالوں کے علاوہ، بدن مبارک کے صرف خاص خاص حصوں پر معمولی بال تھے؛ بقیہ جسم بالوں سے بالکل خالی اور صاف تھا، وہ جگہیں جن پر بال تھے ،مختلف ومتعدد روایات کی روشنی میں یہ ہیں (۱) دونوں بازوؤں پر بال تھے۔(۲) دونوں پنڈلیوں پر۔(۳) دونوں مونڈھوں پر۔(۴) سینہ کے اوپری حصہ پر۔(۵) اور حلق سے لیکر ناف تک ایک باریک دھاری تھی۔جیسے کوئی نرم ونازک ٹہنی ہوتی ہے۔

(صحیح بخاری:۵۰۲/۱، مسلم شریف:۲۵۹/۲، شمائل ترمذی:ص۱۸، جمع الوسائل:۱۰۹، الرحیق المختوم:۶۴۵).

اسی کو کسی شاعر نے اس طرح تعبیر فرمایا ہے۔

تھے کچھ بال اوپری حصے میں بازو اور سینے کے
بقیہ کل بدن بے بال تھا مثل آبگینے کے

خادمِ رسول سیدنا حضرت انس بن مالکؓ کی مذکورہ حدیث آپ ﷺ کے سر کے بالوں کو نصف (آدھے) کانوں تک بیان کرتی ہے، اگرچہ اس میں اور بھی متعدد روایات ومشاہدات ہیں ،دراصل جس صحابی نے جو صورت دیکھی ،ویسے ہی بیان کردی۔

ملا علی القاری الہرویؒ نے لکھا ہے کہ بالوں کے نصف کانوں تک ہونے سے مراد وہ بال ہیں جو اکھٹے کیے گئے ہوں اور یا مراد زیادہ بال ہیں یا پھر بعض اوقات و احوال میں ایسے ہونے کا ذکر ہے یا اس وقت جس وقت مانگ نکلی ہوئی نہ ہوتی ہو،اس لیے ان توجیہات کے کرلینے کی صورت میں یہ روایت ان روایات واحادیث کے منافی نہ ہوگی جن میں آپ ﷺ کے بال مبارک کا کندھوں تک پہنچنا یا کندھوں پر ہونا مذکور ہے۔(جمع الوسائل:ص۹۰).

اس موقع پر شیخ عبدالرؤف مناویؒ نے لکھا ہے کہ ایک صحیح روایت حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک قوم کا ذکر فرمایا جو آپ کی اُمت میں ایک فرقہ کی صورت میں پیدا ہوگی ،ان کی نشانی یہ ہوگی کہ وہ سر منڈوائے ہوئے ہوں گے۔(شرح المناوی:۹۰).

معلوم ہوا کہ بال رکھنا افضل ہے، بلا وجہ وبلا موقعہ منڈانے سے،آج کل جو بعض صوفیاء وبزرگانِ دین اکثر سر منڈائے رہتے ہیں،اگر وہ اس کو سنت یا افضل سمجھتے ہیں تو اس کی دلیل اُنہیں سے دریافت کی جائے۔آقا ﷺ سے تو عام حالات میں یہی مروی ہے کہ اکثر بال ہی رکھا کرتے تھے،جیسا کہ حدیث وسیرت اور تاریخ کی کتابوں میں ہے۔

شیخ محدث ابراہیم بیجوریؒ نے ابن العربی کے حوالے سے لکھا ہے کہ سر پر بال رکھنا زینت ہے،ان کا چھوڑنا سنت ہے،اور ان کا مونڈنا بدعت ہے۔(مواہب لدنیہ:ص۴۵).

کیا آپ ﷺ نے سر کے بال منڈوائے ہیں؟

شارحِ شمائل محدث ابراہیم بیجوریؒ نے ہی شرح المصابیح کے حوالے سے لکھا ہے کہ ہجرت کے بعد نبی اکرم ﷺ نے سوائے (صلح) حدیبیہ، عمرۃ القضاء اور حجۃ الوداع کے سالوں کے، بال نہیں منڈوائے اور سوائے ایک بار کے بال کم نہیں کرائے ؛ جیسا کہ صحیحین (بخاری و مسلم) میں ہے۔ (المواہب اللدنیۃ: ص ۴۵).

آپ ﷺ کے سر کے بالوں کی کیفیت:

خادمِ رسول سیدنا حضرت انس بن مالک انصاریؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کے بال مبارک نہ بالکل پیچدار (گھونگریالے) تھے (کہ بدنما معلوم ہوں) اور نہ بالکل سیدھے ؛ بلکہ ہلکے سے پیچدار اور گھونگریالہ پن لیے ہوئے تھے۔ (بخاری شریف: ۱/۵۰۲، شمائل ترمذی: ص ۱۸).

اور سیدہ حضرت ام معبد خزاعیہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ آپ ﷺ کے بال مبارک چمکدار اور سیاہ تھے۔ (زاد المعاد: ۲/۵۴، الرحیق المختوم: ۶۴۴).

سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مشاہدہ ہے کہ آپ ﷺ کے بال مبارک نہ بالکل پیچدار تھے، نہ بالکل سیدھے ؛ بلکہ تھوڑی سی پیچیدگی لیے ہوئے تھے۔ (شمائل ترمذی: ۱۸، سیرۃ ابن ہشام: ۱/۴۰۱ و ۴۰۲، تحفۃ الاحوذی: ۴/۳۰۳).

صاحبِ تفسیر کشاف علامہ جاراللہ زمخشریؒ فرماتے ہیں کہ اکثر عربوں کے بالوں میں گھونگریالہ پن پایا جاتا ہے ؛ جبکہ عجمیوں کے بالوں میں سیدھا اور اکڑا پن ہوتا ہے ، اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے شمائل ، اوصاف اور سرشت کو اتنا حسین اور جامع بنایا تھا کہ اس میں وہ تمام فضائل موجود تھے ، جو دوسرے انسانوں میں متفرق اور مختلف طور پر پائے جاتے ہیں۔ (مواہبِ لدنیہ: ص ۹، اقرب الوسائل: ۲۷).

آپ ﷺ کے سر کے بالوں کی لمبائی:

اس سلسلے میں محدثین کی تحقیق یہ ہے کہ عام طور پر آپ ﷺ کی عادتِ شریفہ بال رکھنے کی تھی۔

حضرت اقدس استاذ الاستاذ ریحانۃ المحدثین شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی ثم مہاجر مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ کا سر منڈانا چند مرتبہ ثابت ہے، ورنہ اکثر بال رکھا کرتے تھے ؛ البتہ بال چونکہ ایک حالت پر رہنے والی چیز نہیں ؛ بلکہ کبھی زائد ہو جاتے ہیں اور کبھی کم رہتے ہیں، اسی طرح جان بوجھ کر بھی کم کیے جاتے ہیں، اس لیے آپ ﷺ کے بالوں کی لمبائی میں تین طرح کی روایات آئی ہیں۔

(۱)...... بخاری شریف میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آپ ﷺ کے بال کانوں تک آتے تھے۔ لَهُ شَعْرٌ يَبْلُغُ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ. (صحیح بخاری: ۱/۵۰۲).

(۲)...... دوسری حالت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ میں اور آپ ﷺ ایک ہی برتن میں غسل کیا کرتے تھے اور آپ ﷺ کے بال مبارک ایسے پٹھوں سے جو کان کی لو تک ہوں اُن سے زیادہ تھے اور جو پٹھے مونڈھوں تک ہوتے ہیں ان سے کم تھے، یعنی نہ زیادہ لمبے تھے اور نہ چھوٹے ؛ بلکہ کانوں اور کندھوں کے درمیان تھے۔ (شمائل ترمذی شریف: ۱۸).

اور یہ ہی حالت خادمِ رسول حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۲۵۸ پر منقول ہے۔

(۳)......تیسری حالت حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت میں ہے کہ **لہ شعر یضرب منکبیہ**، پوری حدیث پاک کا ترجمہ یہ ہے کہ میں نے کسی پٹھوں والے کو سرخ جوڑے میں آپ ﷺ سے زیادہ خوب صورت نہیں دیکھا، آپ ﷺ کے بال مبارک مونڈھوں کو چھو رہے تھے ،یعنی مونڈھوں تک آرہے تھے ۔(بخاری شریف:۲/۸۷۶،شمائل ترمذی:۱۸،خصائل نبوی).

آپ ﷺ سفید دھاریوں والا سرخ رنگ کا کرتہ زیب تن فرماتے تھے، جو دور سے دیکھنے میں سرخ ہی محسوس ہوتا تھا،اس لیے سرخ کہہ دیا۔

یادرہے کہ خالص تیز سرخ رنگ کا کپڑا پہننا مرد کے لیے حضرت اقدس امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے یہاں مکروہ ہے۔

آپ ﷺ کے بالوں کے اصطلاحی نام:

وَفْرَہ: وہ بال جو سر سے کانوں کی لو تک پہنچیں۔

لِمَّہ: وہ بال جو سر سے ہوکر، کانوں کی لو سے تجاوز کر کے گردن تک پہنچ جائیں۔

جُمَّہ: وہ بال جو سر اور کانوں سے ہوکر مونڈھوں تک پہنچ جائے۔

(شرح المناوی:۲۰،شرح الحقانی:۱/۹۵).

جن کو آسانی کے ساتھ یاد کرنے کے لیے شارحینِ حدیث نے **و ل ج** کی مثال قائم کی ہے، کہ واؤ سے مراد، وفرہ۔ لام سے مراد،لمہ۔اور جیم سے مراد جمہ۔

بہر حال ان تینوں طرح بال رکھنا سنت ہے ،تاہم یہ بات ضرور یاد رکھنی چاہیے کہ آج کل جو بعض مرد بالکل خواتین کی طرح بال چھوڑ دیتے ہیں جو سینہ تک اور بعض اوقات اس سے بھی لمبے ہو جاتے ہیں ، وہ قطعاً خلافِ سنت ہیں ،حضور اقدس ﷺ نے اس طرح بال رکھنے سے منع فرمایا ہے کہ سر کے ایک حصہ پر تو (بناؤ سنگھار کے لیے) بال رکھے جائیں اور ایک حصہ سے کٹوا دیئے جائیں۔(شرح الحقانی:۱/۱۵۳).

آپ ﷺ کے بال مبارک اور حضراتِ صحابہ کا عمل:

حضور اقدس ﷺ کے بال ،متبرک اور مبارک تھے اور حصولِ برکات کے لیے اُمہات المؤمنین اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم انہیں اپنے پاس رکھتے تھے۔

بخاری شریف اور مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ حضرت عثمان بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ میری بیوی نے مجھ کو پانی کا پیالہ دے کر، اُم المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا اور اس کا یہ عام معمول بھی تھا کہ جب کبھی کسی کو نظر لگتی یا کوئی بیمار ہوتا ،تو میری اہلیہ برتن میں پانی ڈال کر حضرت ام سلمہؓ کے پاس بھیج دیا کرتی ؛ کیونکہ ان کے پاس آپ ﷺ کا موئے مبارک (بال مبارک) تھا ،تو وہ حضور اقدس ﷺ کے موئے مبارک کو نکال لیتیں ، جو چاندی کی نلی میں رکھا ہوا ہوتا تھا اور پانی ڈال کر وہ پانی پلا دیتیں تھیں ،مریض وہ پانی پی لیتا ،جس سے اس کو شفا حاصل ہو جایا کرتی تھی ۔

(مشکوٰۃ شریف:۳۹۱).

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی بال مبارک سے محبت:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حضور اقدس ﷺ کے بالوں سے کتنی محبت تھی ،کس حد تک عشق تھا ،مسلم شریف میں حضرت سیدنا انس ابن مالکؓ سے روایت ہے کہ میں نے آپ ﷺ کو دیکھا ،اس حال میں کہ حجام (بال کاٹنے والا) آپ ﷺ کے سر مبارک کے بال بنا رہا تھا اور حضراتِ صحابہ کرام آپ کے اِرد گرد (آس پاس) حلقہ باندھے ہوئے

تھے (چاروں طرف بیٹھے ہوئے تھے) وہ یہی چاہتے تھے کہ حضوراقدس ﷺ کا جو بال بھی گرے وہ کسی نہ کسی کے ہاتھ میں ہو۔ (شرح الشمائل للحقانی:۱/۷۹).

اسی طرح بخاری شریف میں مشہور تابعی حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عبیدہ سے کہا کہ ہمارے پاس حضوراقدس ﷺ کے کچھ بال مبارک ہیں، جو ہمیں حضرت انسؓ یا حضرت انسؓ کے گھر والوں سے حاصل ہوئے ہیں، تو حضرت عبیدہ نے فرمایا میرے پاس اُن بالوں میں سے ایک بال کا ہونا ،دُنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے، اس سب سے محبوب تر ہے۔ (صحیح البخاری:۱/۲۹ نور محمد اصح المطابع دہلی).

مگر افسوس! آج ہمارا معاشرہ حب نبوی ﷺ تو کیا، برائیوں میں ہی اتنا ڈوب گیا ہے کہ اسے پیغمبر ﷺ کی کٹنگ تو یاد نہیں رہی، ہاں انگریزی کٹنگ، کتا کٹنگ، روبی کٹنگ یاد ہے، اور بعض حضرات لمبے لمبے بال رکھ کر سنّتی بالوں کے پیچھے شوقیہ بال رکھتے ہیں ،اور نام ان کو سنتی دیتے ہیں، گویا سنت کے نام پر خواہشِ نفس کی پیروی کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح سمجھ عطا فرمائے اور ہر موڑ پر سنت وشریعت کی اتباع کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین.

مسئلہ: سر کے بعض بال زیادہ کاٹ دیئے جائیں اور بعض رکھے جائیں تو یہ حضور نبی کریم ﷺ کے طریقے سے ہٹ کر غیر مسلم قوموں کی مشابہت ہے؛ اس لیے ان غیر مسلم اقوام کی وجہ سے اس قسم کے بال بنانے سے حد درجہ بچنا ضروری ہے۔ اس لیے کہ حدیث پاک ہے جو جس قوم کی مشابہت اختیار کرے گا وہ انہیں میں سے شمار کیا جائے گا۔ (ابوداؤد شریف:۲/۲۰۳، الفتاوی الہندیہ:۵/۳۵۷، فتاویٰ حقانیہ:۲/۴۶۴).

مسئلہ: مذہبِ اسلام نے مردوں کو عورتوں کے ساتھ اور عورتوں کو مردوں کے ساتھ مشابہت سے منع کیا ہے، اور ایسا کرنے والوں کو لعنت کا مستحق قرار دیا ہے، اس لیے خواتین کا ایسی ہیئت بنانا جس میں مردوں کے ساتھ مشابہت ہو، ناجائز وحرام ہے، اسی طرح خواتین کا ایسے بال بنانا بھی حرام اور موجبِ لعنت ہے، جس میں مردوں کے ساتھ مشابہت ہو۔ جیسا کہ حدیث پاک میں آیا ہے۔

(بخاری شریف:۲/۸۷۴، سنن ابی داؤد:۲/۲۱۰، مشکوٰۃ:۳۸۰، فتاویٰ حقانیہ:۲/۴۲۰).

جناب قاری عبدالسلام مضطر ہنسوریؒ کہتے ہیں۔

سفید ایسے نہ کچھ موئے مبارک ہونے پائے تھے
کہ ڈاڑھی اور سر میں سترہ تک ہونے پائے تھے

ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ

☆......☆......☆

﷽

﴿سرورِ دو عالم ﷺ کا سر مبارک﴾

وصافِ نبی حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ حضور اقدس ﷺ کا تفصیلی حلیہ مبارک بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ سر مبارک اعتدال کے ساتھ اور لوگوں کے مقابلہ میں قدرے بڑا تھا۔ (شفاء، للقاضی عیاض: ۱۲۱/۱ تا ۱۲۶، شمائل ترمذی: ص ۲، الرحیق المختوم: ص ۶۵۱ تا ۶۵۳).

امیر المؤمنین سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا سر مبارک بڑا تھا۔ (مسندِ امام احمد بن حنبل: ۸۹/۱، شمائلِ ترمذی: ص ۲۰).

خادمِ رسول صحابیِ جلیل سیدنا حضرت انس بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا سر مبارک بڑا تھا، مگر اعتدال وتناسب کے ساتھ۔ (صحیح بخاری شریف: ۸۷۶/۲).

یعنی اتنا بڑا تو نہ تھا کہ دیکھنے میں ناگوار لگے، آنکھوں میں جچے نہیں؛ بلکہ معمولی سا اوروں سے بڑا تھا، جو عقلمندی و دانائی کی علامت ہے۔

جیسا کہ عام مشاہدہ اور تجربہ بھی یہی ہے کہ اگر سر قدرتی طور پر موزون حد تک بڑا ہوگا، تو اس شخص کا دماغ بھی اور سوچنے سمجھنے کی صلاحیت بھی بڑی ہوگی اور یہ خوبی کی علامت ہے۔

چناں چہ علامہ عبدالرؤف مناوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ سر کا بڑا ہونا قابلِ مدح صفت ہے؛ اس لیے کہ وہ علوم اور کمالات کے حصول میں بڑا معاون اور مددگار ثابت ہوتا ہے۔ (شرح الشمائل للمناوی: ۴۲).

اس مضمون کی ترجمانی کرتے ہوئے جناب مظہر ہنسوریؒ لکھتے ہیں۔

سرِ اقدس جو نورِ عقلِ کامل سے منور تھا
کلاں بالاعتدال آقائے عالی جاہ کا سر تھا

مَوْلَايَ! صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُ
مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَالثَّقَلَيْنِ
وَالْفَرِيْقَيْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّ مِنْ عَجَمٍ
أَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ
وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا

ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ

ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ

☆......☆......☆

﴿سرورِدوعالم ﷺ کی پیشانی مبارک﴾

وصافِ رسول حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت رسول اکرم ﷺ کشادہ (چوڑی) پیشانی والے تھے۔(کتاب الشفاء، للقاضی عیاض: ۱/۱۲۱ تا ۱۲۶، شمائل ترمذی: ص۲، الرحیق المختوم: ص۶۵۱ تا ۶۵۳).

جو عقلمندی اور دانائی کی علامت ہوتی ہے۔

راویٔ اسلام سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت نبی اکرم ﷺ کی پیشانی مبارک کھلی، چمکدار اور پلکیں دراز تھیں۔(دلائل النبوۃ: ۱/۳۱۷).

امیر المؤمنین سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آپ ﷺ پست پیشانی والے تھے۔(سیرۃ ابن ہشام: ۱/۴۰۱ و ۴۰۲، شمائل ترمذی: ص۲، الرحیق المختوم: ۶۴۵).

ام المؤمنین سیدہ عائشہ سلام اللہ علیہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ بے حد روشن پیشانی والے تھے، جب رات کی تاریکی کے وقت آتے (یا لوگوں کے مجمع میں رونما ہوتے) تو سیاہ بالوں کے درمیان بالخصوص آپ ﷺ کی تابناک اور کشادہ پیشانی روشن چراغ کی طرح جگمگا اُٹھتی تھی۔(دلائل النبوۃ: ۱/۳۱۷).

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی پیشانی اتنی روشن تھی (سبحان اللہ) گویا اس سے سورج کی کرنیں پھوٹ رہی ہوں۔

(صحیح ابن حبان: ۹/۷۶).

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ماتھا (پیشانی) کھلا اور فراخ تھا۔(طبقاتِ ابن سعد: ۱/۴۱۲).

اس مضمون کی عکاسی کرتے ہوئے جناب مضطر ہنسوری صاحب لکھتے ہیں۔

کشادہ اور نورِحق سے نورانی تھی پیشانی
کہ جس سے عاریت شمس وقمر نے لی ہے تابانی

مَوْلَايَ! صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُ
مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَالثَّقَلَيْنِ
وَالْفَرِيْقَيْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّ مِنْ عَجَمٍ
أَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ
وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا

ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿سرورِ دوعالم ﷺ کا چہرۂ مبارک﴾

سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کی کما حقہٗ ترجمانی بھلا کس سے ہو سکتی ہے، وہ چہرۂ انور کہ لوگ جس کو دیکھ کر ہی آپ پر فریفتہ ہو کر دامنِ اسلام سے وابستہ ہو جایا کرتے تھے، پھر بھی حضراتِ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کوشش کی کہ جمالِ جہاں تاب کی کچھ جھلکیاں اُمت کے سامنے آئیں۔

یہ وہی چہرۂ انور ہے کہ جس کو دیکھ کر بلبلِ حجازِ مقدس، شاعرِ اسلام، مداحِ خیرُ الانام، سیدنا حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ، شانِ اقدس میں گلہائے عقیدت و محبت پیش کرتے ہوئے یوں کہنے پر مجبور ہوئے:

وَأَحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِيْ
وَ أَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ
خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ
كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

(السيرة النبوية لابن هشام)

ترجمہ: (اے میرے نبی ﷺ) آپ سے زیادہ حسین و شکیل میری آنکھ نے کبھی نہیں دیکھا۔ اور (اے میرے نبی ﷺ) آپ سے زیادہ وجیہ و جمیل (بچہ) کسی عورت (ماں) نے نہیں جنا۔ (اے میرے نبی ﷺ) آپ کو ہر طرح کی برائی و عیب سے پاک و صاف اور منزّہ پیدا کیا گیا۔ گویا دستِ قدرت نے آپ کو، آپ کی منشاء کے مطابق (جس طرح آپ نے چاہا) پیدا کیا۔

اور بلبلِ شیراز، صوفئ وقت، نادر الوجود سیّاح حضرت اقدس شیخ مصلح الدین سعدیؒ شانِ مصطفیٰ ﷺ میں نذرانۂ عقیدت و محبت پیش کرتے ہوئے چہرۂ انور کی تابانی کا ذکر کرتے ہوئے یوں گویا ہوتے ہیں:

بَلَغَ الْعُلٰی بِكَمَالِهٖ
كَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِهٖ
حَسُنَتْ جَمِيْعُ خِصَالِهٖ
صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ آلِهٖ

(تذكرةُ الأولياء)

﴿ترجمہ﴾ ☆ (اے میرے نبی ﷺ آپ) پہنچے بلندی پر اپنے کمال سے۔
☆ بجھ گئیں اندھیریاں اُن (اے میرے نبی ﷺ آپ) کے جمال سے۔
☆ اچھی ہیں اُن کی (اے میرے نبی ﷺ آپ کی) تمام عادتیں و خصلتیں۔
☆ درود و سلام ہو (تا قیامت) آپ پر (اے میرے نبی ﷺ) اور آپ کی اولاد پر۔

وصافِ نبی حضرت ہند ابن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کا چہرۂ انور پُر بشاشت، اور دیکھنے والوں کی نظر میں عظیم بزرگ اور دبدبہ والا تھا اور آپ ﷺ کا چہرۂ انور بدرِ کامل کی طرح چمکتا تھا۔

(شفاء، للقاضی عیاض: ۱/۱۲۱ تا ۱۲۶، شمائل ترمذی: ص۲، الخصائل: ۲۴).

ملا علی قاریؒ لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کی بعض صفات کو سورج اور چاند جیسی چیزوں کے ساتھ تشبیہ دینا شعراء کی عادت اور عرب کے محاورہ کے مطابق تھا، یا پھر یہ سمجھانے کے لیے اور تمثیل کے طور پر تھا، ورنہ حقیقت یہ ہے کہ کوئی بھی چیز آپ ﷺ کی

صفات کے برابر نہیں ہوسکتی ؛اس لیے کہ وہ تو ساری مخلوق سے بلند وبالا تر تھیں ۔(جمع الوسائل:۴۱).

تاہم حضرت ہند ابن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ نے سورج پر ذکرِ قمر کو ترجیح دی ہے، محدث علی القاریؒ نے اس کی توجیہ میں فرمایا ہے کہ چونکہ چاند پر نظر ٹکتی ہے اور دیکھنے والے کو اس سے انس ومحبت پیدا ہوتی ہے ،بخلاف سورج کے کہ وہ نظر کو چندھیاتا ہے اور اسے تکلیف دیتا ہے ۔(جمع:۴۱).

اور شیخ ابراہیم بیجوریؒ فرماتے ہیں کہ چاند کے ساتھ تشبیہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے کفر کی اندھیریوں کا خاتمہ کردیا، جیسے چاند رات کی تاریکیوں کو ختم کردیتا ہے۔(المواہب:۲۳).

اور دامادِ رسول حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کا چہرۂ مبارک قدرے گولائی لیے ہوئے تھا۔(شمائل ترمذی:۲، سیرۃ ابن ہشام :۱/۴۰۱و۴۰۲ ، الرحیق المختوم:۶۴۵).

مطلب یہ ہے کہ چہرۂ انور درمیانی حالت پر تھا، نہ بالکل لمبا تھا اور نہ بالکل گول۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ کیا آپ ﷺ کا چہرۂ انور تلوار کی طرح صاف وشفاف تھا؟ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں؛ بلکہ چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن اور گولائی لیے ہوئے تھا۔

(مسندِ امام احمد:۵/۱۰۴، بخاری شریف:۱/۵۰۲، صحیح مسلم شریف:۲/۲۵۸، الرحیق المختوم:۶۴۶).

چونکہ تلوار کے ساتھ مشابہت بتلانے میں زیادہ لمبے ہونے کا شبہ ہوتا ہے ،دوسرے یہ کہ اور ایک موقع پر تو حضرت براء ابن عازبؓ نے فرمایا کہ مَارَأَیْتُ شَیْئاً قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهُ. کہ میں نے حضور ﷺ سے زیادہ حسین کوئی چیز کبھی دیکھی ہی نہیں ۔(شمائلِ ترمذی:ص۴، الرحیق المختوم:۶۴۶).

سبحان اللہ! حضور اقدس ﷺ کی ذاتِ ستودہ صفات کے ساتھ صحابۂ کرام کی محبت، شیفتگی اور عشق کا کیا عالم ہے کہ کائناتِ خداوندی کے اندر اگر کسی کا حسن وجمال اُن کی آنکھوں میں سما سکا ،تو وہ صرف اور صرف ذاتِ مقدس، مجسمۂ حسن وجمال، صاحبِ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنیٰ ،خاتم النبیین ،صاحبِ شفاعتِ کبریٰ ،رحمۃ اللعالمین ،مؤمنوں کیلئے رؤفٌ رَّحیم ،احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا وجود مبارک ہے ۔

مَوْلَايَ ! صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُ

اور ایک ہم بدنصیب ہیں کہ ساری دنیا کے چہرے اچھے لگتے ہیں، اگر نہیں لگتا تو آپ ﷺ کا چہرۂ انور ومبارک اچھا نہیں لگتا۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر چہروں سے داڑھیاں غائب، اسلامی لباس، وضع قطع، رہن سہن سب آپ ﷺ کے خلاف، حالانکہ نبی اکرم ﷺ کا چہرۂ انور تو وہ ہے کہ جس کی زیارت کیلئے حضرت جبرئیل علیہ السلام آسمان سے اُترتے تھے، اور حضراتِ صحابہ کو اگر کبھی دیکھنے میں دیر ہوجاتی تو تڑپ اُٹھتے تھے۔

یاد رکھئے ایک مشت داڑھی رکھنا واجب اور ضروری ہے ،اور اس سے کم داڑھی رکھنا ، یا کٹانا حرام اور کبیرہ گناہ ؛ بلکہ چوبیس (۲۴) گھنٹے کا گناہِ کبیرہ ہے ؛جیسا کہ آگے مستقل عنوان کے تحت آتا ہے، اور استاذ گرامی قدر، فقیہِ عصر، مثیلِ اکابر

واسلاف مشفقی ومحسنی سیدی وسندی حضرت اقدس مولانا مفتی زُبیر احمد صاحب میرٹھی زیدمجدہٗ وفضلہٗ (استاذِ حدیث شریف دارالعلوم زکریا ردیوبند نے کافی سال پہلے اِس عنوان (چوبیس (۲۴) گھنٹے کا گناہِ کبیرہ) سے ایک انتہائی مستند ومعتبر اور اثمن من الذہب والفضۃ اشتہار وپمفلٹ بھی شائع کیا تھا، جوسینکڑوں مساجد ومدارس میں آویزاں کیا گیا تھا۔وہ بھی تلاش کر کے ملاحظہ فرمائیں۔

دو جہاں کی کامیابی گر تجھے درکار ہے
تو ان کا دامن تھام لے محمد ﷺ جن کا نام ہے

اورشیخ ابراہیم بیجوریؒ نے تحریر فرمایا ہے کہ بعض محققین علماء نے تصریح کی ہے کہ کمالِ ایمان کے معتقدات میں ایک اعتقاد یہ بھی ہے کہ جو کچھ حسنِ ظاہر، حضور سراپا حسن وجمال کے وجودِ مبارک میں جمع کر دیا گیا ہے، وہ کسی انسانی وجود میں ہرگز مجتمع نہیں ہوا، باوجود اس اجتماع حسن ظاہری کے جو حسن آپ ﷺ کا تھا، تمام کا تمام ظاہر نہیں ہوا، ورنہ دیکھنے والوں کی آنکھوں میں اتنی طاقت ہی نہیں ہوتی کہ وہ اس حسن کو جی بھر کر دیکھ سکتے۔(مواہب لدنیہ:ص۱۴).

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب میری جنگِ تبوک میں پیچھے رہ جانے کی وجہ سے توبہ قبول ہوئی، تو میں نبی اکرم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور سلام کیا، میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کا چہرۂ انور خوشی کی وجہ سے چمک رہا ہے اور آپ ﷺ جب خوش ہوتے، تو آپ ﷺ کا چہرۂ انور ایسے دَمک اُٹھتا گویا کہ چاند کا ایک ٹکڑا ہے۔(صحیح بخاری شریف:۱/۵۶۵).

اُم المؤمنین سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کا چہرہ انتہائی خوبصورت تھا، جب کوئی آپ ﷺ کے چہرہ کی رعنائی بیان کرتا تو چودھویں کے چاند سے تشبیہ دیتا، یعنی لوگوں کو آپ ﷺ کا چہرہ چاند کی طرح چمکتا، دمکتا اور جگمگاتا ہوا نظر آتا۔(دلائل النبوۃ:۱/۲۹۸).

یہ اور اس طرح کی دیگر تشبیہات سمجھانے کے لیے اور قریب الی الفہم کرنے کیلئے ہیں، ورنہ ایک چاند تو درکنار میرے آقا ﷺ جیسا نور ہزار چاند بھی پیش نہیں کر سکتے۔

اس حسن ملاحت، جمالِ صباحت کی ترجمانی کرتے ہوئے شاعر مقبول جناب مظفر ہنسوری صاحب یوں گویا ہوتے ہیں۔

وہ گول اور طول کو تھوڑا سا مائل چہرۂ انور
مہ وخورشید جس کے سامنے شرمندہ وکمتر
اچانک دیکھ لیتا جب کوئی مرعوب ہوجاتا
مگر اللہ کا محبوب، پھر محبوب ہوجاتا
وجاہت اور شوکت بھی جمالِ دلبرانہ بھی
جلالِ حسن بھی اور عظمتِ پیغمبرانہ بھی
وہ روئے پاک جیسے تیرتا ہو آفتاب اسمیں
جمالِ حق کا مظہر آئینہ ام الکتاب اس میں
نمایاں ''حسن یوسف'' میں سفیدی تھی صباحت تھی
یہاں سرخی تھی گل گوں رنگ تھا جسمیں ملاحت تھی
زنانِ مصر کی واں رہ گئیں تھیں انگلیاں کٹ کر

یہاں قربان کرڈالے ہیں مردانِ عرب نے سر

ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ

☆......☆......☆

﴿سرورِدوعالم ﷺ کی مبارک آنکھیں﴾

حضرت نبی اکرم ﷺ کی مبارک آنکھیں طبعی اور پیدائشی طور پر سرگیں تھیں؛ چناں چہ اَمیر المؤمنین سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی آنکھیں بڑی بڑی سرخی مائل اور پلکیں درازاورداڑھی مبارک گھنی تھی۔(مسندِ امام احمد:۸۹/۱،سیرۃ ابن ہشام:۴۰۱/۱ و۴۰۲،شمائل ترمذی:ص۲،الرحیق المختوم:۶۴۵).

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں آپ ﷺ کی زیارت کرتا، تو دل میں یہ سوچتا کہ آپ ﷺ سرمہ لگائے ہوئے ہیں،حالانکہ اس وقت سرمہ لگائے ہوئے نہیں ہوتے تھے۔(شمائلِ ترمذی:ص۴).

حضرت اُم معبد رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کا حلیہ بیان کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ آپ ﷺ کی آنکھیں انتہائی سیاہ اور کشادہ تھی۔

(مستدرکِ حاکم:۱۰/۳،الرحیق المختوم:ص۶۴۴،زادُ المعاد:۵۴/۲).

ایک اور مقام پر حضرت علی رضی اللہ عنہ حلیہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کی آنکھوں کی پتلیاں خوب کالی اور سیاہ تھیں۔(شمائل ترمذی:۳)

یعنی پتلیاں کالی،اس کے علاوہ باقی حصہ سفیدی لیے ہوئے تھا؛لیکن اس سفیدی میں سرخ ڈورے پڑے ہوئے تھے؛چنانچہ آپؓ ہی کا بیان اوپر نقل ہوا کہ آنکھیں سرخی مائل تھیں۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فراخ دہن، کشادہ جسم تھے،سفید حصے میں سرخ ڈورے اور ایڑیاں باریک،جن پر بہت کم گوشت

تھا۔(صحیح مسلم:۲/۲۵۸)۔

حافظ ابونعیم اصفہانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ کا رنگ گورا، چہرے میں قدرے گولائی، آنکھیں کشادہ، سیاہ اور پلکیں طویل تھیں۔(دلائل النبوۃ:۱/۲۱۲)۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کا ایک دوسرا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی آنکھیں سرمگیں تھیں، تم دیکھتے تو کہتے کہ آپ ﷺ نے آنکھوں میں سرمہ لگا رکھا ہے ؛حالانکہ سرمہ نہ ہوتا تھا۔(مسندِ امام احمد:۵/۱۹۷)۔

خلاصۂ بیاناتِ حضراتِ صحابہ یہ ہوا کہ آپ ﷺ کی آنکھیں انتہائی خوبصورت اور جاذبِ نظر تھیں، گویا خوبصورتی کا نمونہ تھیں۔

کسی ایسے ہی موقع کی ترجمانی کرتے ہوئے شاعر کہتا ہے۔

خمار آلود آنکھوں پر، ہزاروں میکدے قربان
وہ قاتل بے پیے ہی رات دن مخمور رہتا ہے

اور مبارک آنکھوں کی ترجمانی ایک شاعر اس طرح کرتا ہے۔

چمکدار اور سیہ پتلی بڑی آنکھیں حسین آنکھیں
کہ بے سرمہ بھی رہتی تھیں ہمیشہ سرمگیں آنکھیں
ذرا آنکھوں میں سرخی ارغوانی رنگ ہلکا سا
بہشتی ساغروں پر کوثر گل رنگ چھلکا سا
سفیدی میں تھے ڈورے سرخ جن پر ہوں فدا جانیں
گھنیری لمبی لمبی اور کالی کالی مژگانیں

ﷺ

ﷺ ﷺ ﷺ

ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ

ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ

ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ

يَا رَبِّ ! صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُ
أَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ
وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا

☆ ...... ☆ ...... ☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿سرورِ کونین ﷺ کی بھنویں اور پلکیں﴾

راویٔ اسلام سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بھنویں اور پلکیں لمبی لمبی تھیں۔ (مسندِ امام احمد:۲/۳۲۸).

اسی طرح کی ایک روایت سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی ہے۔ (ایضاً)

حضرت ام معبد خزاعیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی پلکیں دراز اور بھنویں باریک تھیں۔ (مستدرکِ حاکم:۳/۱۰، الرحیق المختوم:ص۶۴۴، زادُ المعاد:۲/۵۴).

ہاں مگر بھنویں مبارک ایک دوسرے سے الگ الگ تھیں۔

وصافِ نبی امیر المؤمنین سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آپ ﷺ لمبی لمبی پلکوں والے تھے۔ (شمائل ترمذی:ص۳).

نیز پلکیں لمبی ہونے کے ساتھ گھنی گنجان بھی تھیں، اسی وجہ سے آپ ﷺ کی آنکھیں دیکھنے میں ایسی معلوم ہوتی تھیں جیسے سرمہ لگائے ہوئے ہوں۔

وصافِ نبی حضرت ہند ابن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اَبرُو قوس کی طرح خمدار، باریک اور گنجان تھے؛ لیکن دونوں جدا جدا، ان کے درمیان ایک رگ کا اُبھار تھا، جو غصہ آنے پر نمایاں ہوجاتا۔

(شفاء، للقاضی عیاض:۱/۱۲۱تا۱۲۶، شمائل ترمذی مترجم:۲۰).

اَبرو کا تیر وتلوار کی طرح خمدار اور باریک ہونا حسن میں زیادتی پیدا کرتا ہے؛ البتہ یہ خداداد چیز ہے، اگر پیدائشی طور پر ایسی حالت ہے تو **الحمدللہ علیٰ ذلک**. ورنہ بازاروں، بیوٹی پارلروں میں یا خود تراش کر اس طرح کرنا یہ تخلیقِ خداوندی میں تغیر وتبدل ہے، جو سراسر شیطانی دھوکہ اور فریب ہے، جس کا ذکر خود شیطان کی زبانی قرآن مجید میں موجود ہے۔ **وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ.**

ترجمہ: (شیطان کہتا ہے کہ) اور میں ان کو سکھلاؤنگا کہ بدلیں صورتیں بنائی ہوئی اللہ تعالیٰ کی۔ (ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ).

آج کل جو فیشن چلا ہے کہ اَبرو بنوائے جائیں اور داڑھیاں کاٹی جائیں یہ سب حرام اور ناجائز حرکتیں ہیں، جن سے اللہ تعالیٰ کا غصہ وغضب نازل ہوتا ہے۔

مسئلہ: آجکل بعض عورتیں زیبائش کیلئے جو مصنوعی طریقہ سے بھنویں (ابرو) بناتی ہیں، وہ یاد رکھیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے، جو اپنے بدن کو گوندتی ہیں، یا اپنے بالوں کے ساتھ دوسرے بال لگاتی ہیں؛ چونکہ زیب وزینت کیلئے بھنویں بنانے میں بھی ان امور کا ارتکاب ہوتا ہے، اس لیے خواتین کو ایسا کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

(بخاری شریف:۲/۸۷۹، الدر المختار:۵/۲۶۳و۲۶۴، الہندیہ:۵/۳۵۸، فتاویٰ حقانیہ:۲/۴۲۲).

الرحیق المختوم میں خلاصۃ السیر کے ص:۱۹و۲۰ کے حوالے سے ہے کہ آپ ﷺ کے اَبرُو پیوستہ اور ایک دوسرے سے جدا جدا تھے۔ (الرحیق المختوم:۵۶).

حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ مطہرہ سلام اللہ علیہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دونوں بھوؤں کا درمیانی فاصلہ ڈھلی ہوئی خالص چاندی کی طرح سفید اور چمکدار تھا۔ (دلائل النبوۃ:۱/۲۹۸).

راویٔ اسلام سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت نبی

اکرم ﷺ کی پیشانی مبارک کھلی، چمکدار اور پلکیں دراز تھیں۔ (دلائل النبوۃ:۱/۳۱۷)۔

محدثِ زمانہ ملاعلی القاری اور شیخ ابراہیم الیجوری رحمہما اللہ تعالیٰ شروحِ شمائل میں فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کے اَبرُ ومبارک کمان کی طرح بھی تھے اور دقیق وباریک بھی تھے۔ (جمع الوسائل:۱/۴۳، المواھب اللدنیہ:۲۴)۔

شیخ ابراہیم بیجوری اور ملاعلی القاری رحمہما اللہ تعالیٰ نے یہ بھی لکھا ہے کہ آپ ﷺ کے ابرو خوبصورت اور لمبے لمبے تھے، اور لکھا ہے کہ پلکوں کے بال بڑے ہوں تو جمال بھی ہے اور حسن بھی اور یہ قوت پر بھی دلالت کرتے ہیں۔ (المواھب:۱۸، جمع الوسائل:۱/۴۲)۔

بھوؤں کی ایک خاص حکمت:

بھوؤں کو عربی میں حواجب کہا جاتا ہے، جو جمع ہے حاجب کی، بمعنی دربان، چوکیدار اور محافظ بھنوں کو بھی اس لیے حاجب کہا جاتا ہے کہ وہ آنکھوں کے محافظ اور مانع ہیں۔

مشہور اسلامی فلاسفر حجۃ الاسلام امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''حکمۃ العین'' میں لکھا ہے کہ آنکھ، جس پر آدھی زندگی موقوف ہے، اس میں بینائی (روشنی) کو سات (۷) پردوں میں رکھا گیا ہے، اس کے بعد گوشت کا پردہ لٹکا دیا گیا، اس میں عجیب و غریب چیز یہ رکھی گئی کہ وہ خود بند ہوتا ہے اور خود کھلتا ہے، جب بھی کوئی چیز آنکھ تک پہنچنے لگے، تو پھر اس سے بچنے کیلئے انسان کے ارادہ کی ضرورت نہیں ہوتی، آنکھ خود بہ خود بند ہوجاتی ہے، اگر اس موقع پر کھولنا بھی چاہے، تب بھی نہیں کھل سکتی، اس کے اوپر پلکیں حفاظت کے لیے رکھی گئی ہیں، ان پر ہڈی رکھی گئی جس کی وجہ سے آنکھ چوٹ سے محفوظ رہتی ہے، خلاصہ یہ کہ بھویں آنکھوں کو مضرات (تکلیف) اور نقصان دہ چیزوں سے روکنے والی ہیں؛ اس لیے ان کو حاجب کہا جاتا ہے۔ (شرح الشمائل للحقانی:۱/۱۵۵)۔

الحاصل آپ ﷺ کی بھوؤں اور پلکوں میں وہ تینوں صفات پائی جاتی تھیں جو ان کے حسن میں بیان کی جاتی ہیں۔ (۱) طویل ہونا۔ (۲) باریک ہونا۔ (۳) دونوں بھوؤں کے درمیان فاصلہ ہونا۔

شاعر نے اس موقع کی ترجمانی اس طرح کی ہے۔

گھنے باریک اور خم دار تھے مثل کمان اَبرو
ذرا کچھ فصل سے دونوں ہلال ضَوفشاں اَبرو
رگِ پاک اک دونوں ابروؤں کے درمیاں میں تھی
جو غصہ میں اُبھر آتی تھی تیر اِک دوکماں میں تھی

یَا رَبِّ ! صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلٰی حَبِيْبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُ
مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَالثَّقَلَيْنِ
وَالْفَرِيْقَيْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّ مِنْ عَجَمٍ

أَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ
وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا

☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿سرورِ کونین ﷺ کی خوبصورت ناک﴾

وصافِ نبی حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت سرورِ کونین ﷺ کی ناک مبارک بلندی مائل سامنے سے قدرے جھکی ہوئی تھی، اس پر نورانی چمک جس کی وجہ سے سرسری نظر میں بڑی اونچی معلوم ہوتی۔

(شفاء، للقاضی: ۱/۱۲۱ تا ۱۲۶، شمائل ترمذی: ص ۲، الرحیق المختوم: ص ۶۵۱ تا ۶۵۳).

معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کی ناک چپٹی پھیلی ہوئی نہ تھی؛ بلکہ بلندی مائل تھی یعنی ذرا اوپر کو اُٹھی ہوئی تھی۔ کیونکہ چپٹی اور پست ناک چہرہ کے حسن میں کمی کر دیتی ہے اور جو زیادہ پھیلی ہوئی نہ ہو نیز اوپر کو اُٹھی ہوئی ہو تو چہرہ کے جمال کو دوبالا کر دیتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ کا حلیہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کی ناک مبارک اعتدال کے ساتھ اونچی تھی۔

(حلیۃ الاولیاء: ۱/۱۷۲).

عدوی قبیلے کا ایک شخص اپنے دادا سے روایت کرتا ہے (جس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا) کہ آپ ﷺ کا حسین سیمابی جسم تھا، کندھوں تک بڑھے ہوئے خوبصورت بال اور ناک اونچی تھی۔ (دلائل النبوۃ: ۱/۲۴۸).

محدث ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی ناک مبارک اونچی تھی، بانسہ اونچا اور قدرے لمبا معلوم ہوتا تھا جس پر ایک نور اور چمک تھی، جو شخص غور سے نہیں دیکھتا تھا وہ خیال کرتا تھا کہ آپ ﷺ کی ناک مبارک اونچی ہے؛ جبکہ فی الواقع ایسی نہ تھی۔ (جمع الوسائل: ۱/۴۴)

علامہ ابراہیم بیجوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ ﷺ کی ناک مبارک بھی دیگر جسمانی اعضاء کی طرح بالکل معتدل تھی، آپ ﷺ معتدل الخلق تھے۔ (المواہب اللدنیہ: ۲۴).

شاعر نے اس مضمون کو اس طرح تعبیر فرمایا ہے۔

وہ بینیٔ مبارک جس پر نور اِک جگمگاتا تھا
کہ جو ظاہر میں بینی کی بلندی کو بڑھاتا تھا

ﷺ

ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ

ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ

يَا رَبِّ ! صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُ
أَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ
وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا

☆ ...... ☆ ...... ☆

﴿سرورِ کونین ﷺ کے خوبصورت رُخسار﴾

آقائے دوجہاں سرورِ کائنات جناب نبی اکرم ﷺ کے مبارک رُخسار نہ زیادہ اُبھرے ہوئے تھے اور نہ اندر کی طرف دھنسے ہوئے، بلکہ اِعتدال وتوازن کا دلکش نمونہ تھے، سرخی مائل سفید کہ گلاب کے پھولوں کو بھی دیکھ کر پسینہ آجائے، چمک ایسی کہ چاند بھی شرما جائے، گداز ایسا کہ شبنم بھی پانی بھرتی دِکھائی دے، نرماہٹ ایسی کہ کلیوں کو بھی حجاب آئے، الغرض رخسار مبارک دیکھنے والے کو ہموار نظر آتے تھے، مگر غیر موزوں اِرتفاع کا کہیں نشان تک نہ تھا۔

چناں چہ وصافِ رسول اکرم ﷺ حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ حلیہ مبارک بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کے رخسار (گال مبارک) ہموار اور ہلکے تھے؛ البتہ نیچے کو ذرا سا گوشت ڈھکا ہوا تھا۔ (طبقاتِ ابن سعد: ۱/۹۰، الکامل للطبری: ۲/۲۲۱، دلائل النبوۃ: ۱/۲۱۴، البدایہ والنہایہ: ۶/۱۷، الخصائص الکبریٰ: ۱/۱۲۸، السیرۃ الحلبیۃ: ۳/۴۳۶، شفاء، للقاضی: ۱/۱۲۱ تا ۱۲۶، شمائل ترمذی مترجم: ۲۰، الرحیق المختوم: ص ۶۵۱ تا ۶۵۳).

جانشین امام الانبیاء سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کے رُخسار مبارک نہایت ہی چمکدار تھے۔

(سبل الہدیٰ والرشاد: ۲/۲۹ للصالحیؒ).

راویٔ اسلام سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کسی شخص نے رسول اللہ ﷺ کے حلیۂ مبارک کے متعلق دریافت کیا، تو آپؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ انتہائی حسین وجمیل تھے، آپ ﷺ کا پیکر درمیانہ مائل تھا، مونڈھوں کا درمیانی فاصلہ عام پیمانے سے زیادہ ہموار اور ہلکے رخسار اور موئے مبارک (بال مبارک) انتہائی سیاہ تھے۔ (دلائل النبوۃ: ۱/۳۱۷، سبل الہدیٰ والرشاد: ۲/۲۹).

وصافِ نبی حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے رخسار (گالِ مبارک) ہلکے اور ہموار تھے۔ (دلائل النبوۃ: ۱/۳۱۷).

حضرت علیؓ سے ہی ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے رخسار مبارک نہ بہت گوشت والے تھے اور نہ ہی آپ کی ٹھوڑی چھوٹی تھی۔ (سیرۃ ابن ہشام: ۱/۴۰۱ و ۴۰۲، شمائل ترمذی: ص ۲، الرحیق المختوم: ۶۴۵).

یعنی نہ تو گال مبارک پچکے ہوئے تھے اور نہ لٹکے ہوئے؛ بلکہ اعتدال کے ساتھ رخسار مبارک اور ٹھوڑی برابر تھی، الغرض چہرۂ مبارکہ میں کسی طرح کا کوئی نقص (کمی یا عیب) نہ تھا کہ دیکھنے میں بدنما معلوم ہو۔

اسی مضمون کو شاعر اس طرح بیان کرتا ہے۔

تھے رخسارِ مبارک آپ کے ہموار اور ہلکے
وہ گویا تھے کھلے اوراق قرآنِ مکمل کے

راویٔ اسلام سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ سے زیادہ خوب صورت کسی کو نہیں دیکھا، گویا آپ ﷺ کے رخسار (گال مبارک) میں سورج تیر رہا ہے، رواں دواں ہے، (صفائی وچمک کی وجہ سے) جب آپ مسکراتے تھے، تو دیواروں پر اس کی چمک پڑتی تھی۔

(تحفۃ الاحوذی ۴/۳۰۶، اُسوۂ رسول اکرم: ۴۸، الرحیق المختوم: ۶۴۶، مدارج النبوۃ).

بعض روایات میں آتا ہے کہ آپ ﷺ کے رخسارِ مبارک اس قدر گلابی اور

سرخ تھے کہ گویا اُن میں اَنار نچوڑ دیا گیا ہو، یا اُن میں سورج طلوع ہو۔ سبحان اللہ!۔ (کتبِ حدیث وسیر)۔

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ کے تفصیلی بیان کی شرح مولانا عبدالقیوم حقانی میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے رخسار (گال، کلّے) نرم، ہموار، صاف اور حسین تھے، کیل، چھائیوں، داغ اور دھبوں سے پاک تھے۔ (شرح الشمائل: ۱/۱۵۹)۔

علامہ ابراہیم بیجوریؒ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کا چہرۂ انور اور رخسارِ مبارک اگرچہ پُرگوشت تھے، مگر غیر مناسب نہیں تھے۔ (مواہبِ لدنیہ: ۲۵)۔

شیخ عبدالرؤف مناویؒ لکھتے ہیں کہ عربوں کے نزدیک یہی رخسار (گال مبارک) سب سے اعلیٰ، محبوب اور پسندیدہ ہوتے ہیں۔ (جو آپ ﷺ کے تھے)۔ (شرح المناوی: ۴۵)۔

الرحیق المختوم میں ہے کہ جب آپ ﷺ غضبناک ہوتے، تو چہرہ سرخ ہوجاتا، گویا دونوں رخساروں (گالوں) میں دانۂ اَنار نچوڑ دیا گیا ہے۔

(ص: ۶۴۷، عن ترمذی شریف: ۲/۳۵، مشکوۃ شریف: ۱/۱۱)۔

یا ربِّ! صلِّ وَ سلِّمْ دائِمًا أَبدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ مَنْ زَانَتْ بِہِ الْعُصُرُ
مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ
وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّ مِنْ عَجَمٍ
أَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلانَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْأُمِّیِّ
وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سرورِ کونین ﷺ کا خوبصورت منہ

حضرت سرورِ دوعالم ﷺ کا دہن مبارک (منہ) پر قربان جایئے کہ یہ وہی منہ مبارک ہے کہ جس سے آپ ﷺ لوگوں کے سامنے ﷺ وحیٔ الٰہی بیان کرتے، قرآن پڑھتے، احکام ومسائل اور شریعت وطریقت کی تعلیم فرماتے، تزکیۂ نفوس اور تطہیرِ قلوب فرماتے اور دنیا وآخرت کی بھلائی کی دعوت دیتے۔

حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے منہ مبارک کی خلقت وبناوٹ کو بھی الفاظ کے پیرائے میں بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا دہن (منہ مبارک) کشادہ تھا۔ (صحیح مسلم: ۲/۲۵۸)۔

علامہ نوویؒ نے شرحِ صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ آپ ﷺ کا منہ مبارک کھلا ہوا تھا، تنگ نہ تھا، اور اہلِ عرب تنگ منہ کو برا سمجھتے ہیں، کشادہ اور فراخ منہ کو ممدوح (قابلِ تعریف) سمجھتے ہیں۔ (شرح مسلم للنووی: ۲/۲۵۸)۔

اور کشادہ منہ فصیح وبلیغ ہونے کی علامت بھی ہے؛ اس لیے سرکارِ دوعالم ﷺ کا منہ مبارک اعتدال کے ساتھ فراخ وکشادہ تھا۔ (جمع الوسائل: ص۴۵)۔

وصّافِ نبی حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ حلیہ پاک بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اعتدال کے ساتھ کشادہ دہن (منہ) تھے۔ (شفاء للقاضی: ۱/۱۲۱ تا ۱۲۶، شمائل ترمذی مترجم: ۲۰، الرحیق المختوم: ص ۶۵۱ تا ۶۵۳)۔

شرحِ حقانی میں ہے کہ منہ کا کشادہ ہونا مردوں میں محمود (پسندیدہ) ہے اور

خواتین میں مذموم ہے، آپ ﷺ کا منہ مبارک کشادہ تھا، چھوٹا اور تنگ نہ تھا کہ منہ سے نکلی ہوئی بات میں فصاحت نہ رہتی اور نہ اعتدال و موزونیت سے بڑا تھا کہ بھدّا نظر آتا، آپ ﷺ موزون و معتدل اور مناسب کشادہ دہن سے موصوف تھے، جو ایک عمدہ اور اچھی صفت ہے۔ (شرح الحقانی: ۱/۱۵۹و۱۶۰)۔

راویٔ اسلام سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا دہن (منہ) مبارک بہت حسین اور خوبصورت تھا۔ (دلائل النبوۃ: ۱/۳۱۷)۔

یَا رَبِّ! صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُ
مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْكَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ
وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّ مِنْ عَجَمِ

☆ ...... ☆ ...... ☆

﴿سرورِ کونین ﷺ کے ہونٹ مبارک﴾

حضور اقدس ﷺ کے لب (ہونٹ) مبارک سرخی مائل تھے، لطافت ونزاکت اور رَعنائی و دلکشی میں اپنی مثال آپ تھے۔

آپ ﷺ کے مقدس ہونٹوں کی لطافت و شگفتگی کے حوالے سے علامہ نبہانی، بیہقی، ابن عساکر رحمہم اللہ تعالیٰ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کے مقدس لب (ہونٹ) اللہ کے تمام بندوں سے بڑھ کر خوبصورت تھے، اور بوقتِ سکوت نہایت ہی شگفتہ ولطیف محسوس ہوتے۔ (الانوار المحمدیہ: ۲۰۰، دلائل النبوۃ: ۱/۳۰۳، السیرۃ النبویۃ: ۳/۲۰۳)۔

جب لب مبارک وا ہوتے، تو دہن پھول برساتا، حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے کریم ﷺ کی گفتگو میں ایک نظم اور ٹھہراؤ ہوتا۔ (سنن ابی داؤد: ۴/۲۸۱، کتاب الادب، رقم: ۴۸۳۸، المصنف لابن ابی شیبہ: ۵/۳۰۰، السنن الکبریٰ: ۳/۲۰۷، رقم: ۵۵۵۰، الطبقات الکبریٰ: ۱/۳۷۵، الخصائص الکبریٰ: ۱/۳۷۵)۔

کلامِ نبوت جب ہونٹوں پر سے گزرتے ہوئے، فیض رسانِ عام ہوتا تو آقائے محتشم ﷺ ٹھہر ٹھہر کر گفتگو فرماتے، کلام بڑا واضح ہوتا، جس میں کوئی ابہام اور اُلجھاؤ ہر گز نہ ہوتا۔

حضرت عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ اس قدر ٹھہر ٹھہر کر بات کرتے کہ اگر کوئی شمار کرنا چاہتا تو کر سکتا تھا۔ (بخاری شریف: کتاب المناقب، رقم ۳۳۷۴، مسلم شریف: رقم، ۲۴۹۳، مسندِ حمیدی: ۱/۱۲۰، رقم: ۲۴۷، الوفا لابن

الجوزی:۲/۴۵۴).

سیدہ حضرت اُم معبد خزاعیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کی گفتگو نہایت فصیح و بلیغ ہوتی ،اس میں کمی بیشی نہ ہوتی ۔(الطبقات الکبریٰ:۱/۲۳۱،المعجم الکبیر:۶/۴۹،مستدرکِ حاکم:۳/۱۰،شمائل الرسول لابن کثیر:۴۶،اعتقادُاہل السنۃ:۴/۷۷۹).

ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ

یَا رَبِّ! صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ مَنْ زَانَتْ بِہِ الْعُصُرُ
مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ
وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّ مِنْ عَجَمٍ
أَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلانَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ
وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا

☆ ...... ☆ ...... ☆

ﷺ

﴿سرورِ کونین ﷺ کے چمکدار دانت﴾

وصافِ نبی حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دانت مبارک باریک ،خوبصورت اور آبدار تھے ان کے درمیان خوشنما ریخیں تھیں ۔(شفاء،للقاضی:۱/۱۲۱تا۱۲۶،شمائل ترمذی مترجم:۲۰،الرحیق المختوم:ص۶۵۱ تا ۶۵۳).

یعنی سامنے کے دانتوں میں ذرا ذرا سا فاصلہ بھی تھا،خوب ایک دوسرے سے مِلے ہوئے نہ تھے۔

موصوفؓ ہی ایک اور مقام پر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ(کی بیشتر ہنسی تبسم کی صورت میں تھی)مسکراتے تو دانت اَولوں کی طرح سفید چمک دار ظاہر ہوتے تھے ۔(شمائل ترمذی:ص۳).

ترجمان القرآن حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اگلے دونوں دانت الگ الگ تھے،(یعنی ان میں ریخیں تھیں،گنجان نہیں تھے)جب گفتگو فرماتے تو اُن دانتوں کے درمیان سے نور جیسی چمک نکلتی دکھائی دیتی تھی ۔(مشکوٰۃ شریف:۲/۵۸۱،دلائل النبوۃ:۱/۲۱۵،سنن دارمی:۱/۴۴،المعجم الاوسط:۱/۲۳۵، انسان العیون للحلبی:۳/۴۳۶،الانوار المحمدیہ:۱۹۹،الرحیق المختوم:۶۴۷،شمائل ترمذی:۱۵).

حضور اکرم ﷺ کے دندان مبارک کا مسوڑھوں میں جڑاؤ اور جماؤ نہایت حسین تھا،جیسے انگوٹھی میں کوئی ہیرا ایک خاص تناسب کے ساتھ جڑ دیا گیا ہو۔

راویٔ اسلام سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم

ﷺ کے تمام دانت مبارک نہایت خوبصورت تھے۔(الادب المفرد :۳۹۵/۱،الخصائص الکبریٰ:۱۲۵/۱،انسان العیون:۴۳۶/۳،سبل الہدیٰ والرشاد:۳۰/۲).

حیاء سے سر جھکا دینا ادا سے مسکرا دینا

حسینوں کو بھی کتنا سہل ہے بجلی گرا دینا

استاذُ الاستاذ حضرت اقدس شیخ مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ نے علامہ مناویؒ کے حوالے سے لکھا ہے کہ یہ کوئی حسِّی چیز تھی ، جو بطورِ معجزہ سرکارِ دو عالم ﷺ کے دندانِ مبارک (دانتوں) کے درمیان سے ظاہر ہوتی تھی ،الغرض حلیۂ شریف میں ہر چیز کمالِ حسن کو پہونچی ہوئی تھی۔(خصائل نبوی:۱۶۱).

حضرت امام بوصیری رحمہ اللہ تعالیٰ نے دندان مبارک کو چمکدار موتی سے تشبیہ دی ہے۔

كأنما اللّؤلؤ المكنون في صدفٍ

من معدني منطق منه و مبتسمٍ

(حضور ﷺ کے دانت مبارک اس خوبصورت موتی کی طرح ہیں ، جو ابھی سیپ سے باہر نہیں نکلا۔)

اور اس مضمون کی ترجمانی شاعرِ مقبول جناب مضطرؔ نے اس طرح کی ہے۔

فراخی تھی دہن میں اور درِ دنداں کشادہ تھے

جلا و حسن میں جو موتیوں سے بھی زیادہ تھے

وہ نوری کوئی سانچہ تھا کہ جس میں نور ڈھلتا تھا

بوقتِ گفتگو ریخوں سے چھن ، چھن کر نکلتا تھا

مسئلہ: ٹوٹے ہوئے دانت کو جوڑنے یا انہیں مضبوط کرنے کے لیے مرد کے لیے سونے کا استعمال ناجائز ہے، اس لیے کہ سونا مردوں کے لیے حرام ہے، تاہم صرف چاندی کا خول چڑھانے میں کوئی قباحت نہیں۔(الجامع الصغیر للامام محمد:۳۱۹،بدائع الصنائع :۱۳۲/۵،البحر الرائق: ۱۸۶/۳، خلاصۃ الفتاویٰ:۳۷۰/۴،الفتاوی الکاملیہ:۲۶۱،فتاویٰ حقانیہ:۴۱۰/۲).

ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ

ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ

يَا رَبِّ ! صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا

عَلٰى حَبِيْبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُ

☆ ...... ☆ ...... ☆

﴿سرورِ کونین ﷺ کی مبارک داڑھی﴾

ہر قوم اپنی مخصوص اشیاء کھانے، پینے، لباس، زبان، مزاج اور علاقائی رسم و رواج سے پہچانی جاتی ہے، جو قوم اور ملک اپنی مخصوص علامات کو چھوڑ بیٹھتی ہے، وہ بہت جلد اَقوام (قوموں) میں منجذب ہوکر اپنا ذاتی تشخص کھو بیٹھتی ہے۔

اسلام کا مزاج اور خصوصیت یہ ہے کہ وہ تمام اَقوامِ عالم سے بالاتر رہے اور وہ لوگ جو اللہ کے سرکش اور دشمن ہوں ان سے ہر لحاظ سے ممتاز رہے، یہی راز حدیث مبارکہ مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ (کہ جس نے جس قوم کی مشابہت اختیار کی، وہ انہیں میں سے ہے) میں ہے۔

دین اسلام کی خصوصیات اور شعائر میں سے بہت سی چیزیں ہیں، جن کی بنیاد پر اسلام اپنے علیحدہ تشخص (پہچان) کو برقرار رکھتا ہے، مثلاً مسلم آبادی میں اذان، تعمیر شدہ مساجد اور ان کے بلند وبالا مینار، فریضۂ حج اور عمرہ وغیرہ۔ یہ وہ شعار ہیں جن کا تعلق مسلمانوں کی اجتماعی زندگی سے ہے، لیکن اسلام کی وہ خصوصیات وامتیازات جن کا تعلق ہر مسلمان کی ذات سے ہے، اُن میں سے ایک داڑھی بھی ہے، جو اپنی مسنون ہیئت میں ہو تو اسے اَقوامِ عالم میں ممتاز کرتی ہے اور بیسیوں افراد میں بھی مسلمان اپنی اس اسلامی شکل وصورت کی وجہ سے ممتاز ومعروف دکھائی دیتا ہے۔

آج کے اس دینی انحطاط کے دور میں ایک اَلمیہ یہ بھی ہے کہ ہم مسلمان مجموعی حیثیت سے اسلام کے اس اہم عمل میں غفلت کا شکار ہیں اور مغربی اَثرات کی وجہ سے طرح طرح کے شکوک وشبہات میں مبتلاء ہیں، اِن حالات میں داڑھی کی شرعی ضرورت وفضیلت اور اس کے دینی ودنیاوی فوائد وبرکات کو ہر شخص تک پہنچانا وقت کی اہم ضرورت ہے، اسی ضرورت کے تحت ہم نے اس عنوان کو دیگر عنوانات کے مقابلہ میں ذرا طول بخشا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کی اس گناہِ بے لذت سے حفاظت فرمائے۔ آمین۔

داڑھی رکھنا صرف سنت محمدیہ اور طریقۂ اسلام ہی نہیں ہے؛ بلکہ تمام پیغمبروں کی سنت ہے، جن کی تعداد اصح قول کے مطابق ایک لاکھ چوبیس (۱۲۴۰۰۰) ہزار ہے، اس لیے متعدد احادیث میں مِنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِيْنَ کے الفاظ آئے ہیں، یعنی تمام اَنبیاء ومرسلین علیہم السلام کی سنت ہے۔

نیز داڑھی شعائرِ اسلام میں سے ہے، اس لیے داڑھی کٹانا علی الاعلان شعائرِ اسلام کی بے حرمتی اور گناہِ کبیرہ ہے؛ حتیٰ کہ داڑھی کا مذاق اڑانا کفر ہے، اس لیے کہ یہ صرف داڑھی کا ہی نہیں؛ بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور پوری اُمتِ مسلمہ کے علماء وصلحاء کا مذاق ہے۔

آج اگر کوئی غیر مسلم شعائرِ اسلام کی توہین وبے حرمتی کرتا ہے، تو سارے مسلمانوں میں غم وغصہ کی لہر دوڑ جاتی ہے، احتجاج کیے جاتے ہیں، شور وغضب کے منظر دیکھنے کو ملتے ہیں، اور ہونا بھی چاہئے، یہ ہماری غیرتِ ایمانی کا تقاضہ اور امتحان ہے؛ مگر افسوس صد افسوس! جب خود مسلمان داڑھی کٹا کر، نمازیں چھوڑ کر، غیر اسلامی لباس پہن کر اسلامی شعائر کی توہین کرتا ہے، اور کھلم کھلا اسلامی شعائر وتہذیب سے بغاوت کرتا ہے، تو وہ اپنے آپ کے خلاف غصہ کیوں نہیں ہوتا، اپنے اوپر لعنت وملامت کیوں نہیں کرتا، اپنے اور اپنے جیسے دیگر بے نمازی، داڑھی کٹے مسلمانوں کے

خلاف احتجاج کیوں نہیں کرتا، شادیوں میں ڈھول ، ڈیجے ، آتش بازی، سہرا، منڈھا، کھڑے ہوکر کھانا اور کھلانا ، ویڈیو ،تصویروں اور دیگر گناہوں وفضول خرچیوں کے خلاف آواز کیوں نہیں اُٹھاتا، کیا یہ سب کام جائز اور اسلامی ہیں ؟نہیں نہیں ہرگز نہیں ؛ یہ تو اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دعوت دینے والے کام ہیں، شرعی نقطۂ نظر سے حرام وناجائز اور غیروں کے طور، طریقے، اور غلط رسوم ورواج ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت عطا فرمائے ، اکثر لوگ اس مہلک مرض میں مبتلاء ہیں ، چاروں اماموں کے نزدیک بالاتفاق ایک مشت داڑھی رکھنا واجب اور سنتِ مؤکدہ ہے، اس سے کم نہ ہونی چاہئے ، ورنہ حرام ، اور چوبیس (۲۴) گھنٹے کا گناہِ کبیرہ ہے ، سوتے جاگتے ، کھاتے پیتے ، نماز پڑھتے ، حج کرتے اس کا گناہ لکھا جاتا رہتا ہے۔ اور دنیوی وسائنسی اعتبار سے بھی داڑھی کٹانے کی وجہ سے مہلک ، لاعلاج بیماریاں پیدا ہوتی ہیں ، جو سائنس دانوں کی تحقیقات کے ساتھ کتابوں میں درج ہیں۔

چناں چہ حضراتِ صحابہ نبی اکرم ﷺ کی داڑھی مبارک کی بھی عکاسی ومنظر کشی کی کوشش کرتے ہیں۔ متعدد روایات میں ہے کہ حضرت نبی اکرم ﷺ کی داڑھی مبارک گھنی اور گنجان تھی، حتی کہ روایات میں ہے کہ اتنی گہری اور گنجان تھی کہ سینہ مبارک کو بھر دیتی تھی۔ (اُسوۂ رسول اکرم)۔

اور قاضی عیاض مالکیؒ نے ''کتاب الشفاء'' میں یہ بھی ثابت کیا ہے کہ آپ ﷺ کی داڑھی مبارک کے بال اس کثرت سے تھے کہ سینہ مبارک کو بھر دیتے تھے۔

چناں چہ وصافِ نبی حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آپ ﷺ کی داڑھی بھرپور اور گنجان بالوں کی تھی۔

(شفاء، للقاضی: ۱/۱۲۱ تا ۱۲۶، شمائل ترمذی: ۳، الرحیق المختوم: ص ۶۵۱ تا ۶۵۳)۔

آپ ﷺ داڑھی مبارک کو بالکل نہیں کترواتے تھے؛ البتہ گاہ بگاہ (کبھی کبھی) جو بال زائد ہو جاتے تھے، اُن کو کتروا دیتے، تاکہ صورت بدنما معلوم نہ ہو۔ (سیرۃ المصطفیٰ: ۲/۵۳۴)۔

حضرت عبداللہ ابن عمر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم کے آثار حدیث وفقہ کی متعدد کتب میں مروی ہے کہ یہ دونوں حضرات ایک مشت داڑھی سے زائد بالوں کو کاٹ دیا کرتے تھے۔ (مؤطا امام مالک: ۱۷، ابغیۃ السالک: ۱/۶۴۵، المحلیٰ لابن قدامہ: ۳/۲۳۵، اختلافِ اُمت اور صراطِ مستقیم: ۱۲۷)۔

حضراتِ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین، آپ ﷺ کے اعمال واقوال کو ہم سے بہت زیادہ جاننے والے اور سمجھنے والے تھے؛ اور ان پر سو فیصد صحیح عمل کرنے والے تھے؛ اور خود نبی اکرم ﷺ کی زبانی ان کا ہدایت یافتہ اور راہِ حق پر ہونا اصح ترین نقولِ متواتر سے ثابت ہے؛ لہٰذا ایک مشت سے زائد بالوں کو کتر دینا خلافِ سنت نہیں، بلکہ موافق سنت عمل ہے، آج کل بعض علاقوں میں نام نہاد جماعت اہلحدیث کے علماء وبعض عوام جو سادھوؤں کی طرح طویل طویل داڑھیاں رکھتے ہیں، اور صرف اسی کو سنت سمجھتے ہیں، ان کو حضراتِ صحابہ کے عمل سے سبقِ عبرت لینا چاہئے کہ آیا وہ موافقِ سنت کام کر رہے ہیں یا خلافِ سنت!

امیر المؤمنین سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا سر مبارک اعتدال کے ساتھ بڑا اور داڑھی مبارک گھنی تھی۔ (طبقاتِ ابن سعد: ۱/۴۱۱)۔

حضرت ام معبد خزاعیہ رضی اللہ عنہا حضور اقدس ﷺ کا حلیہ بیان کرتے

ہوئے فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کی داڑھی مبارک گنجان اور گھنی تھی۔

(مستدرکِ امام حاکم:۳/۱۰)

نہایہ میں ہے کہ داڑھی کا گھنا ہونا یہ ہے کہ باریک اور لمبی نہ ہو؛ بلکہ اس میں گنجان پن اور محبوبیت ہو۔(شرح الشمائل:۱/۱۵۹)

ملا علی قاریؒ نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ بڑی داڑھی والے تھے۔(جمع الوسائل:۴۵)

اور علامہ عبدالرؤف مناویؒ نے لکھا ہے کہ ایک روایت میں آیا ہے کہ آپ ﷺ کے سر اور داڑھی مبارک کے بال گھنے تھے۔(شرح المناوی:۴۵)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت نبی اکرم ﷺ کی داڑھی مبارک کے بال بھر پور تھے۔(صحیح مسلم شریف:۲/۲۵۹)

آپ ﷺ کی داڑھی مبارک میں وفاتِ حسرت آیات تک بیس (۲۰) بال بھی سفید نہ ہوئے تھے۔(بغیۃ السالک شرح المؤطا امام مالک:۱/۵۱۱)

جیسا کہ پیچھے آپ ﷺ کے بال مبارک کے سلسلے میں بھی بیان کیا گیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حلیہ مبارک بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کی داڑھی مبارک گھنی تھی۔(خلاصۃ السیر:۱۹،الرحیق المختوم:۶۴۷)

شاعر آپ ﷺ کی داڑھی مبارک کے بارے میں کہتا ہے۔

گھنی ریشِ مبارک تھی کہ بھر دیتی تھی سینے کو
نظارے کو مسیح و خضر نے مانگا تھا جینے کو

اور سیدنا حضرت ابو جُحَیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کے ہونٹ کے نیچے عنفقہ (داڑھی بچہ) میں (جو نیچے کے ہونٹ اور ٹھوڑی کی درمیانی جگہ ہے، اس میں) سفیدی دیکھی۔(صحیح البخاری:۱/۵۰۱و۵۰۲،الرحیق المختوم:۶۴۵)

یعنی اس (داڑھی بچہ) میں بال تھے، اسی طرح کی اور بھی متعدد روایات ہیں مثلاً سیدنا حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے؛ چناں چہ حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آپ ﷺ کے عنفقہ (ڈاڑھی بچہ) میں چند بال سفید تھے۔(صحیح البخاری:۱/۵۰۱و۵۰۲،الرحیق المختوم:۶۴۵)

عَـنْـفَـقَـہْ، چہرہ کے اس حصہ کو کہتے ہیں کہ جو نیچے کے ہونٹ اور ٹھوڑی کی درمیان ہوتا ہے؛ جس کو اُردو میں ریش بچہ یا داڑھی بچہ بھی کہتے ہیں۔

یہاں پر اُگنے والے بال بھی داڑھی کے حکم میں ہے؛ لہٰذا یہاں کے بالوں کو نوچنا اور کاٹنا بھی ممنوع ہے۔

چناں چہ علامہ ابن عابدین شامیؒ لکھتے ہیں: **نَتْفُ الْفَنِيكَيْنِ بِدْعَةٌ وهما جانبا العَنْفَقَةِ وهي شَعرُ الشَّفةِ السُّفْلٰى.** (ردالمحتار:۹/۴۹۷)

اس سے معلوم ہوا کہ نیچے کے ہونٹ کے بال بھی نہ کاٹے جائیں۔

آپ ﷺ نے اپنے مبارک عمل اور اسوۂ حسنہ کے ساتھ، مختلف اقوال و احادیث سے بھی داڑھی کی اہمیت و وجوب کو بیان فرمایا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ أَوْفِرُوا اللُّحٰى وَاحْفُوا الشَّوَارِبَ.** (متفق علیہ، مشکوۃ:۳۸۰)

یعنی اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کفار و مشرکین کی مخالفت کرو؛ اس طرح

کہ داڑھیوں کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو کترواؤ۔ چونکہ کفار و مشرکین داڑھیاں کٹاتے ہیں اور مونچھیں بڑھاتے ہیں؛ لہٰذا حکم فرمایا کہ تم ایسا نہ کرو، بلکہ ان کی مخالفت کرو۔

ڈاڑھی منڈوانے والے حضرات غور کریں کہ وہ کیا کر رہے ہیں اور کس کی اتباع کر رہے ہیں، حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں مجوس مونچھیں بڑھاتے اور داڑھی کٹاتے تھے، حالانکہ یہ فعل خلافِ فطرت ہے؛ اس لیے آپ ﷺ نے ان کے خلاف کرنے کا حکم دیا، اور یاد رکھیں کہ آقا کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: **مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ**. (سنن ابی داؤد:۲/۲۰۳) کہ جو جس قوم کی مشابہت اختیار کرے گا، وہ اُنہیں میں سے شمار کیا جائے گا۔

داڑھی کٹانا صرف گناہِ کبیرہ ہی نہیں؛ بلکہ آپ ﷺ کے سینہ مبارک کو چھلنی کرنا ہے اور ان کو تکلیف پہنچانا ہے اور بھلا وہ مسلمان کیا مسلمان جو حضور اقدس ﷺ کو تکلیف پہنچائے۔

علماء نے کتابوں میں لکھا ہے کہ قبر میں اور قیامت کے دن آپ ﷺ داڑھی منڈے کی طرف سے منہ پھیر لیں گے، اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین۔

اور حضرت نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان عالی بھی یاد رہے: **مَنْ تَرَكَ سُنَّتِيْ عَمَدًا، فَكَأَنَّمَا قَتَلَنِيْ**۔ (الاعتصام للعلامة الشاطبیؒ).

ترجمہ: جس شخص نے جان بوجھ کر میری کوئی سنت چھوڑی۔ ایسا ہے؛ جیسا کہ اس نے مجھے قتل کیا۔ العیاذ باللہ، کیا داڑھی منڈانے والے جان بوجھ کر داڑھی نہیں منڈاتے؟ حجام یا بلیڑ یا قینچی زبردستی کسی کی داڑھی کاٹ دیتے ہیں؟ اور یہ ہی نہیں بلکہ ہر موقع کی سنت پاک کا یہی حال آج ہم نے بنالیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیقِ خیر نصیب فرمائے۔ آمین.

دو جہاں کی کامیابی، گر تجھے درکار ہے
تو ان کا دامن تھام لے، جن کا محمد ﷺ نام ہے

نیز

مِل نہ پائی کوئی منزل، پھر اُس کو
میرے نبی کی راہ سے جو بھی دور ہوا

اور

محمد ﷺ کی محبت، دینِ حق کی شرطِ اول ہے
اسی میں ہے اگر خامی، تو سب کچھ نامکمل ہے

نیز

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے، تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا، لوح و قلم تیرے ہیں

شیخ عارف مصلح الدین سعدی شیرازیؒ بوستاں (ص:۴) میں کہتے ہیں۔

خلافِ پیمبر کسے رہ گزید — کہ ہرگز بہ منزل نہ خواہد رسید
مپندار سعدیؔ کہ راہِ صفا — تواں رفت جز بر پئے مصطفیٰ

ترجمہ: نبی ﷺ کے خلاف جو بھی راستہ اپنائے گا، وہ ہرگز منزل مقصود تک نہیں پہنچے گا، اے سعدی! یہ نہ خیال کر کہ نجات کا راستہ، محمد مصطفیٰ ﷺ کے نشانِ قدم کے خلاف بھی چلا جا سکتا ہے۔

ایک عبرت آموز واقعہ:

خطباتِ پیرفقیر میں ہے کہ ایک بزرگ تھے، جن کا معمول یہ تھا کہ ایک لاکھ مرتبہ درود شریف پڑھ کر کچھ عرصہ بعد حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں تحفہ بھیجا کرتے تھے، پھر ایک لاکھ مرتبہ پڑھا، پھر پڑھا، غرض لاکھوں مرتبہ درود شریف پڑھ کر آپ ﷺ کی خدمت میں درود شریف کا نذرانہ وہدیہ پیش کرتے تھے، اُن کو ایک مرتبہ خواب میں حضرت نبی اکرم ﷺ کی زیارت ہوئی، چناں چہ انہوں نے دیکھا کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کا گریبان کھلا ہوا ہے، اور سینۂ مُبارک پر کچھ داغ دَھبے، زخم کی شکل کے ہیں، میں حیران ہوکر قریب ہوا، اور عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی! میں آپ ﷺ کے سینہ کو چھلنی دیکھتا ہوں کیا بات ہے، کیا پریشانی ہے، خیریت تو ہے، زخم کے نشان نظر آتے ہیں، عافیت تو ہے۔ حضرت نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ ہاں یہ لوگ ہیں کہ جو میری سنت کو چھوڑ کر، میری سنت کو کٹا کر میرے سینے کو چھلنی کرتے ہیں، زخمی کرتے ہیں، میں نے کہا جی ہاں آقا ﷺ یہ کفار ہیں، جنہوں نے زندگی بھر آپ ﷺ کو تکلیف دی، آپ کو ستایا، اب بھی وہ تکلیف پہنچانے والے غلط سلط کام کرتے ہیں؟ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ میں کفار کی بات نہیں کررہا مجھے میرے رشتہ داروں نے تکلیفیں دیں میں سجدہ میں گیا تو میرے اوپر اونٹ کی گندی اوجھ ڈالدی گئی، میں گلی سے گزرا کرتا تھا، تو بسا اوقات لوگ میرے منہ پر تھوکا کرتے تھے، میرے تن بدن پر مٹی پھینکا کرتے تھے، مجھے ان سے کوئی گلہ (شکوہ، شکایت) نہیں؛ اس لیے کہ وہ تو کفار تھے، گلہ تو مجھے اُن سے ہے جو کلمہ پڑھتے ہیں، مجھے اپنا نبی اور سردار سمجھتے ہیں، میرے امتی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور جب میری سنتوں پر عمل کا وقت آتا ہے تو وہ میری سنتوں کو ذبح کر دیتے ہیں، قتل کر دیتے ہیں، اُن کو یہ احساس ہی نہیں ہوتا کہ وہ اس طرح داڑھیاں کٹا کر، کفار ومشرکین کا لباس، پینٹ شرٹ پہن کر، اپنا حلیہ اور اعمال ان کی گندی تہذیب کے مطابق کر کے، میرے دل کو زخمی کر رہے ہیں، اُن کی اِس غلط رَوِش کی وجہ سے میرا سینہ زخمی ہوگیا ہے، مکہ میں کفار ومشرکین نے پریشان کیا، اور مدینہ میں یہود ونصاریٰ اور منافقین نے خوب ستایا اور اب قبر میں بھی بجائے سکون کے آج کا مسلمان آقا ﷺ کو تکلیفیں دیتا ہے، ستاتا ہے۔ ارے میرے بھائیو! تم کس سے جفا کر رہے ہو۔

تو گلہ تو مجھے آج اپنوں سے ہے کہ وہ میرے اپنے ہوکر مجھے ستاتے ہیں، میری تعلیمات وسنتوں کے خلاف زندگیاں گزارتے ہیں۔

تم تو غیروں کی بات کرتے ہو ، ہم نے تو اپنے بھی آزمائے ہیں
لوگ کانٹوں سے بچ نکلتے ہیں، ہم نے پھولوں سے زخم کھائے ہیں

وہ بزرگ رو پڑے، اور کہا کہ واقعی آج اُمتِ مسلمہ بھی دین سے دور ہوتی جارہی ہے۔

آج اگر گھر میں بچہ سے دس (۱۰) روپئے کا بلب ٹوٹ جاتا ہے، تو ماں باپ اسے مارتے ہیں اور اگر وہ کوئی سنت چھوڑتا ہے تو کسی کو کوئی دُکھ اور فکر نہیں ہوتی۔ اللہ اکبر.

ایک سات (۷) سال کے بچہ نے جب یہ واقعہ سنا تو اس نے گھر جا کر امی سے کہا کہ آج سے میں سب کام سنت کے مطابق کروں گا۔

(مستفاد: بیانِ پیرفقیر).

آج ہمیں بھی اپنے آپ کو ٹٹولنے کی ضرورت ہے، زندگیاں بدلنے کا وقت

اور ضرورت ہے۔

مسلمانو! داڑھی رکھ کر انسان بدصورت نہیں ؛ بلکہ انتہائی خوبصورت اور حسین معلوم ہوتا ہے ؛ مگر شرط یہ ہے کہ آنکھیں بھی پیار و محبت کے ساتھ دیکھنے والی ہوں، مغربی تہذیب وتمدن سے اندھی نہ ہوگئی ہوں، چناں چہ فرشتوں کی ایک جماعت کی تسبیح ہی یہ ہے سُبْحَانَ مَنْ زَيَّنَ الرِّجَالَ بِاللُّحٰی .کہ پاک ہے وہ ذات جس نے مردوں کو داڑھیاں دے کر حسین ومزین بنایا۔ مگر آج مردوں کو عورتوں جیسا چہرہ بنانا اچھا لگتا ہے!!!۔

اللہ تعالیٰ کی معصوم ونورانی مخلوق فرشتے تو بہ حکمِ الٰہی یہ کہتے ہیں، اور آج کل کی عورتوں کو یہ داڑھی بری لگتی ہے، نعوذ باللہ، اور مردوں کو تو گویا یہ چبھتی ہے، العیاذ باللہ ۔

ارے اللہ کے بندو! اللہ کی وسیع رحمت سے کیا بعید ہے کہ اللہ تعالیٰ صرف ظاہر کو دیکھ کر اس داڑھی کی برکت ہی سے مغفرت ورحمت کا معاملہ فرمادے۔

رحمتِ حق بہانہ می جوید
بہا.............نمی جوید

اللہ تعالیٰ کی رحمت وعنایت تو اپنے بندوں کو بخشنے کا بہانہ ڈھونڈتی ہے ،مغفرت وبخشش کے لیے مال ودولت شرط نہیں ہے، مگر کوئی اللہ تعالیٰ کی رحمت وبخشش اور مغفرت کا طلبگار بھی تو ہو۔

ان کے اَلطاف تو ہیں عام شہیدی سب پر
تجھ سے کیا ضد تھی، اگر تو کسی قابل ہوتا

اور

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھائیں بھی تو کس کو کوئی راہ رو منزل ہی نہیں

زندگی کس کی بدلیں؟ معاشرہ کس کا بدلیں؟ بیماریاں، پریشانیاں، تکلیفیں اور ہموم وغموم کس کے دور کریں؟ معاف کس کو کریں؟ کوئی معافی کا طالب ہی نہیں، کوئی اپنی بگڑی بنوانا ہی نہیں چاہتا، کوئی سدھرنا اور سنورنا ہی نہیں چاہتا۔

اسی وجہ سے فقہ کی کتابوں میں بھی ہے کہ داڑھی کا منڈانا اور کتروانا؛ جبکہ وہ ایک مشت (مٹھی) سے کم ہو حرام ہے۔ (الدر المختار مع رد المحتار: ۹/۴۹۸).

حضور ﷺ کی داڑھی منڈوں سے حد درجہ ناراضگی:

حدیث وتاریخ کی کتابوں میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں کسریٰ (فارس کا) بادشاہ کے دو قاصد (سفیر) آئے، اُن کی داڑھیاں منڈی ہوئی تھیں، آپ ﷺ نے ان کی طرف سے چہرہ مبارک پھیر لیا اور دیکھنا تک گوارا نہ فرمایا اور ان سے پوچھا کہ تمہیں داڑھی منڈانے کا حکم کس نے دیا؟ وہ بولے ہمارے رب کسریٰ نے۔ (عجمی لوگ اپنے بادشاہ کو رب کہتے تھے) حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ’’مجھے تو میرے رب نے داڑھی بڑھانے اور مونچھیں کٹانے کا حکم فرمایا ہے ۔(البدایہ والنہایہ: ۳/۵۴۳).

داڑھی منڈوں کا رب کون؟

حضور اکرم ﷺ نے تو یہ حکم دیا ہے کہ داڑھی بڑھاؤ، اب جو لوگ داڑھی منڈاتے ہیں وہ کہنے کو تو مسلمان ہی ہیں، مگر تنہائی میں بیٹھ کر ذرا غور کریں اور دل کی

گہرائیوں سے سوچیں کہ اپنا رشتہ کس سے جوڑ رہے ہیں۔آتش پرست مجوسیوں نے کہا کہ ہمارا رب کسریٰ ہے،جس نے داڑھی منڈانے اور مونچھیں بڑھانے کا حکم دیا ہے ،اب داڑھی منڈے ذرا انصاف سے بتائیں کہ ان کا رب اللہ ہے یا کسریٰ ۔کسریٰ ،(جس کا نام خسرو پرویز تھا) یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا وہ بدترین دشمن تھا،کہ جس ملعون نے رسول اللہ ﷺ کا نامۂ مبارک پھاڑ دیا تھا اور آپ ﷺ کے قاصد کو جواب دیا کہ وہ (یعنی رسول اللہ ﷺ) میرا غلام ہوکر مجھے خط لکھتا ہے،آپ ﷺ تک یہ بات پہنچی تو فرمایا:مَزَّقَ اللّٰهُ مُلْكَهٗ. (بخاری) کہ اللہ تعالیٰ اس کے ملک کو یونہی ٹکڑے ٹکڑے کردیں گے،آپ ﷺ کا ارشاد حرف بہ حرف سچا ثابت ہوا،اس ملعون کو اس کے بیٹے نے قتل کردیا اور خود تخت نشین ہوگیا،وہ بھی چھ(۶) مہینے سے زائد نہ رہ سکا،تمام مؤرخین نے لکھا ہے کہ چودہ (۱۴) سال کے اندر اندر دس بادشاہ تبدیل ہوئے ،آخر چند سال بعد یہ ملک مسلمانوں کے زیرنگیں آگیا اور صدیوں پرانی اس شہنشاہیت کا نام ونشاں مٹ گیا،داڑھی منڈے اس ملعون کا انجام سامنے رکھ کر سوچیں کہ اپنا رشتہ کس سے جوڑ رہے ہیں،اپنا رب کس کو تسلیم کر رہے ہیں؟۔

چونکہ یہ مرض اور گناہ آج عام ہے؛ لہٰذا اس کے کچھ ذیلی مسائل بھی بیان کیے جاتے ہیں۔

مسئلہ: داڑھی منڈانا حرام ہے،اور ایسا کرنے والا فاسق ہے،جو عذاب فساق وفجار کو قیامت کے دن ہوگا،اس کے لیے بھی وہی عذاب ہے۔

(مکمل ومدلل فتاویٰ دارالعلوم:۱۶/۲۵۴).

مسئلہ: ایک مشت داڑھی ناپنے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ ٹھوڑی کے نیچے سے ایک مشت ناپی جائے۔(شامی:۹/۴۹۸).

مسئلہ: مٹھی سے کم داڑھی کترنا بالاجماع حرام ہے،صحابہ وتابعین،ائمہ مجتہدین اور دیگر اسلاف میں سے کوئی بھی اس کے جواز کا قائل نہیں،چناں چہ فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے تصریح فرمائی ہے کہ ’’ڈاڑھی ایک مٹھی سے زائد چھوڑنے کی تو گنجائش ہے کہ چاہے چھوڑ دیں یا کاٹ دیں،مگر ایک مٹھی سے کم کرنے کو دنیا کے کسی صحیح اور معتبر عالم نے بھی جائز نہیں کہا،یہ بالاجماع حرام ہے‘‘،حضراتِ ائمہ اربعہ اور ان کے حضراتِ فقہاء اس پر متفق ہیں،چونکہ آج کل بہت سے اچھے خاصے پڑھے لکھے لوگ بھی اس سلسلے میں نرمی برتتے ہوئے اور بے جا تاویلاتِ فاسدہ کرتے نظر آرہے ہیں ،لہٰذا ان کی تسلی وتشفی کے لیے مذاہبِ اربعہ کی کتب کے صرف حوالے ہی بامجلدات وصفحات پیشِ خدمت ہے ۔(دیکھئے :الفقہ علی المذاہب الاربعہ:۲/۴۵،فتح القدیر:۲/۳۴۸،الدرالمختار:۶/۴۰۷،البحرالرائق لابن نجیم :۲/۳۰۲،دررالاحکام :۲/۴۸۸،تبیین الحقائق:۱/۳۳۲،حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی:۴۴۹ ،ردالمحتار:۲/۴۱۸،الابداع فی مضارالابتداع: ۲/۴۵۶،منح الجلیل:۱/۸۲،شرح الخلیل للدسوقی:۱/۹۰،حاشیۃ العدوی:۲/۵۸۰،الفواکہ الدوانی:۲/۳۰۶و۳۰۷،الفروع وتصحیح الفروع:۱/۱۵۱،غذاء الالباب : ۱/۴۳۳ ، الاختیارات العلمیۃ: ۶ ، کشاف القناع:۴/۱۴،مطالب اولی النہی فی شرح غایۃ المنتہی:۳/۶۲۹،الأسئلۃ والأجوبۃ الفقہیۃ: ۱/۱۸،التحریر شرح الدلیل :۱/۴۷،الانصاف:۱/۹۶،شرح منتہی الارادات : ۱/۴۴،تحفۃ المحتاج فی شرح المنہاج:۴۱،۲۰۲،اعانۃ الطالبین:۲/۲۴۵،الشمائل الشریفۃ:۲۶۱،شرح النووی: ۳/۱۵۱ ، المجموع شرح المہذب :۱/۲۹۰،معالم السنن:۱/۳۱،اسنی المطالب شرح روضۃ الطالب : ۳/ ۳۶۹،نہایۃ المحتاج الی شرح المنہاج: ۸/۱۴۹،حاشیۃ البجیرمی علی الخطیب:۱۳/۲۷۳،البحرالمحیط: ۱/۳۹۳،بوادرالنوادر:۴۴۲،جواہرالفقہ :۷/۱۵۹،الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ :۳۵/۲۲۵،تنقیح الفتاوی الحامدیۃ:فی باب الشہادۃ:۲/۱۳۵فتاویٰ رشیدیہ:۴۸۳،کفایت المفتی:۱۲/۳۳۱).

دلائل کے اس انبار کے بعد بھی اگر کوئی آزاد خیال شخص اس میں کسی طرح کی قیل وقال کرتا ہے، تو یہ اس کی ضد، عناد، آزاد خیالی اور نفس پرستی کی ترجمانی ہے۔

واذا أتتك مذمتی من ناقص　　　فهی الشهادة لی بأنی كامل

مسئلہ: داڑھی، انبیاء علیہم السلام کی سنتِ قدیمہ ہے اور شعائر اسلام میں اس کا شمار ہوتا ہے، فقہائے کرام کی تحقیقات کی روشنی میں داڑھی کا رکھنا واجب ہے، جس کی مقدار ایک مشت ہے، اس سے کم داڑھی رکھنا خلافِ سنت ہے؛ چناں چہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی ایک مشت سے زیادہ بالوں کو کتر دیا کرتے تھے۔ (کتاب الآثار للامام ابی یوسف:۲۳۴، کتاب الآثار للامام محمد:۱۹۸، مرقاۃ المفاتیح: ۲۹۸/۸، فتاویٰ حقانیہ:۴۶۷/۲).

ڈاڑھی پر تنقید کا حکم:

ایک دفعہ ایک نوجوان نے اپنے بارے میں لکھا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ڈاڑھی رکھی ہے، مگر میرے دوست، برادر مذاق کرتے ہیں، اور چچا وغیرہ قسم قسم کے القاب دے کر مجھے شرماتے ہیں، بعض کہتے ہیں کہ تیری شکل اچھی نہیں لگتی، تو ڈاڑھی منڈوا دے، اس طرح سے مجھے تنگ کرتے ہیں؛ تو مجھے کیا کرنا چاہیے؟

افسوس وہ زمانہ آ گیا ہے جس کی خبر مخبر صادق ﷺ نے دی ہے، ایک روز آنحضرت ﷺ نے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: تمہارا کیا حال ہوگا جب تمہارے نوجوان فاسق وفاجر بن جائیں گے؟ صحابہؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ایسا ہونے والا ہے؟ فرمایا: ہاں! بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت!؟ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا کیا حال ہوگا جب تم نیکی کے کام میں آڑ بن جاؤ گے اور بدی کا حکم کرو گے۔ صحابہؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ایسا ہونے والا ہے؟ فرمایا: بے شک اس سے بھی زیادہ سخت۔ پھر فرمایا: تمہارا کیا حال ہوگا جب تم نیکی کے کاموں کو خراب اور بدکاری کے کاموں کو اچھا سمجھنے لگو گے!؟۔ (جمع الفوائد)

لوگ ڈاڑھی منڈاتے ہیں اور منڈانے کی تبلیغ کرتے ہیں، یہی نہیں بلکہ ڈاڑھی منڈانے کو بہتر اور رکھنے کو خراب کہتے ہیں، جوان تو درکنار بڑی عمر کے حضرات، بوڑھے بھی ڈاڑھی منڈا کر سنت رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کر کے برسرعام فاسق بن رہے ہیں، آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے:

لا تنتفوا الشيب، مامن مسلم يشيب شيبة فی الاسلام .....الا كانت له نورا يوم القيامة، وقال: فی حديث: الا كتب الله له بها حسنة وحط عنه بها خطيئة. (سنن ابی داؤد:۵۷۸/۲)

ترجمہ: تم سفید بالوں کو مت نوچو! جو مسلمان حالتِ اسلام میں بوڑھا ہوتا ہے، تو اللہ تعالیٰ سفید بال کے بدلے میں اس کو نیکی کا ثواب عطا فرماتے ہیں، اور اُس کی خطا معاف فرماتے ہیں اور قیامت کے دن یہ سفید بال اُس کے لیے نور ہوں گے۔

ڈاڑھی اسلامی وقومی شعار ہے اور مرد کے لیے زینت کی چیز ہے، بعض فرشتوں کی تسبیح ہے کہ سُبْحَانَ مَنْ زَيَّنَ الرِّجَالَ بِاللُّحٰى وَالنِّسَاءَ بِالذَّوَائِبِ. یعنی پاک ہے وہ ذات جس نے مردوں کو ڈاڑھی سے اور عورتوں کو چوٹیوں سے زینت بخشی۔ الحدیث. (البحر الرائق:۳۳۱/۸)

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ. الآية﴾ (قسم ہے تیرے پروردگار کی! لوگ

مسلمان ہو ہی نہیں سکتے ، جب تک آپ کو اپنے جھگڑوں اور معاملات میں حکم اور منصف نہ بنالیں، پھر جو کچھ آپ فیصلہ کریں،اس سے اپنے دلوں میں کوئی تنگی اور ناگواری نہ محسوس کریں،اور پوری طرح دل وجان سے اس کو مان لیں اور تسلیم کرلیں)۔(سورۂ نساء: آیت ۶۵) کی تفسیر میں حضرت امام جعفر صادق رحمہ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ اگر کوئی قوم اللہ کی عبادت کرے اور نماز، روزہ، حج اور زکوۃ سب کو بجالائے ،مگر آنحضرت ﷺ کے کسی عمل کے بارے میں بطورِ اعتراض یہ کہے کہ آپ ﷺ نے یہ کیوں کیا؟ یا آپ ﷺ کے کسی حکم کے متعلق دل میں تنگی محسوس کرے،تو صوم وصلاۃ (روزہ ونماز) وغیرہ اعمال ہونے کے باوجود کافر ومشرک کے حکم میں ہے ۔(تفسیر روح المعانی: ۶۵/۵،فتاویٰ رحیمیہ کامل: ۱۴۱/۱۔۱۴۲ کتاب الایمان)

ڈاڑھی اور فیضی شاعر کا ایک واقعہ:

اکبر بادشاہ کے زمانے میں ایک مشہور شاعر گزرے ہیں،جن کا تخلص ''فیضی'' تھا،ایک مرتبہ ''فیضی'' حجام سے خط بنوا رہے تھے،اور ڈاڑھی بھی صاف کرا رہے تھے،اس وقت ایک بزرگ ان کے قریب سے گزرے اور فرمایا:

''آغا! ریش می تراشی؟'' جناب والا! کیا آپ ڈاڑھی منڈوا رہے ہیں؟

جواب میں فیضی نے کہا:

''بلے ریش میں تراشم ،ولے دلے کسے نمی خراشم'': جی ہاں! میں ڈاڑھی منڈوا رہا ہوں،لیکن کسی کا دل نہیں توڑ رہا ہوں، کسی کی دل آزاری تو نہیں کر رہا ہوں۔

مطلب یہ تھا کہ میرا عمل میرے ساتھ ہے اور میں کسی کا دل نہیں دُکھا رہا ہوں اور تم نے جو میرے اس عمل پر مجھے ٹوکا،تو اس کے ذریعہ تم نے میرا دل دُکھایا ہے،اس پر ان صاحب نے جواب میں کہا کہ

''دلے کسے نمی خراشی ،ولے دلے رسول اللہ ﷺ می خراشی'' کسی اور کا دل تو نہیں توڑ رہے ہو،لیکن رسول اللہ ﷺ کا دل توڑ رہے ہو؟! (آپ ﷺ کا دل زخمی کررہے ہو)۔

اس لیے کہ سرکارِ دوعالم ﷺ نے تو منع فرمایا ہے کہ یہ کام مت کرو،اس کے باوجود تم کررہے ہو۔(اصلاحی خطبات: ۱۸۰/۹۔۲۴۲)

ڈاڑھی اور فارسی شاعر مرزا بیدل:

فقیہ الزماں حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم صاحب لاجپوری علیہ الرحمہ نے یہی واقعہ جناب مرزا بیدل کا لکھا ہے، جو فارسی کے بڑے شعراء میں ہوتے ہیں،ان کا فارسی نعتیہ کلام بہت اونچا اور معیاری ہوتا تھا،ان کا بڑا چرچا اور شہرت تھی،عشق نبوی میں ڈوبے ہوئے اشعار پڑھا کرتے تھے،ان کے کلام سے متاثر ہوکر ایک ایرانی شخص ان کی زیارت وملاقات کے اشتیاق میں ہندوستان آیا،جب مرزا صاحب سے ملاقات ہوئی،اتفاق سے وہ اس وقت ڈاڑھی مونڈ رہے تھے،ایرانی مسافر کو بڑا تعجب ہوا،دیکھ کر حیرت میں پڑ گیا کہ ایسا بلند اور عشق رسول میں ڈوبا ہوا کلام اور یہ عمل؟!

اس نے بڑے افسوس اور دکھ سے کہا:''آغا! ریش می تراشی؟'' جناب والا! کیا آپ ڈاڑھی منڈوا رہے ہیں؟

آگے کا واقعہ وہی ہے جو اوپر حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب زیدمجدہ' کے ''اصلاحی خطبات'' کے حوالے سے ذکر ہوا،ہاں مگر یہاں اِس واقعہ میں اتنا اضافہ اور ہے کہ اس ایرانی کے اس جملے سے مرزا بیدل کو چوٹ لگی،اور ہمیشہ کے لیے اپنی اس

بدعملی سے توبہ کرلی، اور قالاً یا حالاً کہا:

جزاک اللہ کہ چشمم باز کردی ☆ مرا با جانِ جاں ہمراز کردی

اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ آپ نے میرے دل کی آنکھیں کھول دی ،اور مجھے میرے محبوب یعنی اللہ تعالیٰ سے ملا دیا۔(فتاویٰ رحیمیہ کامل:۳/۶۴، کتاب الصلوۃ، امامت کا بیان، نایاب موتی:۱/۱۱۰)

اللہ تعالیٰ آج کل کے جھوٹے عاشقین رسول کو بھی توجہ اور توبہ کی توفیق عطا فرمائے، کہ زبانوں پر نعت نبی کے ترانے ہیں، اور چہرہ، مہرہ سنت نبوی سے خالی ہے ،یادرکھئے اللہ کے نبی ﷺ اپنی تعریف سے خوش نہیں ہوتے ہیں، بلکہ وہ تو اپنی سنتوں کو زندگیوں میں لانے سے خوش ہوتے ہیں، ان کے مطابق اپنے آپ کو سنوارنے سے خوش ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو سنتوں کی قدر کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اس عمومی مرض سے امتِ مسلمہ کی حفاظت فرمائے۔ آمین

محبت کی حقیقت عمل میں پوشیدہ ہوتی ہے:

جناب نبی کریم ﷺ سے سچی محبت ہو، تو آپ کی ہر ایک بات اور ہر ایک عادت محبوب ہونی چاہیے اور محبوب کی ہر ادا محبوب ہوتی ہے، اور اُس سے (معاذ اللہ) نفرت، محبت نہ ہونے کی علامت ہے، ڈاڑھی کا منڈانے والا حضور اقدس ﷺ کی سنت کو پامال کرنے والا ہے، وہ سچا محبّ کیسے ہو سکتا ہے؟! کسی نے خوب کہا ہے:

تَعْصِی الرَّسُوْلَ وَاَنْتَ تُظْهِرُ حُبَّهٗ   هٰذَا لَعُمْرِیْ فِی الْقِیَاسِ بَدِیْعُ

لَوْ کَانَ حُبُّكَ صَادِقًا لَّاَطَعْتَهٗ   اِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ یُّحِبُّ مُطِیْعُ

یعنی تم اللہ کے رسول ﷺ کی محبت کا دعویٰ کرتے ہو اور ساتھ ہی اُن کے فرمان کی خلاف ورزی بھی کرتے ہو، کس قدر عجیب بات ہے؟! اگر حقیقت میں تمہارے دل میں اُن کی محبت ہوتی اور تم اپنے دعویٔ محبت میں سچے ہوتے تو کبھی اُن کی نافرمانی نہ کرتے، اُن کے ہر فعل اور ادا سے محبت ہوتی۔(فتاویٰ رحیمیہ کامل:۱/۱۴۵، نایاب موتی:۱/۹۰)

ڈاڑھی کے سلسلہ میں کچھ شبہات اور ان کے جوابات:

استاذ الاساتذہ حضرت اقدس شیخ الاسلام شیخ العرب والعجم مولانا سید حسین احمد مدنی علیہ الرحمہ سے ایک صاحب نے ڈاڑھی کے سلسلے میں کچھ شبہات (خط کی شکل میں) لکھ کر صحیح جواب طلب کیے، ہو بہو وہی سوال اور اس کے جوابات کا کچھ حصہ نقل کیا جاتا ہے۔

سوال و جواب

﴿خط﴾

مخدوم ومکرم حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی (علیہ الرحمہ)

سلام مسنون!

رام پور سے ایک پرچہ ''زندگی'' نکل رہا ہے، جس کو گاہے بگاہے دیکھ لیتا ہوں ،جماعتِ اسلامی کی تحریک کی بعض بعض کتابیں دیکھی ہیں، اُن کو دیکھ کر میری بدظنی اسلام کے متعلق کچھ زیادہ ہوتی جاتی ہے، عین قریب ہے کہ میں اسلام سے پورا بدظن ہو جاؤں، خدارا! ایک دو اشکالات کا حل فرما دیں۔

(۱) مولانا مودودی صاحب کا ''ترجمان القرآن'' جو بہت پرانا ہے، جس میں مولانا لکھتے ہیں کہ ''میرے نزدیک ڈاڑھی کا بڑا اور چھوٹا ہونا یکساں ہے، صحابہؓ

میں صرف ایک دو آدمی ایسے ملتے ہیں، جن کی ڈاڑھی مشت برابر ہے'' اب عرض ہے کہ میں خود ڈاڑھی منڈواتا تو نہیں، مگر خشخشی، جیسے فرنچ فیشن ہوتا ہے، رکھی ہوئی ہے، مگر میرا عقیدہ یہ ہوتا جارہا ہے کہ جب مولانا مودودی جیسے فاضل نے یہ کہا کہ چھوٹا اور بڑا ہونا برابر ہے، تو منڈوانے میں بھی کوئی حرج نہیں، کیونکہ یہ علماء کا اپنی طرف سے اضافہ ہے، ملک کے رواج کے مطابق رکھ بھی سکتا ہے اور منڈوا بھی سکتا ہے۔

محمّد اقبال

﴿جواب﴾

محترم المقام زید مجدکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاجِ مبارک! والا نامہ باعثِ سرفرازی، جناب کا مودودی صاحب کی تحریر دیکھ کر اس قدر متاثر ہونا کہ اسلام سے بدظن ہو جائیں، تعجب خیز ہے۔

﴿اوّلاً﴾۔ مولانا مودودی خود اقرار کرتے ہیں کہ میں عالم نہیں ہوں، وہ ترجمان نمبر ۳۲۷ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ میں تحریر فرماتے ہیں:

''مجھے گروہِ علماء میں شامل ہونا کا شرف حاصل نہیں ہے، میں ایک بیچ کی راس کا آدمی ہوں، جس نے جدید اور قدیم دونوں طریقہ ہائے تعلیم سے کچھ کچھ حصہ پایا ہے، اور دونوں کوچوں کو چل پھر کر دیکھا ہے، اپنی بصیرت کی بناء پر نہ تو میں قدیم گروہ کو سراپا خیر سمجھتا ہوں اور نہ جدید گروہ کو شرِ محض''۔

تعلیم دین میں ان کا صاف اقرار ہے کہ میں نے کچھ حصہ پایا ہے، اس کے بعد ان کا کوئی حکم، شرعی امور کے متعلق آیا قابل وثوق واعتماد قرار دیا جا سکتا ہے؟ نیم طبیب خطرۂ جان ونیم ملا خطرۂ ایمان، مشہور مقولہ ہے۔

﴿ثانیاً﴾۔ علاوہ ازیں ڈاڑھی کے مسئلہ میں ان کی یا کسی دوسرے کی رائے میں کتنا ہی بڑا اختلاف کیوں نہ ہو، اس کی وجہ سے اصولِ مذہب اسلام اور اس کے عقائد اور فرائض واعمال پر کیا اثر پڑ سکتا ہے، جس کی بناء پر آپ اسلام سے بدظن ہونے پر آمادہ ہو گئے ہیں۔

مولانا مودودی صاحب کا یہ قول ''میرے نزدیک ڈاڑھی کا بڑا اور چھوٹا ہونا یکساں ہے، صحابہؓ میں صرف دو ایک آدمی ایسے ملتے ہیں، جن کی ڈاڑھی مشت برابر ہے''۔ یہ صرف ان کی رائے ہے، کہ دونوں یکساں ہے، یہ رائے ایک ناقص العلم یا ناقص العقل کی رائے ہے، جس کے مقابل تمام فقہاءِ اسلام کی تصریحیں موجود ہیں کہ ڈاڑھی کی مقدار کم از کم ایک مشت ہونی چاہیے، تو آیا مودودی صاحب کی رائے قابل اعتبار ہوگی یا تیرہ سو برس کے مستند علماء اور فقہاءِ مذاہب کی۔

﴿ثالثاً﴾۔ اگر آپ نے یہی اصول رکھا کہ ہزار بارہ سو برس کے بعد آنے والے ایک نیم تعلیم یافتہ کی جو کچھ رائے ہو وہ پرانے کامل العلم اور معتبر علماء کی رائے اور روایات سے اونچی شمار کی جائے تو پھر تمام دین ہی کو سلام کرنا پڑے گا، اس دورِ فتن وغلبۂ ہوا وہوس، عجب وتکبر، خود پسندی وخود رائی میں نہ صرف ادھورے علم والے بلکہ بڑی بڑی سندوں والے بھی ایسے ملیں گے کہ اپنی خواہشاتِ نفسانی کے لیے تمام متقدمین کے دفتروں کے دفتروں کو اساطیر الاولین اور بکواس کہہ کر ٹھکرا دیں گے، اور اپنے غلط سے غلط افکار کو سب سے اونچا بتلا کر لوگوں کو اس طرف بلائیں گے، گذشتہ معتمدین، اہل تقویٰ اور اہل علم کی تحمیق اور تجہیل کریں گے اور اپنے آپ کو سب سے زیادہ مفکر، سب سے زیادہ محقق بتائیں گے۔

ڈاڑھی کے متعلق مندرجہ ذیل امور پر غور فرمائیں۔

(۱) قرآن شریف میں مذکور ہے کہ حضرت ہارون علیہ السلام نے، حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ ''میری اماں کے بیٹے! میری ڈاڑھی اور میرا سر مت پکڑ!''۔ لَا تَاْخُذْ بِلِحْيَتِيْ وَلَا بِرَاْسِيْ، اگر حضرت ہارون علیہ السلام کی ڈاڑھی قبضہ (مشت) سے چھوٹی ہوتی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کس طرح پکڑ سکتے تھے۔ (سورۂ طٰہٰ)۔

(۲) جناب رسول اللہ ﷺ اپنی ڈاڑھی کا خلال وضو کرتے وقت کیا کرتے تھے، یعنی ڈاڑھی کے بالوں میں، جبڑوں کے نیچے سے انگلیاں ڈال کر پانی پہنچایا کرتے تھے، ترمذی شریف جلد اول ص:۶ میں ہے:

حضرت حسان بن بلالؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے وضو کی تو اپنی ڈاڑھی میں خلال بھی کیا، آپؓ سے عرض کیا گیا، کیا بات ہے؟ آپ ڈاڑھی میں خلال فرما رہے ہیں؟ حضرت عمارؓ نے جواب دیا: جب میں آنحضرت ﷺ کو دیکھ چکا ہوں کہ آپ ﷺ ریش مبارک (ڈاڑھی) میں خلال فرمایا کرتے تھے، تو مجھے اپنی ڈاڑھی میں خلال کرنے سے کونسی بات روک سکتی ہے، حضرت عثمانؓ بھی یہی روایت کرتے تھے کہ آنحضرت ﷺ ریش مبارک (ڈاڑھی) میں خلال فرمایا کرتے تھے، ابوعیسیٰ ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

سنن ابن ماجہ صفحہ نمبر ۳۵ر میں ہے:

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ جب وضو فرماتے تھے، تو رخسار مبارک (گال) کو کسی قدر ملا کرتے تھے، پھر ریش مبارک میں اپنی

انگلیاں نیچے کی طرف سے داخل کر کے، جال سا بنا کر، خلال کیا کرتے تھے، ابن سکن نے اس روایت کی تصحیح کی ہے۔

یہ روایتیں متعدد صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، بیہقی، دارقطنی وغیرہ محدثین نے ذکر فرمائی ہیں، ان سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ اور ان صحابہ کرام کی ڈاڑھیاں نہ خشخشی تھیں، نہ چھوٹی، بلکہ اتنے بڑے بال تھے کہ اُن میں نیچے سے انگلیاں ڈال کر پانی پہنچایا جاتا تھا، جبڑے کے نیچے انگلیاں ڈال کر پانی پہنچانا ایک مشت یا اس سے زائد ہی میں ہوگا، ابوداؤد شریف میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے پانی کی ہتھیلی لے کر اس کو جبڑے کے نیچے کی جانب سے داخل کیا، پھر اس سے اپنی ڈاڑھی کا خلال کیا، کیا چھوٹی ڈاڑھی یا خشخشی میں یہ ہوسکتا ہے، یا اس کی ضرورت پڑ سکتی ہے؟۔

حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سر مبارک میں اکثر تیل لگایا کرتے تھے، اور ریش مبارک (ڈاڑھی) میں کنگھی اکثر کیا کرتے تھے۔

جناب رسول اللہ ﷺ سر میں تیل کی مالش اور کنگھی سے ڈاڑھی کے بالوں کا سنوار بکثرت کرتے تھے۔

کھلی ہوئی بات ہے کہ خشخشی میں نہ کنگھی ہوتی، نہ اس کی ضرورت پڑتی ہے کہ اس کو سنوارا جائے، اور یہی حال چھوٹی ڈاڑھی کا ہے، اس کی ضرورت تو کم از کم ایک مشت یا اس کے قریب یا زائد میں ہوتی ہے۔

جناب رسول اللہ ﷺ مسجد میں تھے، پس ایک شخص پراگندہ سر اور ڈاڑھی داخل ہوا، تو جناب رسول اللہ ﷺ نے نکل جانے کا حکم دیا، آپ ﷺ کا مقصد یہ تھا کہ اپنے سر اور ڈاڑھی

کے بالوں کو سنوار لے،تو اس نے ویسا ہی کیا، پھر لوٹ کر آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ اس سے بہتر نہیں ہے کہ تم میں سے کوئی پراگندہ بال اس طرح آئے کہ گویا وہ شیطان ہے ۔(مؤطاامام مالک:۳۷۶،مشکوۃ:۲۲۸).

ظاہر ہے کہ ڈاڑھی اور سر کے بالوں میں پراگندگی جب ہی ہوسکتی ہے جب کہ وہ دراز ہوں، خشخشے یا چھوٹے بالوں میں نہ پراگندگی ہوتی ہے نہ ان کے سنوارنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے،اور نہ وہ سنور سکتے ہیں۔

ہم اس جواب کو بس اتنا ہی نقل کر دینا کافی سمجھتے ہیں،اس لیے کہ عقل مند کے لیے تو اشارہ ہی کافی ہوتا ہے، باقی جس کا دل چاہے وہ حضرت مدنی علیہ الرحمہ کا یہ تفصیلی جواب ایک چھوٹے سے رسالے ''ڈاڑھی کا فلسفہ مکمل'' میں دیکھ سکتا ہے، جو دیوبند میں "مکتبہ کریمیہ"سے شائع ہے اور مفیدِ عوام وخواص ہے۔

تو ہی اگر نہ چاہے (نہ مانے) تو بہانے ہزار ہیں

آنکھیں اگر بند ہو، تو دن بھی رات ہے

ڈاڑھی منڈے کی امامت واذان اور اقامت:

مسئلہ: حضراتِ فقہاء قرآن وسنت کی روشنی میں کہتے ہیں کہ ڈاڑھی منڈے کی اذان واقامت (تکبیر) مکروہِ تحریمی ہے ،اسی طرح جس شخص کی ڈاڑھی کاٹنے کی وجہ سے ایک مشت سے کم ہو،اس کی اذان واقامت بھی مکروہِ تحریمی ہے ،اگر ایسا شخص اذان کہہ دے،تو دوبارہ کہی جائے ،مگر اقامت دوبارہ نہ کہی جائے (البتہ ایسے شخص کو موقع نہ دیا جائے)۔(آپ کے مسائل اوران کا حل:۱۶۸/۲).

مسئلہ: ڈاڑھی کٹانے یا منڈانے والا فاسق ہے اور فاسق کی امامت مکروہِ تحریمی ہے،اس لیے ایسے شخص کو امام بنانا جائز نہیں۔

(احسن الفتاویٰ:۲۶۰/۳).

مسئلہ: ڈاڑھی کٹانا دوسرے گناہوں سے بھی بدتر ہے،اس لیے کہ اسکے علانیہ ہونے کی وجہ سے اس میں دین اسلام کی کھلی توہین ہے،اور اللہ اور رسول اللہ ﷺ سے بغاوت کا اظہار واعلان ہے ،اور قومِ لوط کو عذاب دینے کی ایک وجہ ڈاڑھی کٹانا بھی تھا۔(تفسیر درِ منثور).

مسئلہ: ڈاڑھی منڈانے والا واجب الاہانت ہے،اس کو امام بنانے میں اس کی تعظیم ہے،اس لیے اس کو امام بنانا جائز نہیں ہے۔

(امدادالمفتین:۲۶۱/۱،شامی:۷۶/۱).

بالوں کو سیاہ خضاب لگانا کیسا ہے؟

سفید بالوں خصوصاً ڈاڑھی کو سیاہ (کالا) خضاب لگانے کے متعلق فقہائے کرام کی عام روایات سے بہ فحوائے حدیث پاک عام حالات میں ممانعت وکراہتِ تحریمی ہی معلوم ہوتی ہے، جبکہ صوفیاء کے نزدیک حرام ہے،اس لیے اس سے اجتناب ضروری ہے، تاہم دشمن پر رعب ڈالنے کی خاطر مجاہدین کیلئے رخصت موجود ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ۳۰۴/۸،ردالمحتار:۴۲۲/۶،الہندیہ:۳۵۹/۵،فتاویٰ حقانیہ:۴۱۲/۲).

ڈاڑھی پر مہندی لگانا کیسا ہے؟

سر یا ڈاڑھی کے (سفید) بالوں پر مہندی یا سرخ خضاب لگانے میں شرعاً رخصت ہے، بلکہ فقہاء نے اسے مستحسن (سنت وبہتر) قرار دیا ہے۔

(الہندیہ:۳۵۹/۵،فتاویٰ قاضی خان:۴۱۲/۳،فتاویٰ حقانیہ:۴۱۵/۲).

اس لیے کہ حضرت عبداللہ بن موہبؒ سے مروی ہے کہ میں حضرت ام المؤمنین ام سلمہؓ کے پاس آیا تو انہوں نے مجھے آپ ﷺ کا بال دکھایا، جو خضاب شدہ تھا۔(بخاری شریف:۲/۸۷۵).

مسئلہ: مگر آج کل جو کلر یا کیمیکل والے خضاب یا مہندیاں چل رہی ہیں، اُن میں سے اکثر ناپاک ہیں، جس کی وجہ سے اُن کا لگانا ناجائز ہیں، ان کے بالوں پر رہتے ہوئے چونکہ وضوء یا غسل نہیں ہوتا، لہٰذا نماز بھی کیسے ہوسکتی ہے!!۔

تیرے محبوب کی یارب! شباہت لے کے آیا ہوں
حقیقت اس کو تو کردے میں صورت لے کے آیا ہوں

مولائے کریم! ہم صورت تو لیے پھر رہے ہیں، دل میں، باطن میں حقیقت کو تو بھر دے، ہماری ظاہر پرستی وظاہرداری کو حقیقت واخلاص میں بدل دے۔ آمین.

قارئین حضرات! شاید آپ اس تفصیل سے پریشان ہوگئے ہوں اور اُکتاہٹ محسوس کرنے لگ گئے ہوں، مگر میں کیا کروں، یہ میری کڑھن اور دردِ دل ہے، جو مجھے والدین وبزرگوں اوراساتذہ ومشائخ کی صحبت اوران کی جوتیاں سیدھی کرنے کی بدولت حاصل ہوا ہے، جو آپ کے سامنے پیش کیا، اور میں کر بھی کیا سکتا ہوں، اور ہر ایمان والی کی کڑھن بھی یہی ہونی چاہئے ،کیا معلوم اللہ تعالیٰ کسی کو اس سے توبہ وہدایت عطا فرمادے، جو میرے لیے سامانِ مغفرت وبخشش ہوجائے ،اور میری بھی آخرت سنور جائے۔ آمین یارب العالمین.

جو طلب میں نے کیا تو نے عنایت سے دیا
تیرے قربان میرے ناز اُٹھانے والے

حضرت نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا تھا کہ اے علی! اگر تیرے کہنے سننے سے ایک آدمی بھی راہِ راست پر آ گیا، تو تیری نجات کے لیے کافی ہے۔(صفة الصفوة لابن الجوزيؒ).

صلی اللہ علیہ وآلہ ☆ بحسب جمالہ وکمالہ

☆ ...... ☆ ...... ☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿سرورِ کونین ﷺ کی مبارک مونچھیں﴾

آپ ﷺ نے اپنے مبارک عمل ،یعنی ڈاڑھی مبارک کے بڑھانے کے ساتھ ،مونچھوں کے کترنے کا بھی حکم دیا ہے، اس لیے کہ نبی کریم ﷺ کے دورِ مسعود میں کفارو مشرکین اور مجوس ڈاڑھی کٹاتے تھے ،اور مونچھیں بڑھاتے تھے، کیونکہ ان کا یہ مذموم عمل فطرت کے خلاف تھا؛ چناں چہ صحیح مسلم شریف میں سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آقا ﷺ نے فرمایا: مشرکین اور مجوس (آگ کے پجاریوں) کی مخالفت کرو، اس طور پر کہ ڈاڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں کٹاؤ۔

مگر آج افسوس صد افسوس کے ساتھ حالاتِ حاضرہ کے تناظر میں یہ کہا جاتا ہے کہ آج کا مسلمان نوجوانوں سے لیکر بوڑھوں تک ،غریب سے لیکر مالدار تک اس عمل میں بھی کفارو مشرکین اور مجوسیوں کی تو موافقت کر رہا ہے ،مگر محسنِ اعظم حضرت سرورِ کونین ﷺ کی مخالفت کر رہا ہے۔

جبکہ داڑھی گویا میرے نبی کا باغ ہے، میرے نبی نے اس کی حدیں مقرر کی ہیں ،لیکن میرے آقا کریم ﷺ کے باغ سے اس قدر نفرت کہ اس کو تو ذبح کیا جا رہا ہے ،اور کفارو مشرکین کا ساتھ دیا جا رہا ہے ،داڑھی رکھنا عیب سمجھا جا رہا ہے اور مونچھ بڑھانا فیشن بن گیا ہے، جو بہت خطرناک عمل ہے ،آج اُمتِ مسلمہ پر اللہ تعالیٰ کے جو عذابات مختلف صورتوں میں نازل ہو رہے ہیں ،اُن کی جہاں اور بہت ساری وجوہ ہوسکتی ہیں ،ایک اہم وجہ اس ڈاڑھی کٹانے کا عمومی رواج بھی ہے۔ گویا امت اجتماعی طور پر ایک بڑے گناہ میں ملوث ہے۔ فَاِلَی اللّٰہِ الْمُشْتَکیٰ.

الغرض رسول اللہ ﷺ کی داڑھی بڑی، گھنی اور بھری ہوئی تھی ،جبکہ مونچھیں کٹی ہوئی رہتی تھی۔

چناں چہ حضرت ابن جریج رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ آپؓ اپنی مونچھوں کو پست (بہت ہلکی پھلکی) رکھتے ہیں؟ اُس پر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا کرتے دیکھا ہے ،یعنی آپ ﷺ بھی لبوں کے بال پست رکھتے تھے۔ (طبقاتِ ابن سعد: ۴۴۹/۱).

حضرت مغیرہ ابن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ اپنی مونچھوں کے نیچے مسواک رکھ کر انہیں پست (چھوٹا) کیا تھا۔

(مسندِ امام احمد: ۲۵۲/۴).

حضرت عبدالرحمٰن بن زیاد رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے بزرگوں (یعنی حضراتِ صحابہؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی مونچھیں اطراف (کناروں) سے کاٹ دیا کرتے تھے۔ (طبقاتِ ابن سعد: ۴۴۹/۱).

مگر آج اللہ کے پیارے حبیب ﷺ کے خلاف ایک ایسا ماحول و معاشرہ بن گیا ہے کہ ہر کام میں اس نبی رحمت ﷺ کی مخالفت ہی میں مزہ آتا ہے، یاد رکھئے یہ دونوں جہاں کی ناکامی و نامرادی اور بدبختی کو اپنے اوپر لازم کرنا ہے۔

مونچھیں بڑی بڑی ،اور داڑھی صاف ،اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو صحیح سمجھ نصیب فرمائے کہ وہ کس کے ساتھ غداری کر رہے ہیں، کس کے خلاف جا رہے ہیں اور اپنے اوپر کس طرح اپنے ہی ہاتھوں رحمتوں، برکتوں اور کامیابی کے دروازے بند کر رہے ہیں۔

ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ

ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ

یا ربِّ! صلِّ و سلِّمْ دائِمًا أبدًا
علٰی حبیبِكَ مَنْ زانَتْ بِهِ الْعُصُرُ

ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ
وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا

☆......☆......☆

ﷺ

سرورِ کونین ﷺ کے کان مبارک

راویٔ اسلام سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت نبی اکرم ﷺ کے کان مبارک خوبصورت اور ہر لحاظ سے متناسب تھے۔ (طبقاتِ ابن سعد: ۴۱۵/۱).

متعدد معتمد مؤرخین اور اصحاب سیر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ملکِ یمن میں پیش آنے والا ایک عجیب اور عبرت آمیز واقعہ نقل کیا ہے، ہم یہاں پر حافظ الدنیا علامہ ابن کثیر دمشقی رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ امیر المؤمنین سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے ملک یمن بھیجا، میں ایک دن لوگوں کو وعظ ونصیحت کررہا تھا کہ ایک یہودی عالم ہاتھ میں کتاب لے کر آیا، مجھے دیکھ کر کہنے لگا: کہ ابوالقاسم ﷺ (یہ آپ ﷺ کی کنیت ہے) کا حلیہ بیان کرو؟ حضرت علی کہتے ہیں کہ میں نے اسے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نہ تو پستہ قد تھے اور نہ ہی زیادہ لمبے (بلکہ آپ ﷺ کا قد مبارک درمیانہ تھا) بال مبارک نہ زیادہ پیچ دار اور نہ بالکل کھڑے ؛ بلکہ گھنے سیاہ قدرے خمدار، سر مبارک اعتدال کے ساتھ بڑا، رنگ گورا سرخی مائل، جوڑوں کی ہڈیاں بڑی بڑی، ہاتھ اور پیر گوشت سے بھرے ہوئے، سینہ پر ناف تک بالوں کی ہلکی سی لکیر، پلکیں دراز بھنویں پست، پیشانی کشادہ اور ہموار، دونوں کندھوں کے درمیان قدرے زیادہ فاصلہ، جب آپ ﷺ چلتے تو کچھ جھک کر گویا کسی ڈھلوان سے اُتر رہے ہوں، میں نے آپ ﷺ سے پہلے اور بعد میں کوئی آپ ﷺ جیسا نہیں دیکھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر میں خاموش ہوگیا، یہودی عالم

کہنے لگا کیا ہوا؟ میں نے اسے جواب دیا کہ مجھے تو آپ ﷺ کا حلیہ مبارک اِسی طرح یاد ہے، یہودی عالم کہنے لگا کہ آپ ﷺ کی آنکھوں میں سرخی ،خوبصورت داڑھی ،خوبصورت متناسب کان، آگے پیچھے دیکھتے تو پورے وجود کے ساتھ، حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ کا یہی حلیہ مبارک ہے ۔ (البدایہ والنہایہ:۶/۱۸).

یہ ہے آپ ﷺ کی عالمی، آفاقی اور دائمی ختم نبوت کا کمال، کہ رہتی دنیا تک آپ ﷺ کی تعلیمات کے ساتھ ،حلیہ مبارک کو بھی پہنچا دیا گیا، اور سابقہ کتابوں ،توریت، انجیل، زبور وغیرہ میں آپ ﷺ کے حلیہ مبارک کو بیان کر دیا گیا، جیسا کہ اس یہودی عالم کی گفتگو سے سمجھ میں آسکتا ہے۔

بھلا غیر مسلم تو آپ ﷺ کے حلیہ مبارک سے واقف ہوں اور اس کو یاد رکھیں اور ہم آپ ﷺ کے امتی ہونے کا دعویٰ کرنے والے، مسلمان اس سے محروم رہیں، کتنی تعجب اور محرومی کی بات ہے، پیشِ نظر کتاب ''شمائل النبی ﷺ'' اسی احساس و مقصد کو سامنے رکھ کر لکھی گئی ہے کہ مسلمان اپنے پیارے نبی حضرت نبی اکرم ﷺ کے حلیۂ مبارک کو پڑھیں، سنیں اور عقیدت ومحبت اور عظمت میں اضافہ کریں اور اس میں سے اپنے لیے اُسوۂ حسنہ تلاش کر کے اس کے مطابق زندگیوں کو ڈھالنے کی فکر و کوشش کریں۔ اللہ پاک تمام مسلمانوں کو اس کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین.

جناب مظفر ہنسوری صاحب کہتے ہیں۔

مکمل اور موزوں خوشنمائی کیا بیان کیجئے
کہ گوشِ گل سے گوشِ پاک کو تشبیہ کیا دیجئے

ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ

ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ

يَا رَبِّ! صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُ

ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ

أَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ
وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا

☆ ...... ☆ ...... ☆

﴿سرورِ کونین ﷺ کی مبارک گردن﴾

حضرت نبی اکرم ﷺ کی گردن مبارک نہایت ہی صاف وشفاف اور ستھری تھی، چناں چہ وصافِ نبی امیر المؤمنین سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ کا حلیۂ مبارک بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کی گردن لمبی، پتلی اور چمکدار تھی، گویا کہ چاندی کی صراحی ہو۔

(طبقاتِ ابن سعد:۱/۴۱۰).

یعنی صفائی ستھرائی بالکل چاندی جیسی تھی، جب چاندی کے زیور یا برتن کو صاف کرکے پالش یا قلعی کرلیا جائے تو وہ صفائی اور حسن میں چمکتا اور دَمکتا ہے۔اسی طرح آپ ﷺ کی مبارک گردن چمکتی تھی۔

حضرت ام معبد عاتکہ بنت خالد خزاعیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی گردن مبارک لمبی، اُجلی اور خوشنما تھی۔

(مستدرکِ امام حاکم:۳/۹).

امام ابونعیم اصفہانی رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی گردن بہت ہی خوبصورت، حسین اور معتدل تھی، نہ زیادہ لمبی اور نہ چھوٹی تھی، اس کا وہ حصہ جو دھوپ اور ہوا میں کھلا رہتا، وہ اس قدر چمکدار تھا گویا چاندی کی صراحی جس میں سونے کی آمیزش ہو۔(دلائل النبوۃ :۱/۳۱۷).

وصافِ حبیبِ خدا حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے حلیۂ مبارک کا نقشہ کھینچتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کی گردن مبارک ایسی خوبصورت اور باریک تھی؛ جیسا کہ مورتی کی گردن صاف وشفاف تراشی ہوئی ہوتی ہے۔

(کتاب الشفاء، للقاضی عیاض:۱/۱۲۱ تا ۱۲۶، شمائل ترمذی:ص۲، الرحیق المختوم:ص ۶۵۱ تا ۶۵۳).

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کی گردن مبارک گویا چاندی کی صفائی لیے ہوئے گڑیا کی گردن تھی۔

(خلاصۃ السیر :۲۰، الرحیق المختوم:۶۴۷).

عادتِ انسانی یہی ہے کہ اپنے محبوب کو حسن کی تصویر سے تشبیہ دیا کرتے ہیں ؛ چناں چہ زمانۂ قدیم میں پتھر سے خوبصورت گڑیاں، مورتیاں اور پتلیاں بنائی جاتی تھیں، جیسا کہ ہندوؤں کے علاقوں میں آج بھی ایسا ماجرا نظر آتا ہے، الغرض صنم گری (بت بنانا) ایک فن تھا، بدھ مذہب تو اس میں انتہاء کو پہنچا ہوا تھا، کمال یہاں تک کہ ایک کاریگر نے چاول کے ایک دانہ پر مہا تما بدھ کا نہایت خوبصورت مجسمہ بنایا تھا، یہاں مذکورہ روایت میں بھی حضور اقدس ﷺ کے بارے میں یہی کہا گیا ہے کہ آپ ﷺ کی گردن مبارک کسی خوبصورت مورتی کی طرح حسین تھی، اور مورتی کی گردن سے تشبیہ دینے میں ایک نکتہ یہ بھی ہے کہ مورتی بنانے والا، اسکے تراشنے میں اپنی پوری کاریگری کا ثبوت پیش کرتا ہے اور ظاہر ہے کہ آپ ﷺ کی تصویر بنانے والی ذات **علی کل شیء قدیر** اور **فعال لما یرید** ہے، یعنی ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے اور جو چاہتا ہے کر ڈالتا ہے......تب خوبصورتی میں کیا کمی رہی ہوگی، یہ بات گذر چکی ہے کہ یہ تشبیہات صرف سمجھانے کیلئے ہیں ورنہ مورتی کا آپ ﷺ سے کیا مقابلہ۔

شیخ ابراہیم بیجوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ایک روایت میں آپ ﷺ کی گردن مبارک کو جو منقش اور مزین پتلی کی گردن کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے، یہ تشبیہ برابری

،اعتدال، حسنِ ہیئت، کمال، تابانی اور جمال میں ہے۔(مواہب لِدنیہ:۲۵).

ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں کہ اس تعبیر میں اس طرف اشارہ ہے کہ آپ ﷺ کی گردن مبارک سفید وصاف تھی، باوجود اس پر دھوپ وغبار وغیرہ پڑنے کے (کھلے رہنے کی وجہ سے) اس میں صفائی وستھرائی رہتی، تو پھر دیگر اعضائے بدن مبارک تو بطریقِ اولیٰ صاف وشفاف اور ستھرے ہوں گے۔(جمع الوسائل:۱/۴۶).

اس مضمون کی ترجمانی کرتے ہوئے شاعر اس طرح کہتا ہے۔

بلند ودلفریب وخوش نما تھی آپ کی گردن
بتِ سیمیں کی جیسے ہو تراشی یا ڈھلی گردن

☆ ...... ☆ ...... ☆

﷽

سرورِ کونین ﷺ کے خوبصورت کندھے

وصافِ سرورِ کونین، سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت امام الانبیاء والمرسلین ﷺ کا حلیہ شریف بیان کرتے ہوئے کہتے تھے کہ آپ ﷺ کے دونوں کندھوں کی ہڈیاں بڑی بڑی تھیں۔(سیرۃ ابن ہشام:۱/۴۰۱و۴۰۲، زادُ المعاد:۲/۵۴، شمائل ترمذی: ص۲، الرحیق المختوم:۶۴۵).

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کے دونوں کندھوں کے درمیان کی جگہ موٹی اور پر گوشت تھی۔

(شمائل ترمذی:ص۴).

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اعضاء مبارک اعتدال وتوازن کے ساتھ مضبوط، بھاری اور بڑے بڑے تھے۔(مستدرکِ حاکم:۲/۶۰۶).

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آپ ﷺ کے دونوں کندھوں کے اوپر بال بھی تھے۔(شفاء، للقاضی:۱/۱۲۱تا۱۲۶، شمائل ترمذی مترجم:۲۰، الرحیق المختوم:ص:۶۵۱تا۶۵۳).

مفسرِ اُمت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے بازو اور مونڈھوں پر بال تھے۔(خلاصۃ السیر:۱۹، الرحیق المختوم:۶۴۷).

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آپ ﷺ کے کندھوں کے مابین (درمیان) کچھ زیادہ فصل تھا۔(صحیح بخاری شریف:۱/۵۰۲).

راویٔ اسلام سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے

کندھوں کادرمیانی فاصلہ عام پیمانے سے زیادہ تھا۔(دلائل النبوۃ:۱/۲۴۵).

اورابن سعد رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بازو گوشت سے بھرے ہوئے تھے اور دونوں کندھے مضبوط اوران کے درمیان کا حصہ ذرا زیادہ چوڑا تھا۔(طبقاتِ ابن سعد:۱/۴۱۵).

حضرت محرش کعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی کلائیاں مرمریں اور دراز ، دونوں کندھوں کے درمیان عام پیمانے سے کچھ زیادہ فاصلہ ،آنکھوں کی پلکیں طویل، جب آپ ﷺ آگے یا پیچھے دیکھتے ،توپورے وجود کے ساتھ متوجہ ہوتے۔(مسندِامام احمد:۲/۳۲۸).

الغرض آپ ﷺ کا جسم مبارک بالکل نحیف وضعیف اور کمزور ولاغر نہیں تھا ؛بلکہ اعتدال کے ساتھ بھاری، گٹھا ہوااور مضبوط تھا،یعنی آپ ﷺ باطنی کمالات کے ساتھ،ظاہری طاقت وتوانائی میں بھی اللہ کے شیراور گویا دلیرو بہادراور پہلوان تھے۔

☆ ...... ☆ ...... ☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿محبوبِ دوعالم ﷺ کی مبارک بغلیں﴾

حضرت نبی اکرم ﷺ کی مبارک بغلیں بھی سارے بدن مبارک کی طرح مثلِ آئینہ بالکل صاف وشفاف اور چمک دارتھیں۔

خادمِ خاص ،سیدنا حضرت انس بن مالک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ دعا کرتے وقت اپنے دونوں ہاتھوں کواتنا اُٹھاتے (اونچا کرتے) کہ بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگتی۔(صحیح بخاری شریف:۲/۵۶۷).

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت میں ہے کہ دعائے استسقاء میں آپ ﷺ ہاتھ اتنے زیادہ بلند فرماتے تھے کہ آپ ﷺ کی بغل مبارک کی سفیدی چمکتی تھی۔(بخاری شریف:۱/۵۰۳).

اسی طرح کی ایک روایت سیدنا حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ایک مرتبہ دعاءفرمائی ،توہاتھ اتنے اوپراُٹھائے کہ آپ ﷺ کی بغل نظر آنے لگی۔(صحیح بخاری شریف:۱/۵۰۳).

سفید ہونے سے مراد بغل کی سفیدی ہے،جس میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ آپ ﷺ کی بغل میں بال نہیں تھے۔اب یاتو قدرۃً نہیں تھے،یااس وجہ سے کہ آپ ﷺ اہتمام وپابندی کے ساتھ اُن کواُکھیڑ دیا کرتے تھے۔جیسا کہ آپ ﷺ کی تعلیم بھی خاص طور پر زیرناف اور بغل کے بالوں کے سلسلے میں یہی ہے کہ ان کوزیادہ دنوں تک نہ چھوڑا جائے ،اس سے پہلے ہی اُکھیڑ دیئے جائیں یا کاٹ دیئے جائیں جیسی سہولت ہو ؛البتہ اُکھیڑنا افضل ہے۔

مسئلہ: عام شراحِ حدیث وفقہاء کے بقول شرمگاہ کے اردگرد بالوں کا صاف کرنا ضروری ہے، ناف تک صاف کرنا لازمی نہیں۔

(شرح صحیح مسلم للنووی:۱/۱۲۸، نیل الاوطار:۱/۱۲۳، فتح الملہم:۱/۴۱۹).

مسئلہ: زیرناف بال ہفتے میں ایک بار صاف کرنا مستحب ہے اور چالیس دن تک تاخیر کرنا مکروہ ہے ۔(الدر المختار علی صدر ردالمحتار:۴/۴۰۶، الفتاوی الہندیہ:۵/۳۵۷، مجمع الانہر:۲/۵۵۶).

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ پانچ چیزیں انسان کی فطرت میں سے ہیں، جودین فطرت کے خاص احکام ہیں ۔(۱) ختنہ ۔(۲) ناف کے نیچے کے بالوں کی صفائی ۔(۳) مونچھیں تراشنا۔(۴) ناخن تراشنا۔(۵) بغل کے بال صاف کرنا۔(صحیح بخاری وصحیح مسلم).

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مونچھیں ترشوانے، اور ناخن کاٹنے اور بغل وزیرناف کی صفائی کے بارے میں ہمارے لیے حد مقرر کردی گئی ہے، کہ چالیس دن سے زیادہ نہ چھوڑیں۔(صحیح مسلم).

بہرحال آپ ﷺ کی مبارک بغلوں میں میل کچیل نہ تھا؛ بلکہ صاف اور چمکدار تھی۔(حاشیۂ بخاری شریف:۱/۵۰۳).

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے جسم اطہر کی خوشبو سے بڑھ کر میں نے کوئی خوشبو نہیں سونگھی۔

(بخاری شریف:۶/۵۶۷).

عام طور سے پسینہ وغیرہ کی وجہ سے بدن میں بدبو ہوجاتی ہے، خاص طور پر بغلوں میں پسینہ رہ جانے اور میل کچیل جم جانے کی وجہ سے بھی بدبو رہ جاتی ہے، مگر آپ ﷺ کے بدن مبارک کے ساتھ ساتھ، بغلیں بھی معطر اور خوشبودار ہی رہتی تھیں۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ .

بہرکیف حضرت مالک بن بُحَیْنَہْ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ سجدہ کرتے وقت اپنے بازوؤں کو اس قدر کھولتے کہ بغلوں تک کی سفیدی نظر آتی۔(بخاری شریف:۶/۵۶۷).

الغرض آپ ﷺ کی پیاری ومبارک بغلیں بھی آپ ﷺ کے حسن وجمال میں زیادتی کا باعث ہوتیں۔

اس مضمون کی ترجمانی وعکاسی اور منظر کشی جناب مضطر ہنسوری نے اس طرح کی ہے۔

بغل میں تھی سفیدی جسم اطہر کی طرح تاباں
بدن تھا مشک وعنبر سے بھی خوشبودار بے پایاں

ﷺﷺﷺﷺﷺﷺﷺﷺﷺﷺﷺﷺﷺ

☆......☆......☆

سرورِ کونین ﷺ کا خوبصورت سینہ

خاتم الانبیاء والمرسلین سیدنا حضرت نبی اکرم ﷺ کا وہ مبارک سینہ، کہ جس میں وحی الٰہی (قرآن کریم) اور علوم ومعارف، اسرار وحکم کا بیش بہا خزینہ موجود تھا، ظاہری طور پر بھی وہ خوب کشادہ اور دیدہ زیب تھا، حضراتِ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس کی بھی منظر کشی کی ہے۔

وصافِ نبی حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا سینہ مبارک چوڑا، پیٹ اور سینہ ہموار تھا۔ (شفاء، للقاضی: ۱/۱۲۱ تا ۱۲۶، شمائل ترمذی مترجم: ۲۰، الرحیق المختوم: ص ۶۵۱ تا ۶۵۳)۔

اور آپ ﷺ کے سینہ مبارک کے بالائی حصہ پر بال بھی تھے؛ البتہ دونوں چھاتیاں بالوں سے خالی تھی۔ (شمائل ترمذی: ص ۲)۔

اُم المؤمنین سیدہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا سینہ مبارک کشادہ، مضبوط اور شفاف تھا، صاف اور ہموار شیشہ کی طرح سفید اور کھال مبارک چودھویں رات کے چاند کے مانند تھی۔ (دلائل النبوۃ: ۱/۳۱۷)۔

ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حلیہ شریف کے ذکر کے دوران فرماتے ہیں کہ حضرت نبی اکرم ﷺ کا سینۂ مبارک مسطح اور کشادہ تھا۔ (خلاصۃ السیر: ۲۰، الرحیق المختوم: ۶۴۷)۔

راویٔ اسلام سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آپ ﷺ کی ہتھیلیاں اور پاؤں پُرگوشت، پنڈلیاں موٹی اور گداز، کلائیاں بڑی اور دراز، بازو اور کندھے گٹھے ہوئے اور مضبوط، دونوں مونڈھوں کا درمیانی فاصلہ ذرا زیادہ، سینہ کشادہ، سر کے بال قدرے خمدار، پلکیں لمبی، خوبصورت اور گھنی داڑھی، کان لمبے اور دلکش، درمیانہ قد نہ زیادہ طویل نہ بالکل پست، رنگت میں گل لالہ، آگے چلتے یا پیچھے مڑتے تو مکمل طور پر، میں نے آپ ﷺ سے زیادہ حسین وجمیل کسی کو نہ دیکھا اور نہ سنا۔ (دلائل النبوۃ: ۱/۳۱۷)۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی روایت، جو بخاری شریف کے حوالے سے پیچھے ذکر کی کہ آپ ﷺ کے مونڈھوں کے درمیان دوری زیادہ تھی، اس سے سینہ مبارک کا کشادہ ہونا بھی معلوم ہوگیا۔ (صحیح بخاری شریف: ۱/۵۰۲)۔

الغرض حضور ﷺ کا سینہ مبارک کشادہ (چوڑا) تھا، جو مردوں میں حسن وکمال اور جمال وعظمت اور قوت کی علامت ہے۔

علامہ ابراہیم بیجوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں: وَذٰلِکَ آیَۃُ النَّجَابَۃِ الخ. کہ یہ حضرت نبی اکرم ﷺ کی بہادری اور قوتِ بدن کی وہ علامت ہے کہ جو لوگوں کے درمیان پسندیدہ ہوتی ہے۔ (المواہب: ۲۶)۔

☆ ...... ☆ ...... ☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿حضرت نبی اکرم ﷺ کا پیٹ مبارک﴾

حضرت سرورِ کائنات ﷺ کا شکمِ مبارک (پیٹ) بھی معتدل وموزونیت پر تھا، عام طور پر پیٹ کا بڑا ہونا زیادہ کھانے کی بناء پر ہوتا ہے، اور حضرت ﷺ کے یہاں تو اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا؛ جبکہ آپ ﷺ کے یہاں تین تین مہینہ تک چولہا نہ جلتا تھا، اکثر اختیاری فقر وفاقہ رہتا، اور آپ ﷺ نے کم خوری کو ہی اپنی تعلیمات میں ترجیح بھی دی ہے، اور بسیار خوری اَطباء کی تحقیق کے مطابق بھی ویسے ہی جان لیوا ہے، اور پھر آپ ﷺ نے پیٹ پر زیادہ چربی (موٹاپے) کو بھی پسند نہیں فرمایا۔

جیسا کہ ایک مرتبہ کا واقعہ مشہور ہے کہ آپ ﷺ نے ایک بڑے (موٹے) پیٹ والے آدمی کو دیکھا، تو اس کے پیٹ کی طرف اپنی انگلی مبارکہ سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: کاش تیرا پیٹ ایسا نہ ہوتا، تو تیرے لیے بہت بہتر ہوتا۔ (البدایہ والنہایہ: ۴۰۲/۴، بیاناتِ مولانا طارق جمیل صاحب مدظلہ)

رسول اللہ ﷺ اپنے پیٹ کی حفاظت کیسے فرماتے؟

اللہ کے آخری اور لاڈلے نبی جناب رسول اللہ ﷺ اپنے پیٹ پر پتھر باندھتے، نہ تو زیادہ کھاتے اور نہ کھانے کی خواہش سے پہلے تناول فرماتے۔ ابھی بھوک باقی ہی ہوتی تو کھانے سے ہاتھ کھینچ لیتے، آپ ﷺ نے کبھی بھی پیٹ بھر کر نہیں کھایا، بلکہ حضرت ﷺ کو تو شکم سیری سے شدید نفرت تھی، یہی وجہ ہے کہ حد سے زیادہ کھانے کو کفار ومنافقین کی علامت بتایا ہے، اور کم کھانے کو ایمان والوں کی علامت قرار دیا ہے، اَطِبّاء نے بھی کم خوری کے بے شمار فوائد بیان کیے ہیں، نبی اکرم ﷺ اکثر وبیشتر روزے رکھتے، جس سے صالح خون پیدا ہوتا، جو بدن اور بطن کو چست اور بیماریوں سے دُور رکھنے میں معاون ثابت ہوتا۔

ان ہی حفاظتی تدابیر اور اکل حلال کے التزام واہتمام سے آپ ﷺ کا پیٹ تندرست رہتا، اور نظامِ شکم درست کام کرتا۔

اور یہ تجربہ اور مشاہدہ بھی ہے کہ جو لوگ مقدار سے زیادہ کھاتے ہیں اور حلال وحرام میں تمیز نہیں کرتے، بلکہ جو ملتا ہے اسے بلا تحقیق واستحقاق نگلتے رہتے ہیں تو ایسے لوگوں کے پیٹ بھی بے ڈھنگے اور بھونڈے ہو جاتے ہیں، جن سے ان کے خوب صورت بدن کی بناوٹ انتہائی بھدّی اور بُری دکھائی دینے لگتی ہے۔

میرے عزیز مسلمان بھائی! اپنے آپ کو حرام مال کمانے اور کھانے سے بچا، کیوں کہ لقمۂ حرام میں زہرِ قاتل ملا ہوا ہوتا ہے، جو نگلتے وقت تو مزے دار لگتا ہے، لیکن پیٹ میں جا کر ہل چل مچا دیتا ہے اور یہی نہیں، بلکہ حرام خوری انسان کی سیرت و شخصیت کو بھی مسخ کر دیتی ہے۔

حرام کا مال ہضم وہڑپ کرنا کتنا نقصان دہ ہے، اس کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ اسے اللہ تعالیٰ نے پیٹ میں انگارے بھرنے سے تعبیر فرمایا ہے۔

أُولَٰئِكَ مَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ إِلَّا النَّارَ. (سورۃ البقرہ: ۱۷۴).

”سوا ایسے لوگ تو اپنے سینوں میں بس آگ ہی (آگ) بھرتے ہیں“۔

اور ربِّ ذو الجلال نے یہ بھی فرمایا:

وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ. (سورۃ البقرہ: ۱۸۸).

”اور نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کا آپس میں ناحق (ناجائز) طریقے سے“۔

اللہ کے صحیح اور سچے بندوں نے فاقوں سے جان دیدی، مگر ایسی کمائی اور دولت کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھا، جو غیر اسلامی وغیر شرعی ذرائع سے حاصل ہوئی ہو۔

احادیث میں ہے کہ جو آدمی حرام کماتا، یا کھاتا ہے اس کی عبادات بھی قبول نہیں ہوتی، نہ دعاء قبول، نہ نماز قبول، نہ زکوۃ وحج اور دیگر صدقات وخیرات قبول، بلکہ سب کو مردود قرار دیدیا جاتا ہے۔

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

مَنْ مَلَکَ بَطْنَہٗ ،مَلَکَ الْاَعْمَالَ الصَّالِحَۃَ کُلَّھَا. (جامع العلوم والحکم:۲۶۴).

”جس نے اپنے پیٹ پر قابو پالیا، وہ سارے نیک اعمال پر قادر ہوگیا“۔

کسی عارف باللہ سے پوچھا گیا کہ حضرت! مستجابُ الدعوات بننے کا آسان نسخہ کیا ہے؟ فرمایا: حلال لقمہ کا التزام کرو، (یعنی ہمیشہ حلال کھاؤ) خود بخود مستجاب الدعوات بن جاؤ گے۔ (اسلامی معیشت:۳۵).

آج کا مسلمان، بلکہ حاجی، نمازی، دین دار سمجھے جانے والے لوگ بھی کسی کی زمین دبانے، مال ہڑپنے، پیسہ مار لینے کو گناہ نہیں، بلکہ اپنا حق یا پہلوانی تصور کرتے ہیں، اللہ کی قسم! حرام مال سے کبھی بہار نہیں آتی، اور حلال مال پر کبھی خزاں نہیں آتی، لہٰذا اپنی زندگیوں میں حلال داخل کرو، حلال کماؤ اور خود بھی کھاؤ اور اپنی اولاد کو بھی اس کا عادی بناؤ۔

امام الانبیاء ﷺ اور آپ کے سچے جاں نثاران حضراتِ صحابہ کی زندگیاں اور اس قسم کے واقعات ہمارے سامنے ہیں کہ انہوں نے فقر وفاقہ سے اپنی جان تو دیدی، مگر حرام کا ایک لقمہ کھانا اور ایک پیسہ کمانا کبھی بھی گوارہ نہ کیا۔

مالِ حلال کے فوائد اور مالِ حرام کے نقصانات سے متعلق کچھ مزید لکھنے کو دل چاہتا ہے، اس لیے کہ ہمارے اس دُور میں حرام کمانے کے ذرائع واسباب ہر جگہ وافر مقدار میں موجود ہیں، اللہ کرے کسی کو ان باتوں پر عمل کی توفیق ہو جائے، تو میری مغفرت کا سامان ہو جائے۔

خاتم الانبیاء والمرسلین سیدنا حضرت نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا: اے علیؓ! اگر تمہارے کہنے، سننے سے ایک آدمی بھی راہِ راست (ہدایت) پر آ گیا، تو یہ تمہاری نجات کے لیے کافی ہے۔ راقم الحروف حقیر وفقیر کو بھی یہی لالچ ہے، اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو توفیقِ خیر نصیب فرمائے۔ آمین.

قرآن وحدیث میں مختلف مقامات پر حلال وطیب مال کھانے اور کمانے کی ترغیب اور حکم دیا گیا ہے۔ یہاں صرف چند احادیث کو بطورِ نمونہ پیش کیا جاتا ہے۔

حلال کھانے کی برکت:

جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے چالیس (۴۰) دن تک حلال کھانا کھایا، تو اللہ تعالیٰ شانہٗ اس کے دل کو نور سے بھر دیتے ہیں اور اس کے دل سے زبان پر حکمت کے چشمے جاری فرمادیتے ہیں۔ (مسائلِ تجارت:۱۶ للشیخ اسعدی مدظلہٗ)

جنّتی آدمی کی نشاندہی بزبانِ مصطفیٰ ﷺ:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد

فرمایا: جس نے پاکیزہ (حلال) رزق کھایا، اور سنت پر عمل کیا اور لوگ اس کی اذیت (تکلیف) اور شر سے محفوظ رہے، تو یہ شخص جنت میں داخل ہوگا، صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ایسے لوگ تو آپ کی اُمت میں اس وقت بہت زیادہ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میرے بعد ایسا زمانہ بھی آئے گا کہ اس قسم کے لوگ صدیوں میں پیدا ہوں گے، یعنی ہر صدی (دور) میں ہوں گے۔ (مسائل:۱۷).

قیامت کے دن نورانی چہرہ:

حضرت نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے مال و دولت کو حلال طریقہ سے لیا، لوگوں سے حرام سوال سے بچنے، پڑوسی پر مہربانی کرنے کی نیت سے اور اہل وعیال کے لیے رزق حاصل کرنے کی نیت سے، تو ایسا شخص وقیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا ہوگا۔ (اسلام کا نظامِ تجارت:۱۸، شیخ اسعدی مدظلہ)

اچھی نیت سے حلال مال کمانے والی کی فضیلت:

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے سامنے سے ایک آدمی گزرا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے اس آدمی کی جسمانی طاقت وتوانائی کو دیکھ کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہی اچھا ہوا گر یہ آدمی اللہ کی راہ میں نکلا ہوتا؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر یہ شخص اپنے چھوٹے بچوں کی خاطر کمائی کے لیے نکلا ہوا ہے، تو یہ شخص اللہ کی راہ میں ہی ہے اور اگر یہ شخص اپنے بوڑھے والدین کی خدمت کی خاطر کمانے کے لیے نکلا ہوا ہے تو یہ بھی اللہ کی راہ میں ہے اور اگر یہ آدمی اپنے آپ کو حرام سوال سے بچانے کی خاطر (حلال) کمانے کے لیے نکلا ہوا ہے تو یہ بھی اللہ کے راستہ میں ہے اور اگر یہ شخص ریا کاری اور فخر کی خاطر (کہ اس کمائی سے لوگوں پر فخر وافتخار اور دکھلاوے سے پیش آئے گا، اور اس مال کی وجہ سے اپنے سے کم تر کو حقیر وذلیل اور بے حیثیت سمجھے گا، اور اس کے لیے اس طرح دوڑ دھوپ کرتا ہے) طلبِ معاش کے لیے گھر سے نکلا ہوا ہے تو پھر یہ شخص شیطان کے راستہ میں ہے ۔(مسائل:۲۰).

اللہ تعالیٰ کا محبوب مؤمن:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما وعنہم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ (حلال) پیشہ کرنے والے مؤمن سے محبت کرتا ہے۔ (معجم طبرانی، سنن بیہقی، درسِ حدیث:۲/۱۷).

حرام مال کے نقصانات:

خادمِ خاص حضرت امامُ الانبیاء، سیدنا حضرت انس ابن مالک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! دعاء فرمادیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے مستجابُ الدعوات (جس کی ہر دعاء فوراً قبول ہوجائے) بنادے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انس! اپنی کمائی حلال رکھو، تمہاری دُعاء قبول ہوگی، کیونکہ جو کوئی شخص حرام کا لقمہ منہ میں لیتا ہے، تو چالیس (۴۰) دن تک اس کی کوئی دعاء قبول نہیں ہوتی۔

(اسلام کا نظامِ تجارت:۲۶).

اور امام بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی سند کے ساتھ حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے درمیان اخلاق تقسیم کردیئے ہیں، جیسا کہ

اُرزاق (رزق) بانٹ دیئے ہیں اور بے شک اللہ تعالیٰ دُنیا دیتا ہے اس شخص کو جس سے محبت کرتا ہے اور اس کو بھی جس سے محبت نہیں کرتا، مگر دین صرف اِسی کو دیتا ہے جس سے محبت کرتا ہے، سو جس کو اللہ تعالیٰ نے دین دیا، اس کو اللہ تعالیٰ نے محبوب بنالیا اور جو کوئی بندہ مال حرام کمائے گا، پھر اس میں سے خرچ کرے گا، تو اس میں برکت نہ ہوگی اور اس میں سے صدقہ کرے گا تو قبول نہ ہوگا اور اپنے پیچھے چھوڑ کر جائے گا تو یہ مال دوزخ میں لے جانے کے لیے اس کا توشہ ہوگا، بے شک اللہ تعالیٰ برائی کو، برائی کے ذریعہ نہیں مٹاتا، بلکہ برائی کو نیکی کے ذریعہ مٹاتا ہے۔ (اسلام کا نظامِ تجارت:۲۶)۔

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ دنیا میٹھی اور سرسبز ہے، جس نے اس میں حلال طریقہ پر مال کمایا اور اسے حق کے راستوں میں خرچ کیا، اللہ تعالیٰ اسے ثواب دے گا اور جنت عطا فرمائے گا اور جس نے اس دُنیا میں حلال کے سوا دوسرے طریقہ پر مال کمایا اور اسے ناحق طریقوں میں خرچ کیا، اللہ تعالیٰ اسے ذِلت کے گھر (یعنی دوزخ) میں داخل کرے گا۔ (اسلام کا نظام تجارت:۲۷)۔

نبی محترم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بہت سے لوگ ایسے ہیں جو خواہش نفس کے مطابق حرام مال میں گھس جاتے ہیں، اُن کے لیے قیامت کے دن دوزخ ہے۔ (مسائل تجارت:۲۷)۔

اور ایک حدیث میں یوں ہے کہ جو شخص یہ پرواہ نہیں کرتا کہ مال کہاں سے کمایا، اللہ تعالیٰ بھی پرواہ نہیں کرتا کہ اسے دوزخ کے کس دروازے سے داخل کیا۔ (ایضاً)۔

اور ایک حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ ایک فرشتہ بیت المقدس پر روزانہ رات کو اور دن کو یہ آواز لگاتا ہے کہ جس شخص نے حرام کھایا۔ اللہ تعالیٰ اس کا فرض، نفل کچھ قبول نہیں فرمائے گا۔ (ایضاً)۔

اور حضور اقدس ﷺ سے مروی ہے کہ جو شخص حرام مال سے حج ادا کرے اور جب وہ لبیک کہے، تو اسے جواب میں فرشتہ کہتا ہے کہ، نہ تیرا لبیک معتبر (قبول) نہ سعدیک (قبول)، تیرا حج ہی تجھ پر لوٹا دیا گیا (یعنی مردود قرار دیدیا گیا)۔ (ایضاً)۔

اور امام محمد بن الحسن شیبانی رحمہ اللہ تعالیٰ (تلمیذِ رشید امام الائمہ والأُمہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ) نے اپنی مسند میں حضور اقدس ﷺ کا پاک ارشاد نقل کیا ہے کہ جو کوئی دس درہم کا کپڑا خریدے اور ایک درہم بھی اس میں حرام ہو، تو جب تک وہ کپڑا اس کے بدن پر ہے اس کی کوئی نماز مقبول نہ ہوگی۔ (ایضاً)۔

اور حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: کہ وہ جسم جنت میں داخل نہ ہوسکے گا، جس کی پرورش حرام مال سے ہوئی ہو۔ (مسائل تجارت:۲۸)۔

خاتم الانبیاء والمرسلین جناب رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن کچھ ایسے لوگوں کو لایا جائے گا، جن کے ساتھ تہامہ پہاڑ کی طرح سے نیکیاں ہوں گی، مگر جب ان کو پیش کیا جائے گا، تو اللہ تعالیٰ ان سب (نیکیوں) کو کالعدم (ختم، نہ ہونے کے برابر) کردیں گے، پھر ان سب کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! یہ کیسے ہوگا؟ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ یہ لوگ نمازیں پڑھتے تھے، روزے

رکھتے تھے، زکوٰۃ اور حج بھی ادا کرتے تھے، مگر ان سب کے باوجود جب کوئی حرام مال سامنے آیا، اس کو بے دریغ لے لیتے تھے، (اور کھا جاتے تھے) اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کے سارے اعمال کالعدم کر دیے۔ (اسلام کا نظام تجارت: ۲۸).

اس دور میں عوام وخواص سبھی کو بہت احتیاط کی ضرورت ہے، اس لیے کفار و مشرکین، یہود ونصاریٰ کی ہر ممکن کوشش ہے کہ مسلمان کو حرام مال میں پھنسا کر، اس رشتہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے توڑ دیا جائے، اور پھر یہ (مسلمان) عذابِ الٰہی کی زد میں آکر دنیاوی واُخروی کے اعتبار سے ناکام ونامراد اور نیست ونابود ہو جائے، اسی وجہ سے اُن دشمنانِ اسلام نے طرح طرح کی کمپنیاں، اسکیمیں، لاٹریاں، شیئر بازار، سودی کاروبار کے سینکڑوں ذرائع اور حیلے، حوالے آج کے ماحول ومعاشرہ میں پھیلا رکھے ہیں، لہٰذا خوب پھونک پھونک کر قدم رکھنے کا نازک وقت ہے، علماء وصلحاء کی صحبت اور ان کی راہنمائی وراہبری میں ایک ایک لمحۂ زندگی صحیح اسلامی ودینی طریقہ پر گزارنے کا زمانہ ہے، اس لیے ہر آدمی کے مال کو بلاتحقیق مالِ غنیمت سمجھ کر نہیں کھالینا چاہیے، یہ ہمارے لیے بربادی کا باعث ہوسکتا ہے، بلاتحقیق ہر کس وناکس کی دعوت وپارٹی میں شرکت کر لینا، اس کے یہاں کا کچھ کھا، پی لینا بھی خسر الدنیا والآخرۃ کا سبب ہوسکتا ہے۔ اللّٰھم احفظنا من المحن والفتن ماظھر منھا وما بطن. آمین.

اور وہب بن وردؒ نے فرمایا: اگر تم ستون کی طرح سے (خشوع وخضوع کے ساتھ) کھڑے رہو (یعنی نماز میں) تو یہ تمہیں کچھ نفع نہ دے گا، جب تک کہ تم یہ تحقیق نہ کرلو کہ تمہارے پیٹ میں کیا جا رہا ہے، حلال یا حرام؟۔ (اسلام کا نظام تجارت: ۲۸).

مشہور محدث وفقیہ حضرت سفیان بن سعید ثوریؒ (تلمیذِ رشید امام الائمہ والا ُمہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ) نے فرمایا: جو شخص حرام مال نیک کام میں خرچ کرے، اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص اپنا ناپاک کپڑا پیشاب سے پاک کرے، حالانکہ ناپاک کپڑے کو صرف (پاک) پانی ہی پاک کرسکتا ہے، اسی طرح گناہ کو بھی حلال مال ہی سے مٹایا اور ہٹایا جاسکتا ہے۔ (ایضاً).

امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ تعالیٰ (تلمیذ رشید امام الائمہ سراج الأمہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ) فرماتے ہیں کہ: میں شبہ کی وجہ سے (کہ وہ حرام ہے یا حلال) ایک درہم واپس کر دوں (استعمال نہ کروں) یہ مجھ کو اس سے زیادہ محبوب ہے کہ ایک لاکھ اور سو درہم صدقہ کروں۔ (مسائل تجارت: ۲۹).

بعض صالحین کا ایک عبرت آموز خواب:

بعض صالحین سے مروی ہے کہ جب موت کے بعد ان کو خواب میں دیکھا گیا تو ان سے پوچھا گیا کہ تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟ انہوں نے کہا اچھا ہی معاملہ ہوا، لیکن اتنی بات ہے کہ ایک سوئی کی وجہ سے جنت میں داخلہ سے روکا ہوا ہوں، یہ سوئی میں نے ایک صاحب سے عاریۃً (اُدھار) لی تھی، پھر اسے واپس نہ کی۔ الخ. (فضائل تجارت، اسلام کا نظام تجارت: ۲۹).

یہی وجہ ہے کہ سلف صالحین نے ہمیشہ حرام اموال سے مکمل طور پر پرہیز کیا ہے اور بہر صورت مشقت وتنگدستی اور فقر وفاقہ کی حالت کو تو برداشت کیا، مگر کسی بھی طرح حرام کے قریب تک نہ ہوئے، اور تقویٰ وورع کا یہ عالم تھا کہ اموال حرام سے بچاؤ کے لیے مشتبہ اشیاء سے بھی اسی طرح پرہیز کرتے، جس طرح حرام مال سے بچتے۔

مگر آج کے معاشرہ اور سماج کو کیا کہئے ،کسی کا کچھ لے کر دینا ضروری ہی نہیں سمجھتے اور مالدار و چودھری اور ذمہ دار قسم کے لوگ تو اس کو اپنا ہی ضروری حق اور مالِ غنیمت سمجھ کر ہڑپ لیتے ہیں ،غریب و ماتحت اور کمزور درجہ کے لوگ بڑے کے ادب واحترام یا شرم حضوری میں وہ چیز یا روپیہ و پیسہ نہیں مانگتے ،یاد رہے کہ اس قسم کے یہ دنیاوی بڑے کھڑے ،چودھری و پردھان ذلت ورسوائی کی دائمی پستی وعذابِ الٰہی سے بچ نہ سکیں گے ،اس لیے کہ قانونِ الٰہی سب کے لیے یکساں ہے ۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح سمجھ عطا فرمائے ۔آمین.

امیر المؤمنین خلیفۃ المسلمین سیدنا حضرت عمر الفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعنہم کا ارشاد ہے کہ ہم حلال کے دس (۱۰) حصوں میں سے ،نو (۹) حصوں کو اس خوف سے چھوڑ دیتے تھے کہ کہیں حرام میں نہ پڑ جائیں ۔

(مسائل تجارت :۳۰).

حرام مال کا شرعی حکم :

حرام مال کا حاصل کرنا ،کمانا ،کھانا اور استعمال کرنا کبیرہ گناہ ہے ،خواہ وہ کسی بھی طریقہ سے ہو ،اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :وَلَا تَأْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ .

یہی وجہ ہے کہ حرام مال کے ارتکاب کے خوف سے ،حد درجہ احتیاط برتتے ہوئے اکابرِ صحابہ وتابعین ، صالحینِ زمانہ وبزرگانِ دین ،ہمارے اکابر ومشائخ اور اساتذۂ کرام دست کاری یا کوئی جائز کاروبار کرتے تھے ،(یعنی تعلیم وتعلم تبلیغ و اشاعت ،اصلاح وارشاد اور ذکر وشغل کے ساتھ ساتھ خود کماتے تھے ،اور ان حضرات کے حق میں یہ کوئی قباحت وشرمندگی کی بات بھی نہیں ،حلال کمانا ،اور کھانا تو ہر مسلمان پر دیگر فرائض کی طرح ایک اہم فریضہ ہے ،خود قرآن وحدیث میں اس سلسلہ کی تاکیدات وترغیبات وارد ہوئی ہیں ،مزید برآں یہ انبیاء ومرسلین کی سنت بھی ہے)اس قسم کے ایک دو نہیں ، بلکہ لاکھوں ،کروڑوں واقعات سے کتبِ تواریخ تراجم اور سوانحات بھری ہوئی ہیں ۔تفصیل کا یہاں نہ موقع ہے اور نہ ضرورت ، یہ اظہر من الشّمس بات ہے ،پھر بھی جس کا دل چاہے ،وہ اس طرح کی کتابیں علماء واساتذہ سے دریافت فرما کر مطالعہ کرے ۔

اللہ رب العزت والجلال آج کے ہم جیسے کمزور و بے غیرت اور سست وکاہل مسلمانوں کو بھی غیرت وہمت اور چستی عطا فرمائے ۔آمین.

بہر حال حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضور اکرم ﷺ کے شکم پاک کی بھی منظر کشی کی ہے ۔

وصافِ نبی حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ حلیۂ مبارک بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا پیٹ اور سینہ ہموار تھا (یعنی آپ ﷺ موٹے نہ تھے)
(شفاء ،للقاضی :۱/۱۲۱ تا ۱۲۶ ،شمائل ترمذی مترجم :۲۰ ،الرحیق المختوم :ص ۶۵۱ تا ۶۵۳).

حضرت ام معبد عاتکہ بنت خالد خزاعیہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کا حلیۂ مبارک بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کا پیٹ نہ تو ہموار اور سڈول تھا کہ اندر کو دھنسا ہو؛ بلکہ حسن وجمال کے قالب میں ڈھلا ہوا تھا ۔(دلائل النبوۃ :۲/۲۲۲ ،مستدرکِ حاکم :۳/۱۰ ،الرحیق المختوم :ص ۶۴۴ ،زاد المعاد :۲/۵۴).

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا پیٹ مبارک لپٹے ہوئے کاغذ کی طرح نازک اور لطیف تھا ،یعنی نزاکت ولطافت میں تہ بہ تہ کاغذوں کی طرح تھا ۔(مجمع الزوائد :۱/۱۷۹۰).

حافظ ابونعیم اصفہانی رحمہ اللہ تعالیٰ راویٔ اسلام سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا جسم مبارک گویا کہ چاندی سے ڈھلا ہوا تھا، آپ ﷺ کے موئے مبارک خمدار، اعتدال اور مناسبت کے ساتھ بڑا پیٹ ، کندھوں کے جوڑ اور ہڈیاں مضبوط اور بڑی بڑی، چلتے وقت پورے جماؤ کے ساتھ زمین پر قدم رکھتے۔ (دلائل النبوۃ:۱/۱۷۹).

اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہما دونوں بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کے لبّہ (حلق) سے لیکر ناف تک سینۂ مبارک اور بطن مبارک کے درمیان بالوں کی ایک باریک سی لکیر تھی، جس طرح چھڑی ہوتی ہے، اس کے علاوہ پیٹ مبارک بالوں سے بالکل صاف وستھرا تھا۔ (شفاء، للقاضی:۱/۱۲۱ تا ۱۲۶، شمائل ترمذی مترجم:۲۰، الرحیق المختوم:ص ۶۵۱ تا ۶۵۳).

ترجمان القرآن حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کا پیٹ اور سینہ برابر تھا، اور حلق سے لیکر ناف تک چھڑی کی طرح (باریک) بالوں کی لکیر کے سوا، پیٹ اور سینے پر کہیں بال نہ تھے۔ (خلاصۃ السیر:۱۹، الرحیق المختوم:۶۴۷).

الغرض رسول اکرم ﷺ کا پیٹ مبارک سینہ کے ہموار تھا، تو ند نکلی ہوئی نہ تھی۔

اس مضمون کی ترجمانی بھی جناب قاری عبدالسلام مضطؔر ہنسوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی زبانی ملاحظہ فرمائیں۔

تھے چوڑے دونوں شانے فصل کچھ ان میں زیادہ تھا
ذرا ابھرا ہوا تھا سینۂ مبارک اور کشادہ تھا

شکم اور سینہ ہموار ایک نمائش تھی جمالوں کی
تھی سینے سے لکیر ایک ناف تک باریک بالوں کی
تھے کچھ بال اوپری حصہ میں بازو اور سینے کے
بقیہ کل بدن بے بال تھا مثل آبگینے کے

یَا رَبِّ! صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُ

☆ ...... ☆ ...... ☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿نبی اکرم ﷺ کی کلائیاں اور بازو مبارک﴾

وصافِ نبی حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت امام الانبیاء ﷺ لمبی اور بڑی بڑی کلائیوں والے تھے ،اور آپ ﷺ کے دونوں بازوؤں پر بال تھے (یہ بھی مضبوطی کی علامت ہے)۔(شفاء: ۱۲۱/۱ تا ۱۲۶، شمائل ترمذی: ۲۰، خلاصۃ السیر :ص ۱۹، الرحیق المختوم :ص ۶۵۱ تا ۶۵۳).

رئیس المفسرین حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما حلیہ مبارک کے ذکر کے درمیان فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے بازوؤں اور مونڈھوں پر بال تھے، اور کلائیاں بڑی بڑی تھیں ۔(خلاصۃ السیر : ۲۰، الرحیق المختوم: ۶۴۷).

حضرت محرش کعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی کلائیاں مرمریں اور دراز، دونوں کندھوں کے درمیان عام پیمانے سے کچھ زیادہ فاصلہ ،آنکھوں کی پلکیں طویل، جب آپ ﷺ آگے یا پیچھے دیکھتے ،تو پورے وجود کے ساتھ متوجہ ہوتے ۔(مسندِ امام احمد: ۳۲۸/۲).

اللہ اکبر! میرے آقا ﷺ کا حسن و جمال تھا ہی ایسا پُر کشش و دلربا کہ حضرات ِصحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اس کو الفاظ کا جامہ پہنانے میں اعلیٰ سے اعلیٰ اور عجیب وغریب تعبیر اختیار کرتے ،جیسا کہ یہاں کیا گیا کہ آپ ﷺ کی خوبصورت کلائیوں کو سنگِ مرمر سے تعبیر کیا کہ صفائی و ستھرائی اور چکنے پن میں آپ ﷺ کی ہتھیلیاں ایسی تھیں ؛ جیسا کہ مرمر پتھر، صفائی و نکھار اور حسین و وجیہ ہونے میں اپنی مثال آپ ہوتا ہے، اور آپ ﷺ ایسے کیوں نہ ہوں، جبکہ خلاقِ عالم و انسانیت اللہ رب العزت والجلال نے آپ ﷺ کے وجودِ باجود و مسعود میں باطنی کمالات کے ساتھ ساتھ، ظاہری کمالات بھی کوٹ کوٹ کر بھر دیئے تھے ، ہر طرح سے آپ ﷺ کامل و مکمل اور انتہائی دل فریب وخوش منظر اور بہادر نظر آتے تھے، اور کیوں نہ ہوں ؛ جبکہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کر چکے ہیں کہ خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِّنْ کُلِّ عَیْبٍ. کہ آپ ﷺ کو ظاہری و باطنی ہر قسم کے عیب اور کمزوری سے پاک وصاف پیدا کیا گیا تھا۔ گویا آپ ﷺ کو آپ کی مرضی ومنشاء کے مطابق بنایا گیا تھا۔

ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ

يَا رَبِّ! صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُ

ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ

أَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ
وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا

☆ ...... ☆ ...... ☆

﴿نبی اکرم ﷺ کی ہتھیلیاں اور ہاتھ مبارک﴾

خادمِ رسول سیدنا حضرت انس بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلیاں گداز اور ہاتھ اعتدال کے ساتھ بڑے تھے۔(بخاری شریف:۲/۵۰۲)۔

وصاف نبی اکرم، سیدنا حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلیاں کشادہ اور گوشت سے بھری ہوئی یعنی گداز تھیں۔(شفاء:۱/۱۲۱ تا ۱۲۶، شمائل ترمذی:۲۰، الرحیق المختوم:ص۶۵۱ تا ۶۵۳)۔

دامادِ حبیبِ خدا امیر المؤمنین سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حلیہ شریف بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلیاں فراخ (کشادہ) اور گوشت سے بھری ہوئی تھیں۔(سیرۃ ابن ہشام:۱/۴۰۱و۴۰۲، زادُ المعاد:۲/۵۴، شمائل ترمذی: ص۲، الرحیق المختوم:۶۴۵)۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ریشم وحریر کا کوئی دبیز یا باریک کپڑا ایسا نہیں چُھوا، جو رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلی سے زیادہ نرم اور گداز ہو، اور نہ کبھی کوئی عنبر یا مشک یا کوئی ایسی خوشبو سونگھی جو رسول اللہ ﷺ کی خوشبو سے بہتر ہو۔(صحیح بخاری:۱/۵۰۳، صحیح مسلم:۲/۲۵۷، الرحیق المختوم:۶۴۷)۔

محدثِ زمانہ حضرت ملا علی قاری ہروی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ یہ ایک حقیقت ہے کہ فطری طور پر آپ ﷺ کے ہاتھ اور پاؤں مبارک کھردرے نہ تھے؛ بلکہ نرم اور ملائم تھے، ہاتھ کی انگلیوں اور ہتھیلیوں کا پُر گوشت ہونا کہ رگیں ظاہر نہ ہوں، مردوں کا حسن ہے، مردوں میں یہ صفت پسندیدہ ہے کہ اس سے گرفت (کسی چیز کی پکڑ) مضبوط ہوتی ہے، لیکن عورتوں میں یہ صفت اچھی اور پسندیدہ نہیں ہے۔(جمع الوسائل:۱/۲۶)

بعض محدثین کا ارشاد ہے کہ نرمی، جِلد (کھال) اور چمڑے میں تھی، سختی اور مضبوطی ہڈیوں میں تھی، جسم مبارک نرم وملائم، مگر جوڑوں میں زور، مضبوطی اور قوت تھی۔(شرح الحقانی:۱/۱۰۶)۔

اسی لیے ملا علی القاریؒ نے اس مقام پر لکھا ہے کہ جب آپ ﷺ جہادی اُمور سرانجام دیتے، یا گھر کا کام کاج کرتے، تو ان عارضی امور کی وجہ سے ہتھیلیاں سخت اور کھردری ہو جاتیں اور جب یہ امور نہ ہوتے تو ہتھیلیاں فطری طور پر نرم وملائم ہو جاتیں۔(جمع الوسائل: ج:۱، ص:۲۵)۔

حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وادیٔ بطحا میں تھے، کہ لوگ تبرک کے طور پر آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک پکڑتے اور انہیں اپنے چہروں سے لگاتے، میں نے بھی آپ ﷺ کا ہاتھ اپنے چہرہ پر رکھا، تو وہ برف سے زیادہ ٹھنڈا اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھا۔(صحیح بخاری:۱/۵۰۲، الرحیق المختوم:۶۴۸)۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ۔ جو بچے تھے۔ کہتے ہیں کہ میں نے مدینہ منورہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نمازِ ظہر پڑھی، پھر آپ ﷺ اپنے اہل خانہ کے یہاں تشریف لے گئے، میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ ہولیا، بچوں نے آپ ﷺ کا استقبال کیا، آپ ﷺ کمالِ شفقت اور پیار سے ایک ایک کے رخسار تھپتھپاتے، چونکہ میں بھی بچہ تھا، آپ ﷺ نے میرے رُخسار پر بھی ہاتھ پھیرا، تو میں نے آپ ﷺ کے ہاتھ میں

ایسی ٹھنڈک اور ایسی خوشبو محسوس کی، گویا آپ ﷺ نے ابھی ابھی اسے عطار (عطر بیچنے والے) کے عطردان سے نکالا ہے۔ (صحیح مسلم شریف:۲/۲۵۶).

سید المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حلیہ پاک بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کی ہتھیلیاں کشادہ تھیں۔

(خلاصۃ السیر:۱۹، الرحیق المختوم:۶۴۷).

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے قدمین مبارکین اور ہتھیلیاں گوشت سے بھرے ہوئے تھے۔ (صحیح بخاری:۲/۵۶۵).

علامہ عبدالرؤف مناوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ ہتھیلیوں کے پُر گوشت ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ موٹائی کی طرف مائل تو ہوں؛ لیکن نہ چھوٹی اور نہ کھردری ہوں۔ (شرح المناوی:۲۵).

اور یہی کمال آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک کی انگلیوں میں تھا؛ چناں چہ وصافِ نبی حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آپ ﷺ کی انگلیاں تناسب کے ساتھ لمبی تھیں۔ (شفاء:۱/۱۲۱تا۱۲۶، شمائل ترمذی:۲۰، الرحیق المختوم: ص۶۵۱ تا ۶۵۳).

حاصل یہ کہ دیگر لوگوں کے اعتبار سے قدرے لمبائی کی طرف مائل تھیں، البتہ حد سے زائد لمبی نہ تھی کہ بڑی معلوم ہوں اور انگلیوں کی گرہیں مضبوط اور بڑی تھیں۔

امیر المؤمنین سیدنا حضرت علی اور حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہما دونوں کا بیان ہے کہ آپ ﷺ کے جوڑوں کی ہڈیاں موٹی موٹی تھیں، تو اس میں انگلیوں کے جوڑ بھی داخل ہیں۔ (شمائل ترمذی: ص۶ و ۱۷).

ان دونوں مضامین کی عکاسی و منظر کشی کرتے ہوئے جناب قاری عبدالسلام مظفر ہنسویؒ کہتے ہیں۔

کفِ دست اور پنجے پائے اطہر کے کشادہ تھے
گداز و نرم، دیبا اور ریشم سے زیادہ تھے
کلاں تھی ہڈیاں مربوط اور پُر گوشت تھے اعضاء
تھے لمبے ہاتھ، لمبی انگلیاں، متناسب وزیبا

يَا رَبِّ! صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُ

☆ ...... ☆ ...... ☆

﴿ آپ ﷺ کی پنڈلیاں، پیر اور ایڑیاں مبارک ﴾

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی پنڈلیاں کسی قدر باریک تھیں، اور آپ ﷺ کی پنڈلیوں پر بال بھی تھے۔ (شمائل ترمذی:۱۴)۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی پنڈلیاں زیادہ بھاری بھرکم اور پُر گوشت نہ تھیں، ہلکی ہلکی گولائی لیے ہوئے تھیں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ:۵۱۳/۱۱)۔

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ آپ ﷺ خیمہ سے باہر تشریف لائے، اس حال میں کہ آپ ﷺ کی پنڈلی مبارک چمک رہی تھی، گویا میں اب بھی (تصور میں) اس پنڈلی کی چمک کو دیکھ رہا ہوں۔ (بخاری شریف:۵۰۳/۱)۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ آپ ﷺ کی ایڑیوں پر گوشت بہت کم تھا۔ (صحیح مسلم:۲۵۸/۲، الرحیق المختوم:۶۴۵)۔

امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جابر بن سمرہؓ سے ہی نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ کی پنڈلیاں قدرے پتلی تھیں۔ (جامع ترمذی مع تحفۃ الاحوذی:۳۰۶/۴)۔

وصافِ نبی حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے تلوے قدرے گہرے، قدم ہموار اور چکنے کہ ان پر پانی نہ ٹھہرتا؛ بلکہ فوراً ڈھل جاتا، چلتے وقت پوری طرح قدم اُٹھاتے، زمین پر آہستہ رکھتے ہوئے آگے کو جھک کر تشریف لے جاتے۔ (شفاء:۱۲۱/۱ تا ۱۲۶، شمائل ترمذی:۲، الرحیق المختوم: ص ۶۵۱ تا ۶۵۳)۔

یعنی حضور اکرم ﷺ کے قدمین مبارکین ایسے صاف ستھرے تھے کہ ملاست اور صفائی کی وجہ سے پانی اُن پر سے فوراً ڈھل جاتا تھا، ٹھہرتا نہیں تھا۔

وصافِ محبوبِ دو عالم، سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلیاں اور پیر (قدم مبارک) گوشت سے بھرے ہوئے تھے۔ (مسند امام احمد:۸۹/۱)۔

دونوں پیروں کا پُر گوشت ہونا اور ان پر بال ہونا، یہ صفات مردوں میں تو قابل تعریف اور پسندیدہ ہیں، مگر عورتوں میں ناپسندیدہ اور عیب شمار ہوتی ہیں۔

سرورِ کونین ﷺ کے خاص خادم سیدنا حضرت انس بن مالک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا سر مبارک بڑا، مگر اعتدال اور مناسبت کے ساتھ، قدم موٹے پُر گوشت اور ہتھیلیاں کشادہ تھیں۔ (صحیح بخاری:۳۵۷/۱۰)۔

اور الرحیق المختوم میں ہے کہ آپ ﷺ کے تلوے خالی تھے (گوشت سے)۔

(ص:۵۶۷، خلاصۃ السیر:۱۹)۔

تلووں کا گوشت سے خالی اور گہرا ہونا یہ بہادری اور پھرتی کی علامت کے ساتھ، سخاوت کی بھی علامت ہوتا ہے۔

حضور ﷺ کے پاؤں مبارک کی انگلیاں بھی تناسب واعتدال کے ساتھ اوروں کے مقابلہ میں دراز تھیں؛ جیسا کہ ہاتھ کی مبارک انگلیوں کے متعلق سابق میں گزرا ہے۔

حضرت علی اور دیگر حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے مروی ہے کہ رسول اللہ

ﷺ کے اعضاء کے جوڑوں کی ہڈیاں بڑی بڑی تھیں۔(شمائل ترمذی:۱۲).

اور یہ بھی منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے جوڑوں کے ملنے کی ہڈیاں (مثلاً کہنیاں، گٹّے اور کندھے، پنڈلیاں) موٹی اور مضبوط تھیں۔(شمائل مترجم:۱۷).

خلاصۃ السیر میں ہے کہ آپ ﷺ کے سب اعضاء بڑے بڑے تھے۔

(ص۲۰،الرحیق المختوم:۷۵۶).

الغرض آپ ﷺ ظاہری طاقت وتوانائی میں بھی سب سے اعلیٰ وبالا اور اکمل واتم تھے،اس میں بھی کوئی آپ ﷺ کا سہیم وشریک نہ تھا۔

ان مضامین کی جناب مظفر ہنسوری صاحب نے اس طرح عکاسی ومنظرکشی کی ہے۔

تھیں پتلی پنڈلیاں ہموار اورشفاف زبیدہ
لطافت کا وہ عالم شاخِ طوبیٰ جس سے شرمندہ
کفِ دست اور پنجے پائے اطہر کے کشادہ تھے
گداز ونرم،دیبا اور ریشم سے زیادہ تھے
قدم آئینہ سا قطرہ نہ پانی کا ذرا ٹھہرے
تھیں کم گوشت اور ہلکی ایڑیاں تلوے ذرا گہرے

یا ربِّ! صلِّ و سلِّمْ دائمًا أبدًا
علٰی حبِیْبِکَ مَنْ زَانَتْ بِہِ الْعُصُرُ

ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ

أَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلانَامُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْأُمِّیِّ

وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا

☆☆☆

﴿آپ ﷺ کی چال مبارک﴾

دیوانگانِ نبی کریم ﷺ (یعنی حضرات صحابہ) نے اپنے محبوب حضرت نبی مکرم ﷺ کی ہر ہر اداء وانداز کو محفوظ کرکے اُمت تک پہنچانے کی بھرپور کوشش کی ہے ؛چناں چہ نبی اکرم ﷺ کی چال ڈھال، چلن اور رفتار کو بھی بیان کیا۔

امیر المؤمنین سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کا سر بڑا تھا، جوڑوں کی ہڈیاں بھاری بھاری تھیں، سینے پر بالوں کی لمبی لکیر تھی، جب آپ ﷺ چلتے تو کسی قدر جھک کر (تواضع کے ساتھ) چلتے، گویا کسی ڈھلوان سے اُتر رہے ہیں۔ (سیرۃ ابن ہشام: ۱/۴۰۱و۴۰۲، زادُ المعاد: ۲/۵۴، شمائل ترمذی: ص۲، الرحیق المختوم: ۶۴۵، خلاصۃ السیر: ۱۹و۲۰)۔

مذکورہ روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کسی قدر جھک کر چلتے، گویا کسی اونچائی سے نیچائی کی طرف اتر رہے ہیں؛ محدثین کرام نے آپ ﷺ کی رفتار کے سلسلے میں مروی تمام روایات کو جمع کرکے کہا ہے کہ آپ ﷺ کے چلنے کی کیفیت تین اوصاف کو جامع ہے۔ (۱) تیزی سے چلنا۔ (۲) آگے کی طرف جھک کر چلنا۔ (۳) قدم مبارک اُٹھا کر چلنا۔

اور آپ ﷺ کی رفتار میں یہ تینوں اوصاف بدرجہ اتم موجود تھے، جو عجز و انکساری اور تواضع وعبدیت پر دلالت کرتے ہیں، آپ ﷺ کی رفتار میں غرور یا تکبر کا شائبہ تک نہ ہوتا تھا، کشادہ کشادہ قدم اُٹھاتے، سینہ تان کر اکڑ کر نہ چلتے، نہایت ہی باوقار، عزت مندانہ اور پسندیدہ چال چلتے، اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی یہ صفت قرآن پاک میں بیان فرمائی ہے۔

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا. (الفرقان)

یعنی خدا کے بندے تو وہ ہیں، جو زمین پر متکبر لوگوں کی طرح اکڑ اکڑ کر نہیں چلتے؛ بلکہ نہایت وقار کے ساتھ چلتے ہیں۔

حافظ ابن القیم الجوزیہ رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں کہ رفتارِ ''ھون'' کا معنی یہ ہے کہ سکون ووقار کے ساتھ بلا تکبر کے اور بلا ہلائے کندھے کے چلے۔

(زادُ المعاد: ۱/۱۵۸)۔

حضرت انس بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ چلتے وقت آگے کی طرف جھکاؤ رکھتے، ایسا معلوم ہوتا کہ آپ ﷺ کے ہاتھ میں کوئی چیز ہے، جس پر ٹیک لگائے چل رہے ہیں۔ (مستدرکِ امام حاکم: ۲/۲۸۱)۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ چلتے وقت دائیں بائیں نہ دیکھتے۔ (مستدرک حاکم: ۴/۲۹۲)۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب چلتے تو آپ ﷺ کے صحابۂ کرام آگے آگے رہتے اور آپ ﷺ کی پشت کو فرشتوں کیلئے خالی چھوڑ دیتے۔ (مستدرکِ امام حاکم: ۴/۲۸۱)۔

وصافِ نبی حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب چلتے تو تھوڑا جھٹکے سے پاؤں اُٹھاتے، گویا کسی ڈھلوان پر چل رہے ہیں، جب کسی کی طرف دیکھتے تو پوری توجہ کے ساتھ التفات فرماتے اور چلتے وقت نظریں نیچی رکھتے، آپ ﷺ کی نگاہ بہ نسبت آسمان کے زمین کی طرف زیادہ رہتی تھی۔ (شمائل ترمذی: ۲۱)۔

راویٔ اسلام سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے زیادہ خوبصورت میں نے کسی کو نہیں دیکھا، چہرہ مبارک اتنا روشن گویا سورج کی کرنیں پھوٹ رہی ہوں، اس قدر تیز چلتے گویا زمین آپ ﷺ کے لیے لپٹی جارہی ہے ،ہم تو چلتے چلتے مارے تھکن کے چور ہوجاتے اور بہ مشکل آپ ﷺ کا ساتھ دے پاتے ،لیکن آپ ﷺ بلاتکلف بے نیاز ہوکر چلے جارہے ہوتے۔(مسندِ امام احمد:۲/۳۵۰، جامع ترمذی مع شرح تحفۃ الاحوذی:۴/۳۰۶،مشکوٰۃ شریف:۲/۵۱۸،الرحیق المختوم:۶۴۶).

کتبِ حدیث میں یہ بھی ہے کہ جب آپ ﷺ چلتے تھے،تو لوگوں کو آگے سے ہٹایا نہیں جاتا تھا(یعنی ہٹو،بچو کا شور نہیں ہوتا تھا)۔(رسول اللہ ﷺ کی سنتیں:ص۵۹).

ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حلیۂ مبارک بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپ ﷺ جب چلتے تو جھکے کے ساتھ چلتے ،قدرے جھکاؤ کے ساتھ آگے بڑھتے ،اور سہل (آسان وآہستہ) رفتار سے چلتے۔(تحفۃ الاحوذی:۴/۳۰۶،الرحیق المختوم:۶۴۷).

شرح السنۃ میں ہے کہ آپ ﷺ مضبوطی کے ساتھ چلتے تھے، پاؤں کو پوری طرح زمین سے اُٹھاتے، آپ ﷺ کا اندازِ رفتار، اُن لوگوں کی طرح نہیں تھا، جو اترا کر چلتے ہیں اور ناز کی وجہ سے قریب قریب قدم رکھتے ہیں۔(جمع الوسائل:۲۷).

علامہ عبدالرؤف مناویؒ نے متعدد حضراتِ صحابہ کی روایات کے حوالے سے لکھا ہے کہ آپ ﷺ کی چال ایسی ہوتی کہ گویا اونچائی سے نشیب میں اتر رہے ہیں۔
(شرح الشمائل للمناوی:ص۱۸).

محدثِ زمانہ فقیہِ وقت ملا علی القاری الہروی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ چلتے وقت سامنے کی طرف جھک کر جاتے ؛ جیسے کشتی آگے کی طرف جھکی ہوئی چلتی ہے۔(جمع الوسائل:ص۱۷).

خلاصہ یہ کہ آپ ﷺ تیز رفتاری کے ساتھ چلتے تھے،سست اور مریل چال نہ چلتے ؛ جیسا کہ عاشقانِ زمانہ پیروں کو گھسیٹتے ہوئے چلتے ہیں،اور آپ ﷺ کے لیے زمین لپٹتی تھی ،یعنی معمولی رفتار سے بھی چلتے تو مسافت زیادہ طے ہوتی ،جس کو صوفیاء کے یہاں ''طیِّ اَرض'' (زمین کا لپٹنا) کہا جاتا ہے، یہ آپ ﷺ کا معجزہ تھا کہ آپ آگے نکل جاتے ،دوڑتے ہوئے بھی حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم آپ کے ساتھ شریک نہ ہو پاتے۔(شرح الشمائل للحقانی:۱/۹۱).

حافظ ابن القیم الجوزیہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ اس طرح چلنا عزم، ہمت وشجاعت کا چلنا ہے یہ سب سے بہتر رفتار ہے اور جسم کے لیے راحت بخش ہے۔
(زادالمعاد:۱/۱۶۷).

ملا علی قاری ہروی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ کی تیز رفتاری کمالِ قوت کی وجہ سے تھی۔(جمع الوسائل:۴۵).

اس مضمون کو جناب مظہر ہنسوری صاحب نے اس طرح بیان کیا ہے۔

قدم قوت سے اٹھتا اور جھک پڑتا تھا دھرنے میں
بلندی سے جو ہیئت ہوتی ہے نیچے اترنے میں
طمانینت سے چلتے پاؤں رکھتے تھے بڑھا کر کے
تواضع سے نظر نیچی کیے سر کو جھکا کر کے
تھی سرعت چال میں ہمراہ چل سکتا نہ تھا کوئی
زمیں لپٹتی سمٹتی آتی تھی بہر قدم بوسی

توجہ سر پھرا کر دوسری جانب نہ فرماتے

کبھی جب دائیں بائیں دیکھنا ہوتا تو مڑ جاتے

حقیقی عشقِ نبوی ﷺ کا ایک سچا واقعہ:

احقر نے اپنے مشفق مربی ومحسن سیدی وسندی وسلتی الی اللہ حضرت اقدس شیخ مولانا اسلام الحق صاحب اسعدی ،مظاہری سہارنپوری ، دامت برکاتہم وفیوضھم (شیخ الحدیث جامعہ مظاہرعلوم (وقف) وروحِ رواں دار العلوم شاہ بہلول سہارنپور) سے دورانِ درسِ بخاری شریف سنا تھا، کہ قدماءِ محدثین میں سے ایک بڑے محدث کا معمول یہ تھا کہ درسِ حدیث شریف کے دوران جب بھی کوئی ایسی حسّی بات پیش آتی کہ جس کو عملاً دکھلایا جاسکتا ہو،تو حضرت خود عملاً دکھاتے ، چناں چہ جب آپ ﷺ کی چال (رفتارِ مبارک) کا ذکرِ بابرکت آیا،تو طلباء اور مریدین وغیرہ نے حضرت سے بہ اصرار عرض کیا کہ آپ ﷺ ہمیں چل کر دکھائیں کہ حضور ﷺ کی چال کیسی تھی؟ حضرت شیخ نے کچھ توقف وتامل کے بعد فرمایا کہ تم لوگ دیکھ نہ سکوگے،لوگوں نے شدید اصرار کیا،تو حضرت شیخ نے کہا کہ چلو اچھا فلاں دن،فلاں وقت،فلاں جگہ جمع ہوجانا،وعدہ کے مطابق علماء وعوام اور عاشقینِ نبی ﷺ کا ایک جم غفیر (بہت بڑی بھیڑ) اس متعینہ جگہ پر پورے ذوق وشوق اور محبت وعقیدت سے لبریز دل کے ساتھ جمع ہوگیا،اب دیر کس بات کی تھی کہ حضرت اقدس شیخ نے ایسے خوبصورت انداز میں چلنا شروع کیا ، کہ اللہ اکبر! ابھی آپ کی متعینہ جگہ تک چال پوری بھی نہ ہوئی تھی ،یاخدا! کیسی عجیب وغریب چال تھی کہ سینکڑوں لوگ اس خوبصورت چال کو دیکھ کر،اس پر جان فدا کرگئے،اوراسی وقت جان، جان دینے والے کے حوالے کردی۔اللہ اکبر.

زمین وآسمان وعرش وکرسی

ہوئے سرمست پی کر جامِ اللہ

اگر تو خون کردے عاشقوں کا

تو ہر قطرے سے نکلے نامِ اللہ

اور یہی حال سچے عاشقانِ نبی ﷺ کا ہوتا ہے کہ وہ ایک ایک اداء وسنت پر اپنی جان تک نچھاور کرجاتے ہیں۔

يَا رَبِّ! صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا

عَلٰى حَبِيْبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ

وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا

ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ

☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿آپ ﷺ کی مہر نبوت مبارک﴾

آپ ﷺ کی مہر نبوت کا تعلق چونکہ جسم کے ساتھ ہے، اس لیے حضراتِ صحابہ اور بعد کے حضرات اس کو حلیہ مبارک ہی میں بیان کرتے ہیں، اور چونکہ مہر نبوت ایک معجزہ اور علامتِ نبوت کے قبیل سے ہے، اس لیے اہتمام کی وجہ سے اس کو علاحدہ ذکر کیا جاتا ہے، نبی اکرم ﷺ چونکہ خاتم النبیین تھے، اس وجہ سے آپ پر اللہ تعالیٰ شانہٗ نے ختم نبوت کی مہر چسپاں کی تھی، حضور اکرم ﷺ سے پہلے جتنے بھی انبیاء آئے ہیں ان کے مبارک اجساد (جسموں) پر کوئی علامت نہ تھی، اسی طرح دجالِ اکبر سے پہلے جتنے بھی دجاجلہ آئے ہیں، یا آئیں گے ان کے بدن پر کوئی علامت نہ تھی، خاتم الانبیاء والمرسلین ﷺ کے جسم مبارک پر دونوں کندھوں کے درمیان، پشت (پیٹھ مبارک) پر کبوتر کے انڈے کی شکل میں گوشت کا ابھری ہوا ایک ٹکڑا تھا۔ اسی طرح خاتم الدجاجلہ (آخری دجال) کی پیشانی پر بھی علامت ہوگی، حضراتِ محدثین اور احقر کے اساتذۂ کرام نے فرمایا ہے کہ یہ مہر صرف نبوت ہی کی نہیں؛ بلکہ خاتم النبیین ہونے کی بھی علامت ہے، اور یہ مسلمانوں کا اتفاقی واجماعی عقیدہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ آخری نبی ہیں، آپ ﷺ کے بعد ہر قسم کی نبوت کا دروازہ بند ہوگیا، اس عقیدہ کی مختصر تشریح پڑھنے اور سمجھنے کے لیے احقر کی کتاب ''دبستانِ حدیث'' سے حدیث نمبر ۱۶/ بہ عنوان ''عقیدۂ ختم نبوت'' ملاحظہ فرمائیں۔

الغرض آپ ﷺ کی مہر نبوت آپ ﷺ کے شانوں (کندھوں) کے درمیان کبوتر کے انڈے کے برابر تھی، یہ دیکھنے میں سرخ ابھرا ہوا گوشت تھا۔

(صحیح مسلم شریف: ۲۵۹/۲).

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی مہر نبوت کو آپ ﷺ کے دونوں شانوں کے بیچ میں دیکھا، جو سرخ تھی اور مقدار میں کبوتر کے انڈے جیسی تھی۔ (شمائل ترمذی: ۱۴، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت).

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ کو میری خالہ حضور اقدس ﷺ کے پاس لے گئیں اور عرض کیا کہ یارسول اللہ! (اے اللہ کے رسول ﷺ) یہ میرا بھانجا بیمار ہے، حضور اقدس ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے لیے برکت کی دُعاء فرمائی، اور آپ ﷺ نے وضوء فرمایا تو میں نے آپ کے وضوء کا بچا ہوا پانی پی لیا، میں اتفاقاً یا قصداً حضور اکرم ﷺ کی پیٹھ کے پیچھے کھڑا ہوا، تو میں نے مہر نبوت دیکھی جو مسہری کی گھنڈیوں جیسی تھی۔ (بخاری شریف: ۵۰۱/۲، مسلم شریف: ۲۶۰/۲، شمائل ترمذی: ۱۴، جامع ترمذی: کتاب المناقب).

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے ان کی خالہ کے نام کا پتہ نہیں چلا؛ البتہ ان کی ماں کا نام علیہ بنت شریح تھا۔ (المواہب اللدنیہ: ۳۴).

اور علامہ عبد الرؤف مناوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے علامہ محمد بن جزری شافعیؒ سے نقل کیا ہے کہ یہ (خالہ) نمر بنت قاسط الکندی کی بہن تھی۔ (شرح المناوی: ۶۸).

مسئلہ: جس کلمہ میں حضور ﷺ کو خطاب کیا گیا ہو، (جیسے یہاں، یارسول اللہ کہا گیا) اس موقع پر درود نہ پڑھا جائے؛ جیسا کہ امام العصر آیۃ من آیات اللہ حضرت اقدس مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ کے حوالے سے فیض الباری میں منقول ہے۔

بعض حضرات نے اس کے خلاف بھی کہا ہے، اور بعض لوگ حدیث پڑھتے

ہوئے یا سنتے ہوئے ایسے موقع پر درود پڑھتے بھی ہیں، یہ خلافِ تحقیق عمل ہے، علامہ کشمیریؒ فرماتے ہیں کہ سلفِ صالحین سے یہ بھی منقول ہے کہ درود شریف نہ پڑھا جائے ؛احقر کے دارالعلوم دیوبند کے اساتذۂ حدیث بھی یہی فرماتے ہیں، اور حدیث کی بڑی ،عربی کتابوں میں ایسے مواقع پر درود شریف لکھا ہوا بھی نہیں ہوتا، یہ بھی اسی پر دال ہے کہ نہ پڑھا جائے؛ البتہ اس موقع کے علاوہ جہاں بھی آپ ﷺ کا نامِ نامی، اسم گرامی مبارک آئے تو درود شریف میں بخل کرنا گناہ ہے۔(مستفاد: شرح الحقانی:۱/۱۹۶).

مسہری کی گھنڈیاں کیا ہوتی ہیں؟

پہلے زمانہ میں، اور کہیں کہیں اب بھی، دُلہن اور دُلہا کی پہلی رات کے لیے ایک پلنگ (مسہری یا ڈبل بیڈ) مزین کیا کرتے ہیں، جس کو کپڑے سے ڈھانپ کر ایک مکان کی شکل کا بنایا جاتا تھا اور پھر چھت والے پردے میں کبوتری کے انڈے کے برابر اسی ڈیزائن کی گھنڈیاں لٹکائی جاتی تھیں خوبصورتی کے لیے، حدیث شریف میں وہی گھنڈیاں مراد ہیں، تو یہ تمام روایتیں ایک دوسرے کے موافق ہیں کہ اس کی مقدار اور بناوٹ کبوتری کے انڈے جیسی تھی، اس لیے کہ گھنڈی بھی کبوتری کے انڈے ہی کے مثل ہوتی ہے۔(فیض الباری شرح الجامع الصحیح للبخاری).

اور بعض روایات میں ہے کہ اس کے چاروں طرف تِل بھی تھے، جو مسّوں کے مانند تھے؛ چناں چہ حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے مہر نبوت کو دیکھا وہ (مقدار میں) مٹھی کے مانند تھی اور اس کے چاروں طرف تِل بھی تھے، جو مسّوں کی طرح لگتے تھے۔(مسلم شریف:۲/۲۶۰).

اور مہر نبوت کے چاروں طرف بال بھی تھے، جیسا کہ حضرت ابوزید انصاریؓ

کے حوالے سے ذیل میں نقل کیا گیا ہے۔

حضرت ابونضرہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی مہر نبوت کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ آپ ﷺ کی پشت پر ایک گوشت کا اُبھرا ہوا ٹکڑا تھا۔(مسند امام احمد:۳/۶۹، شمائل ترمذی:۱۶).

حضرت عِلباء بن احمر یشکری رحمہ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ مجھ سے حضرت ابوزید عمر بن اخطب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ قصہ بیان کیا کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے اپنی کمر مبارک مَلنے کے لیے ارشاد فرمایا، میں نے رسول اللہ ﷺ کی کمر ملنی شروع کی، تو اچانک میری (ہاتھ کی) انگلی مہر نبوت پر لگ گئی، حضرت علباء کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوزیدؓ سے پوچھا کہ مہر نبوت کیا چیز تھی؟ انہوں نے جواب دیا کہ چند بالوں کا مجموعہ تھا۔(مسند امام احمد:۵/۷۷و۳۴۱، طبقاتِ ابن سعد:۲/۱۳۱، صحیح ابن حبان: رقم ۲۰۹۶، مستدرکِ حاکم:۲/۶۰۶، شمائل ترمذی:۳۵).

علامہ ابراہیم بیجوری رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں کہ ان روایات میں کوئی حقیقی تعارض واختلاف نہیں ہے، اس لیے کہ مختلف اوقات میں مہر نبوت کی کیفیت وکمیت، اس کا رنگ، اس کا سائز بدلتا رہتا تھا۔(مواہب لدنیہ:۳۶).

چنانچہ علامہ قرطبی علیہ الرحمہ نے ان مختلف روایتوں میں اس طرح تطبیق دی ہے کہ وہ کم زیادہ بھی ہوجاتی تھی اور رنگ میں مختلف ہوتی رہتی تھی۔

حضرت اقدس استاذ الاساتذ فخر المحدثین ریحانۃ الہند شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ بندۂ ناچیز کے نزدیک دوسری طرح جمع (ان تمام روایات میں) یہ بھی ممکن ہے کہ حقیقت میں یہ سب تشبیہات ہیں اور تشبیہ ہر شخص

کی اپنے ذہن کے موافق ہوتی ہے، جو تقریبی حالت ہوتی ہے اور تقریب کے اختلاف میں اشکال نہیں ہوتا، بندہ کے نزدیک یہ توجیہ زیادہ مناسب ہے۔ (خصائل نبوی:۴۹)

کسی سے خدمت لینا:

مذکورہ حدیث پاک سے اس بات کا بھی ثبوت ہوا کہ اپنے غیر سے خدمت لینا، جب کہ وہ بالغ ہو اور متعارف ومانوس ہو اور بہ خوشی قبول کرے، جائز ہے۔

مسئلہ: چھوٹے نابالغ بچوں سے اُن کے والدین وسرپرستان کی اجازت کے بغیر خدمت لینا اور بامشقت کام لینا جائز نہیں۔ (وقوف النبی ﷺ:۱۵).

خاص طور پر ذمہ دارانِ مدارس اِس طرف توجہ دیں، اس لیے کہ عام طور پر چھوٹے مدارس اس میں مبتلاء ہیں، جو نونہالانِ اُمت سے بامشقت کام لیتے ہیں اور بعض دفعہ اُن (بچوں) سے بعجہِ بچپن ولڑکپن چوک ہوجانے کی وجہ سے اُن کو بلا احتیاط لعن وطعن اور زدوکوب بھی کیا جاتا ہے، جو کسی بھی طرح جائز نہیں۔ فالی اللہ المُشْتکٰی.

ایک بڑی قابلِ اصلاح ولائقِ توجہ بات:

ہمارے دینی مدارس ومکاتب میں ایک زیادتی بلکہ ظلم، نونہالانِ اُمت پر یہ ہو رہا ہے کہ بچوں کو بے دریغ وبلا احتیاط خوب مارا، پیٹا جاتا ہے، اور مارنے والا اس کو اپنی سعادت یا پہلوانی تصور کرتا ہے، جبکہ یہ اس کی شقاوت وناکامی وذلت کی دلیل ہوتی ہے، آج تقریباً تمام مدارسِ اسلامیہ، مکاتبِ دینیہ میں یہی ہوتا ہے، جس کی وجہ سے طرح طرح کے مسائل وواقعات پیش آجاتے ہیں، کوٹ، کچہری تک بات پہنچ جاتی ہے اور حد یہاں تک ہوگئی ہے کہ عام لوگوں کے دِلوں میں مدارس کی اس

زدوکوب سے دینی وقرآنی تعلیم سے بے اعتنائی وتنفر تک کی نوبت آگئی ہے، جس کے بقدرِ مشترک ذمہ دار، اساتذہ وذمہ دارانِ مدارس بھی ہیں، ذیل میں ہم حضراتِ فقہاء کی تصریحات سے سوال وجواب کی شکل میں اس پر کچھ روشنی ڈالنا چاہتے ہیں، باغور ملاحظہ ہو۔

سوال: ماں باپ یا معلم (اُستاذ) یا مہتمم بچوں کو تعلیم وتأدیب کے واسطے مار سکتے ہیں یا نہیں؟ شریعتِ مطہرہ میں اس کا کیا حکم ہے؟ بالتفصیل بیان فرمائیں۔

جواب: ماں باپ یا معلم بچوں کو ہاتھ سے مار سکتے ہیں، لکڑی (ڈنڈے یا چھڑی) سے نہیں، اور ہاتھ سے بھی تین مرتبہ سے زیادہ نہ ماریں، اگر ایسا کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان سے اس کا بدلہ لے گا، جیسا کہ امام محمد بن محمود استروشی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب ''جامع الصِّغار'' میں نقل فرمایا ہے، جس کی عبارت یہ ہے:

اذا بلغ الصبی عشر سنین یضرب لاجل الصلوة بالید لا بالخشب ولا یجاوز الثلاث وکذا المعلم لیس له ان یجاوز الثلاث قال علیه الصلوة والسلام لمرداس المعلم ایاک ان تضرب فوق الثلاث فانک اذا ضربت فوق الثلاث اقتص اللّٰه منک .الخ.

ترجمہ: جب لڑکا دس سال کا ہوجائے، تو اس کو نماز کے لیے ہاتھ سے مارا جائے، نہ کہ لکڑی سے، اور تین بار سے زیادہ بھی نہ مارا جائے اور یہی حکم معلم (استاذ) کا بھی ہے کہ وہ بھی تین بار سے زیادہ تجاوز نہ کرے،، فرمایا رسول اللہ ﷺ نے حضرت مرداس معلم سے کہ تم تین مرتبہ سے زیادہ (بچوں کو) نہ مارنا، کیونکہ اگر تین مرتبہ سے زیادہ مارو گے تو اللہ تعالیٰ تم سے اس کا قصاص (بدلہ) لے گا۔

اور یہی مضمون وسیلۂ احمدیہ شرح طریقۂ محمدیہ میں بھی ہے، بلکہ اس میں یہ بھی ہے کہ اگر باپ اجازت بھی دے، تب بھی لکڑی سے نہ مارے، جس کی عبارت یہ ہے:

وَلایَضْرِبُ الْمُعَلِّمُ بِالْخَشَبِ وَاِنْ اَذِنَ الْاَبُ الخ.

(وقوف النبی ﷺ: ص:۵ مؤلفہ محمد سلمان الخیر نعیمی غفرلہٗ).

کیا استاذ کی مار، پٹائی سے جہنم کی آگ حرام ہوتی ہے؟

آج کل ایک بہت بڑا جھوٹ بہت سے حضرات نے یہ بھی گھڑ رکھا ہے کہ استاذ کے ڈنڈا یا قمچی لگ جانے سے، بدن کا وہ حصہ یا جگہ جہنم کی آگ پر حرام ہو جاتی ہے، یاد رکھئے! قرآن وحدیث، سنت وفقہ یا کسی معتبر کتاب میں یہ بات کہیں نہیں لکھی گئی ہے، بلکہ اس کے برخلاف یہ بات تو ملتی ہے (جو اوپر بھی ذکر کی گئی) کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے حضرت مرداس ؓ سے فرمایا تھا جو بچوں کو تعلیم دیا کرتے تھے: ''تم بچوں کو تین مرتبہ سے زیادہ نہ مارنا، اگر تم نے تین مرتبہ سے زیادہ مارا تو اللہ تعالیٰ تم سے آخرت میں قصاص (بدلہ) لیں گے''۔ (رد المحتار: اول کتاب الصلوۃ :۲، مکتبہ زکریا، دیوبند، وفتاویٰ دار العلوم)

اور حضراتِ فقہاء نے اس حدیث کی روشنی میں فرمایا کہ تربیت کے لیے استاذ ہاتھ سے ہلکی پھلکی پٹائی کر سکتا ہے، لیکن ایک وقت میں تین مرتبہ سے زیادہ نہ مارے اور چھڑی، لاٹھی، ڈنڈا، کوڑا اور چمڑے کی بیلٹ یا بجلی کا تار وغیرہ سے ہرگز ہرگز نہ مارے، شریعت میں اس کی اجازت نہیں ہے، خواہ فرض عین کے درجے کی تعلیم ہو، یا فرض کفایہ کے درجے کی، اسی طرح ماں باپ بھی تربیت کی خاطر اولاد کی صرف ہاتھ

سے ہلکی پھلکی پٹائی کر سکتے ہیں، چھڑی وغیرہ سے نہیں مار سکتے؛ اس لیے مکاتب یا مدارس میں بعض اساتذہ کا طلبہ کو زنجیروں میں باندھ کر بے تحاشہ مارنا، یا چھڑی یا چمڑے کی بیلٹ وغیرہ سے مارنا ہرگز جائز نہیں ہے، اساتذہ کو اپنی اس گھناؤنی حرکت سے باز آجانا چاہیے، اور طلبہ کرام کو صرف شفقت ومحبت سے تعلیم دینا چاہیے یا ہلکی پھلکی مار یا سزا پر اکتفا کرنا چاہیے۔ (دیکھئے: فتاویٰ شام (شامی): اول کتاب الصلوۃ :۲، وفتاویٰ دار العلوم دیوبند).

اب ذرا غور کریں اور اپنی خیر منائیں وہ میانجی، یا اساتذہ ومہتمم حضرات جو اِس زمانہ میں بچوں کو بے تحاشہ وبلا احتیاط لاٹھی، ڈنڈے یا چھڑی سے بے دردی کے ساتھ جانوروں کی طرح بے انداز پیٹا کرتے ہیں، اُن کو اپنی اِس وحشیانہ اور ناجائز حرکت سے باز آجانا چاہیے، ورنہ **اِنَّ الینا اِیابھم ، ثُمَّ ان علینا حسابھم** والی بات ہو جائے گی۔

حضرت والا حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی علیہ الرحمہ نے تو اپنے ایک خلیفہ ومجاز سے اسی وجہ سے خلافت واپس لے لی تھی، کہ انہوں نے دورانِ تعلیم ایک بچہ کو خوب زدوکوب کر دیا تھا۔ (فیضانِ مولانا حکیم محمد اختر: ۱۷)

میں اپنے خاص متعلقین میں ایک نہیں، بلکہ کئی ایسے مظلوم بچوں کو جانتا ہوں کہ ان کے نالائق اساتذہ نے ان کو اس طرح بے دردی سے، بے جا وبے احتیاطی سے مارا کہ آج تک وہ معذور ہیں، درد وکرب میں مبتلاء ہیں، **فالی اللہ المشتکیٰ**، یہ تو ایک آدھ واقعہ ہے، اس طرح کی صدہا مثالیں مل سکتی ہیں کہ کسی بچہ کا ہاتھ توڑ دیا، منھ پھوڑ دیا، سرزخمی کر دیا، گردن مروڑ دی، ٹانگیں توڑ دیں، حتی کہ

کان تک اُکھاڑ دیے، وغیرہ، اور پولس تھانوں تک بات پہنچ گئی، اللھم احفظنا من کل بلاء الدنیا وعذاب الآخرۃ.

اللہ کے واسطے حضرات علماء اور حفظ وناظرہ پڑھانے والے اساتذۂ عظام اپنا مقام ومنصب سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو وارثین انبیاء بنایا ہے اور خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَہٗ کا مژدہ سنایا ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی مرضیات کے مطابق اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین.

نورِ نبوت کی ضیاء پاشیاں:

اور علامہ بیجوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا کہ حضور ﷺ نے نورِ نبوت سے جان لیا تھا کہ ابوزیدؓ مہر نبوت کی کیفیت معلوم کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں، لہٰذا اُن کو اپنی پشت مبارک چھونے یا اس پر ہاتھ پھیرنے کی اجازت مرحمت فرمادی۔ (مواہب لدنیہ:۳۸).

اور حضور ﷺ نے حضرت ابوزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے دعا بھی کی تھی، جیسا کہ علامہ بیجوریؒ کہتے ہیں کہ جامع المصنف میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ان کے لیے دعا بھی فرمادی تھی اَللّٰھُمَّ جَمِّلْہُ، اے اللہ! ان کو زینت بخش دے۔راوی کا بیان ہے کہ ان کی عمر ایک سو بیس (۱۲۰) سال ہوئی، مگر سوائے چند بالوں کے ان کے سر اور داڑھی کے بال سفید نہیں ہوئے، اور سنن بیہقی کی روایت ہے کہ ان کے چہرہ پر ذرہ بھر شکن بھی نہ تھا، بالکل صاف اور روشن جیسے جوانوں کا چہرہ ہوتا ہے۔ (مواہب لدنیہ:۳۹، شرح الحقانی:۱/۲۱۳).

آج اگر ہم بھی حضور اکرم ﷺ کی دُعائیں لینا چاہتے ہیں، تو بیشمار اعمالِ اسلام ایسے ہیں کہ ان پر عمل کرنے والوں کو آپ ﷺ نے دُعاؤں سے نوازا ہے ، مثلاً حدیثِ پاک کی نشر واشاعت پر اور نمازِ عصر سے پہلے چار رکعات سنتیں پڑھنے پر بڑی اہم اہم اور دونوں جہاں کی کامیابیوں پر مشتمل دعائیں کتبِ حدیث میں موجود ہیں۔ پر کوئی دعاؤں کا مستحق بھی تو بنے!!۔

ہم تو مائل بہ کرم ہیں، کوئی سائل ہی نہیں

نیک لوگوں کی دُعاء:

شیخ محمد عبدالجواد الدومیؒ اور دیگر حضراتِ محدثین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ یہ حدیث اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ صلحاء (نیک لوگوں) کی دعاء سے شفا طلب کرنا اور ان سے دعائیں لینا درست ہے ۔(الاتحاف الربانیہ:۵۲، شرح الحقانی:۱/۱۹۹).

حضرت رُمیثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ سے یہ مضمون سنا، اور میں اس وقت حضور اکرم ﷺ کے اتنی قریب تھی کہ اگر چاہتی تو مہر نبوت کو چوم لیتی، وہ مضمون یہ ہے کہ حضور ﷺ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں یہ ارشاد فرمارہے تھے کہ ان کی موت کی وجہ سے، اللہ تعالیٰ کا عرش بھی ان کی روح کی خوشی میں جھوم اُٹھا۔ (شمائل ترمذی:۱۵).

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کی ایسی خوش نصیب موت عطا فرمائے کہ آسمانوں پر ہماری روح کا استقبال ہو رہا ہو، اور اللہ تعالیٰ ہم سے خوش ہو، مگر یہ صرف دعاؤں سے نہیں ہوگا؛ بلکہ صحابہ کی طرح دین پر، اللہ پر، رسول اللہ ﷺ پر مرمٹنا پڑے گا، اپنی خواہشات ومرضیات، اور رسوم ورواج کو ایک طرف پھینکنا ہوگا، اللہ اور اس کے رسول

کا غلام وگرویدہ بننا ہوگا، آپ ﷺ کی تعلیمات وسنتوں کو اپنانا ہوگا، کفار ومشرکین کے طور وطریقے اپنی زندگیوں سے نکالنے ہوں گے۔

ایک انتباہ!

ریحانۃ المحدثین حضرت استاذ الاستاذ مولانا شیخ محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرحِ شمائل میں کہا ہے کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس قدر عظمتِ مقام اور بلندِ شان کے باوجود ایک حدیث پاک کے مضمون کے مطابق قبر کی تنگی تھوڑی دیر کے لیے ان کو بھی پیش کی گئی، بڑی عبرت کی جگہ ہے، حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے جتنے مناظر بھی دیکھے ہیں، قبر کا منظر سب سے زیادہ ہولناک پایا۔(خصائل نبوی:۵۰).

اللہ پاک ہم سب کے ساتھ بھی عفو وعافیت اور خیر سگالی کا معاملہ فرمائے، اور قبر وحشر کی تمام منازل آسان فرمائے، اور اس کے لیے تیاری کی فکر بھی عطا فرمائے۔ آمین.

ایں دعا ازمن از جملہ جہاں آمین باد

ایک اشکال اور اس کا جواب:

کسی کے ذہن میں یہاں پر یہ بات آسکتی ہے کہ حضرت رُمیثہ اجنبیہ خاتون تھیں، جس کی نظر اجنبی مرد کے لیے حرام ہے؟

تو اس شبہ کا دفعیہ شیخ ابراہیم بیجوری محدث رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہی سوال اُٹھا کر تفصیل سے جواب دیتے ہوئے یہ کہہ کر کیا ہے کہ اجنبی عورت کا آپ ﷺ کو دیکھنے کا جواز، یہ آپ ﷺ کی خصوصیات میں سے تھا۔ سبحان اللہ. (مواہب:۳۷).

وصافِ نبی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب آپ ﷺ کا حلیہ مبارک بیان کرتے تو یہ بھی فرماتے کہ حضور اقدس ﷺ کے دونوں مونڈھوں کے درمیان مہر نبوت تھی، اور آپ ﷺ خاتم النبیین تھے۔(سیرۃ ابن ہشام :۴۰۱/۱و۴۰۲، زادُ المعاد:۵۴/۲، الرحیق المختوم:۶۴۵، شمائل ترمذی:۱۵).

حضرت سلمان الخیر فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مشہور ومعروف تفصیلی روایت میں بھی ہے کہ حضور اقدس ﷺ جنت البقیع (مدینہ منورہ کے قبرستان) میں ایک جنازے پر تشریف لے گئے تھے اور بیٹھے ہوئے تھے، حضرت سلمانؓ، آپ ﷺ کی پیٹھ کی طرف آتے ہیں اور جاتے ہیں (جیسے کسی چیز کی تلاش کی جاتی ہے) حضور اکرم ﷺ نے نورِ نبوت سے پہچان لیا کہ حضرت سلمانؓ کا قلبی ارادہ کیا ہے؛ لہٰذا نبی اکرم ﷺ نے ازراہِ شفقت وعنایت اپنی کمر مبارک سے کپڑا اُٹھالیا، بس پھر کیا تھا کہ مہر نبوت کو دیکھ کر حضرت سلمانؓ کی کیفیت بدل گئی (کہ آپ ﷺ کے نبی اور آخری نبی ہونے کی یہ تیسری اور آخری علامت بھی پوری ہوگئی) حضرت سلمانؓ کہتے ہیں کہ میں جوش میں مہر نبوت پر جھکا اور چومنے لگا اس حال میں کہ میں رو رہا تھا (فرطِ مسرت میں یعنی خوشی کے آنسو) چناں چہ اب جب میری تسلی ہوگئی، تو میں فوراً کلمہ پڑھ کر مشرف بہ اسلام ہوگیا۔(شمائل ترمذی:۱۵و۱۶، جمع الوسائل :۳۹/۱، خصائل نبوی:۶۰، شرح الحقانی :۲۱۶/۱، مواہب لدنیہ:۳۹).

یہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک تفصیلی روایت کا کچھ حصہ ہے، جس کو ہم نے تفصیل کے ساتھ حضرت ہند ابن ابی ہالہؓ کے بیان سے پہلے ذکر کردیا ہے ۔

اللّٰہ اکبر! حضرت سلمان فارسیؓ اُن خوش نصیب افرادِ صحابہ میں سے ہیں کہ جن کی طلب جنت خود کیا کرتی تھی، ہم اور آپ تو کہتے ہیں یا اللہ جنت دیدے

؟حضرت سلمانؓ وہ ہیں کہ جن کے بارے میں جنت کہتی یااللہ! مجھے سلمان دیدے ۔سبحان اللہ۔(المواہب اللدنیہ:۳۹)۔

موصوف نے حق اور اہل حق کو پانے کیلئے بڑی بڑی محنتیں اور مشقتیں برداشت کیں، بالآخر عموریا کے ایک عیسائی پادری کی ہدایات کے مطابق کسی نہ کسی طرح مدینہ منورہ پہنچے، اور آپ ﷺ کی مدینہ آمد پر علاماتِ نبوت دیکھ کر حلقہ بگوش اسلام ہوگئے، آپؓ کی عمر مبارک بڑی لمبی ہوئی ہے، ایک قول ۳۵۰ کا ہے اور ایک ۳۰۰ کا اور ایک ۲۵۰ کا، عَلٰی کُلِّ حَالٍ آپؓ امتِ محمدیہ کی سب سے درازعمر شخصیت ہیں۔(مستفاد از خصائل نبوی:۵۵)

فیصلہ کن بات:

بہرحال صحابہ کرام میں سے جس جس نے مہر نبوت کو جس انداز میں دیکھا اور سمجھا اور سمجھانے کیلئے جو پیرایہ وتعبیر اور تشبیہ اختیار کی، اس سے بظاہر کیفیت میں اختلاف ہوگیا، ورنہ مراد سب کی ایک ہی ہے، بعض نے اسے بند مٹھی سے تشبیہ دی، گویا کسی نے جسدِ اطہر پر مٹھی بند کرکے رکھ دی، بعض نے بال دیکھے یا محسوس کیے تو جمع شدہ بال کہہ دیا، کسی نے چکور اور کبوتری کے انڈے سے تشبیہ دی، کسی نے اسے کپڑے سے بنائے جانے والے موٹے بٹن کی مانند قرار دیا۔(شرح الحقانی:۱/۱۹۴)۔

علامہ قرطبی اور قاضی عیاض رحمہما اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مہر نبوت سے متعلق تمام احادیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یہ مہر آپ ﷺ کے جسدِ مبارک میں ابھری ہوئی ایک چیز تھی۔(اتحاف ربانیہ:۵۴)۔

پرانی کتابوں میں مہر نبوت کا ذکرِ مبارک:

نیز ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ اہل کتاب، یہود ونصاریٰ کی کتبِ سماوی میں اس مہر نبوت کا ذکر موجود تھا، چناں چہ اس زمانہ کے اہل علم، اہل کتاب اس مہر نبوت کے بارے میں پوچھتے، اور دیکھتے تھے، اور دیکھ کر ایمان میں داخل ہوجاتے تھے ؛جیسا کہ متعدد واقعات دورِ نبوی ﷺ کے بھی اس پر شاہد ہیں۔اور ابھی اوپر بیان کردہ واقعۂ حضرت سلمان فارسیؓ سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔(مستفاد شرح الحقانی:۱/۱۹۴)۔

مہر نبوت پر کیا لکھا ہوا تھا؟

اس بارے میں ذرا اختلاف ہے کہ اس خاتم (مہر) پر کچھ لکھا ہوا بھی تھا یا نہیں، بعض نے کہا اس پر مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ (محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں) لکھا ہوا تھا، جو اس پر موجود بالوں سے بنا تھا، بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ اس پر یہ جملہ لکھا ہوا تھا، سِرْ فَاِنَّکَ (یافَاَنْتَ) الْمَنْصُوْرُ (آپ ﷺ جہاں چاہے جائیں ،آپ ہی کی مدد کی جائے گی، یا آپ ﷺ (تبلیغ احکام کیلئے) چلیں، آپ ہی کامیاب چلیں ہوں گے)، اگرچہ محدث ابن حبان رحمہ اللہ تعالیٰ نے پہلے قول کو راجح اور صحیح قرار دیا ہے، لیکن حضراتِ محدثین کے یہاں اس بارے میں کوئی صحیح اور قابل وثوق روایت ثبوت کے درجہ کو نہیں پہنچی ہے۔(مستفاد خصائل نبوی:۴۶، شرح الحقانی:۱/۱۹۵)۔

مہر نبوت کب بنی اور کب تک باقی رہی؟

محدثین کرام کے یہاں ایک دلچسپ بحث یہ بھی ہے کہ یہ خَاتَمُ النُّبُوَّۃ (مہر نبوت) پیدائشی تھی یا نبوت کے بعد جسمِ اقدس پر اُبھری، ایک قول یہ بھی ہے کہ جب سینۂ مبارک پہلی مرتبہ چاک کیا گیا، اس وقت مہر نبوت بھی بنادی گئی، بعض حضرات کہتے ہیں کہ پیدائشی تھی، رئیس المحدثین حضرت استاذ الاستاذ مولانا شیخ

محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مہر نبوت بدن مبارک پر ولادت ہی کے وقت سے تھی ؛ جیسا کہ حافظ ابن حجرؒ نے شرحِ بخاری فتح الباری میں بواسطۂ یعقوب بن حسن حضرت اُمی عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا کی روایت سے نقل کیا ہے، اور پوری زندگی مہر نبوت باقی رہی، البتہ وفات کے بعد باقی نہیں رہی تھی ؛ چناں چہ جب بعض حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو آپ ﷺ کی وفاتِ حسرت آیات میں شک ہوا، تو حضرت اسماء بنت سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما وعنہم نے حجرۂ مبارک میں جا کر آپ ﷺ کی مہر نبوت کو دیکھا تو وہ غائب ہو چکی تھی، اس وقت نہیں رہی تھی، اس سے انہوں نے آپ ﷺ کی وفات پُر ملال پر اعتماد واستدلال کیا تھا۔ (مستفاد از خصائل نبوی: ۴۶، شرح الحقانی: ۱/۱۹۵).

الغرض آپ ﷺ کی مہر نبوت دیگر خصائل وفضائل کے ساتھ، آپ ﷺ کے حسن وجمال میں بھی خوب اضافہ کرتی تھی۔

مہر نبوت کی ترجمانی وعکاسی کرتے ہوئے جناب قاری عبدالسلام مضطؔر ہنسوریؒ کہتے ہیں۔

میان ہردوشانہ پشت پر مہر نبوت تھی
کبوتر کے جوانڈے کی طرح تھی سرخ رنگت تھی

یَا رَبِّ ! صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُ

☆......☆......☆

آپ ﷺ کی ٹوپی وپگڑی مبارک

حضرت سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کا سر پر عمامہ (پگڑی) اور دستار کا باندھنا صحیح احادیثِ شریفہ سے ثابت ہے ؛ اس لیے عمامہ (پگڑی) باندھنا سنت یا مستحب ہے، اور جس کام کو حضرت سرورِ دوعالم ﷺ نے عبادت کے طور پر پابندی سے کیا ہے، وہ سنتِ مؤکدہ ہوتی ہے، اور جس کام کو کبھی کبھی کیا ہے یا عادت کے طور پر کیا ہے، وہ سنتِ زائدہ ہوتی ہے، اور عمامہ کو آپ ﷺ نے عادت کے طور پر استعمال فرمایا ہے، اس لیے عمامہ باندھنا سنتِ عادیہ اور سنتِ زائدہ ہے، اس پر عمل کرنے سے اجر وثواب کا مستحق ہوتا ہے اور اگر عمل نہ کرے تو گناہ بھی نہیں ہوتا، مگر افضل ترین عمل ضرور ہے، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مشکوٰۃ شریف کی شرح ''اشعۃ اللمعات ۳/۵۴۵'' میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے تحت سنت لکھا ہے، مگر وہاں سنت سے مراد سنتِ زائدہ ہے، یہ تمہید یہاں اس لیے نقل کی گئی ہے کہ کچھ حضرات اس میں افراط اور بعض تفریط میں مبتلاء ہیں، ممکن ہے اس سے کسی کو فائدہ پہنچے گا، ابھی جب میں اس تحریر کو لکھ رہا ہوں تو میرے قریب بیٹھے ایک بڑے مدرسے کے اچھے اور محنتی طالب عالم نے مجھ سے کہا کہ ہمارے ایک فلاں استاذ کہتے ہیں کہ آجکل پگڑی کی ضروت نہیں، اس لیے کہ اس کی قائم مقام ٹوپی موجود ہے اور جو لوگ پگڑی باندھتے ہیں وہ شیخی اور بناوٹ وتکبر میں باندھتے ہیں۔

العیاذ باللہ کیسی حیران کن غلط تحقیق اور لوگوں کی نیتوں پر بیجا حملہ ہے، جبکہ

احادیثِ صحیحہ کثیرہ سے ثابت ہے کہ حضور اکرم ﷺ، حضراتِ صحابہ اور کفار و مشرکین کی پگڑیوں میں یہ فرق تھا کہ آقائے کریم ﷺ اور آپ کے سچے متبعین حضراتِ صحابہ کی پگڑیوں کے نیچے تو ٹوپیاں ہوتی تھیں اور کفار و مشرکین صرف پگڑیاں باندھتے تھے، ان کے نیچے ٹوپیاں نہیں رکھتے تھے۔

(شعب الایمان: ۱۷۵/۵).

معلوم ہوا کہ ٹوپی اور پگڑی دونوں ایک ساتھ بھی سنت ہے اور علاحدہ علاحدہ بھی، دونوں کو ایک دوسرے کا قائم مقام سمجھنا نری اور خلافِ تحقیق بات ہے۔

آپ ﷺ کی ٹوپی مبارک:

امیر المؤمنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سفید ٹوپی بھی پہنا کرتے تھے۔ (معجم کبیر للطبرانی).

عام طور پر آپ ﷺ سفید رنگ کی ٹوپی استعمال فرماتے تھے، لیکن سفر و حضر میں مختلف ہوتی، جب آپ ﷺ وطن میں ہوتے تو سر سے چپٹی ہوئی ٹوپی اوڑھا کرتے، نیز آپ ﷺ نے سوزنی نما سلے ہوئے کپڑے کی گاڑھی ٹوپی بھی اوڑھی ہے، اور جب سفر میں ہوتے تو اُٹھی ہوئی باڑ دار ٹوپی استعمال فرماتے، اور کبھی کبھی اس کو سفر ہی میں سترے کی جگہ بھی استعمال کرتے۔

(اُسوۂ رسول اکرم: ۱۲۴، نبوی لیل ونہار: ۴۱۱).

اور آپ ﷺ عمامہ کے نیچے ٹوپی ضرور استعمال فرماتے تھے۔

(اُسوۂ عیش رسول اللہ ﷺ: ۶۵).

حضرت رکانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہمارے اور مشرکین کے درمیان مابہ الامتیاز اور فرق ٹوپیوں کے اوپر عمامہ ہے۔ (ترمذی: ۳۰۸/۱، ابوداؤد: ۵۶۳/۲).

اور علامہ ابراہیم بیجوریؒ فرماتے ہیں کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ہمارے اور مشرکین کے درمیان فرق ٹوپیوں کے اوپر پگڑیوں کے باندھنے میں ہے، اور صرف ٹوپی کا اکیلا پہننا تو یہ (ایک قسم) مشرکین کی شکل و ہیئت ہے۔ (مواہبِ لدنیہ: ۹۹).

گول ٹوپی کا ثبوت:

ترمذی شریف میں حضرت ابو کبشہ انماری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ صحابۂ کرامؓ کی ٹوپیاں گول ہوتی تھیں، جو سروں سے چپکی ہوئی ہوتی تھیں۔

(ترمذی شریف: ۳۰۸/۱، مشکوۃ شریف: ۳۷۴).

سفید ٹوپی کا ثبوت:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ سفید رنگ کی گول ٹوپی پہنا کرتے تھے۔ (معجم اوسط: ۳۴۲/۴، مجمع الزوائد: ۱۲۱/۵).

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کے سر مبارک پر سفید رنگ کی شامی ٹوپی دیکھی ہے۔

(شمس الآفاق: ۱۱۸، جامع الاحادیث: ۵۵۸/۶).

نماز میں ٹوپی کا استعمال:

حضرت عاصم بن کلیب رحمہ اللہ تعالیٰ کے والد ماجد اپنے ماموں سے ایک روایت نقل فرماتے ہیں کہ وہ سردی کے موسم میں رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر

ہوئے، توانہوں نے آپ ﷺ اور صحابہ کرامؓ سب کو ٹوپی پہن کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔(معجم کبیر:۱۸/۳۳۶،مجمع الزوائد:۲/۵۱).

ایک حدیث پاک حضرت امام بخاریؒ نے ترجمۃ الباب میں حضرت حسن بصریؒ سے مرسلاً نقل فرمائی ہے کہ حضراتِ صحابہ کرامؓ اپنے عمامہ پر بھی سجدہ کرتے تھے، اور اپنی ٹوپیوں پر بھی سجدہ کرتے تھے، اور دونوں ہاتھ آستین کے اندر ہوا کرتے تھے (سردی کی وجہ سے کہ فرش ٹھنڈا تھا)۔

(بخاری شریف:۱/۵۶، کتاب الصلوۃ، باب۲۳).

معلوم ہوا کہ ٹوپیاں اوڑھ کر ہی نماز پڑھی جاتی تھی، اب جو ننگے سر پیدا ہوگئے ہیں کہ نماز میں بھی اور نماز سے باہر بھی آزاد، بغیر ٹوپی کے پھرتے ہیں، تو ان کو سوچنا چاہئے کہ وہ کیا کر رہے ہیں، اور کس کی اتباع کر رہے ہیں۔

بہر حال حضرت سرورِ کونین ﷺ اور حضراتِ صحابہ کرامؓ عمامہ کے ساتھ، ٹوپی بھی استعمال فرمایا کرتے تھے اور آپ ﷺ نے اُمت کو بھی اس کی ترغیب دلائی ہے۔

حضرت عمر بن حُریث رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر دیکھا، اُس وقت آپ ﷺ کالے رنگ کا عمامہ باندھے ہوئے تھے، اور اس کا کنارا آپ ﷺ کی پیٹھ پر دونوں مونڈھوں کے درمیان لٹکا ہوا تھا۔(مسلم شریف:۲/۱۹۴).

اور موصوف ہی کی ایک روایت میں ہے کہ وہ منظر گویا میری آنکھوں کے سامنے ہے، جب حضرت نبی اکرم ﷺ منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے اور آپ ﷺ کے سر مبارک پر کالا عمامہ تھا۔(شمائل ترمذی:۵۱، ابوداؤد: رقم:۴۰۷۷، نسائی: رقم:۵۳۴۳، ابن ماجہ: رقم:۱۱۰۴، ابوالشیخ: ص:۱۱۶، جمع الوسائل:۱/۲۰۵).

عمامہ کی مقدار کیا ہو:

عمامہ (پگڑی) کی خاص مقدار کے بارے میں براہِ راست کوئی مستند اور صحیح سند کے ساتھ حدیث شریف نظر سے نہیں گذری؛ البتہ مصنف ابن ابی شیبہ ۱۲/۵۴۴، رقم:۲۵۴۸۸ میں اسماعیل بن ابی خالد کے طریق سے حضرت قاضی شریحؒ کا عمل نقل کیا گیا ہے، کہ وہ صرف ایک پیچ کا عمامہ باندھا کرتے تھے، جیسا کہ بہت سے لوگ رومال کو عمامہ کے طور پر ایک پیچ کے ساتھ سر پر باندھتے ہیں۔(انوارِ رسالت:۵۶۲).

لیکن ملا علی قاری ہرویؒ نے علامہ نوویؒ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے پاس دو عمامہ تھے، ایک سات (۷) ذراع کا اور ایک بارہ (۱۲) ذراع کا۔(مرقاۃ:۸/۲۵۰).

معلوم ہوا کہ عمامہ سات یا بارہ ذراع کا ہو تو زیادہ بہتر ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے بھی اس سے متعلق کچھ تفصیل کی ہے۔

(اشعۃ اللمعات:۳/۴۵).

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ جب عمامہ باندھتے تو اس کا شملہ دونوں مونڈھوں کے درمیان چھوڑ دیتے۔

(شمائل ترمذی:۵۲، الضعفاء:۳/۲۱، شرح السنہ:۱۲/۳۷، ابوالشیخ: ص:۱۱۷).

یعنی آپ ﷺ جب عمامہ باندھتے تو اپنے پیچھے کی جانب سے مونڈھوں کے درمیان شملہ نکال کر لٹکا دیا کرتے تھے، اور آج بھی مسلمانوں اور غیر مسلموں کے عمامہ کے درمیان اسی شملہ کے ذریعے سے امتیاز ہوتا ہے، جیسے ہماری اور ہمارے بھارت

کے سکھ برادری کے لوگوں کی پگڑی میں یہی فرق ہے۔

شملہ کتنا چھوڑا جائے؟

آپ ﷺ کا شملہ تقریباً ایک بالشت کا ہوتا تھا، اور اکثر شملہ چھوڑ کر ہی عمامہ باندھتے تھے، اور اکثر شملہ کو پیچھے دونوں مونڈھوں کے درمیان رکھتے تھے۔(انوارِ رسالت:ص ۵۴۸، خصائل نبوی:۸۹، نبوی لیل ونہار:۴۱۱)۔

ریحانۃ الہند رئیس المحدثین حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ نے آدھی کمر سے زائد شملہ کو بدعت اور مکروہ لکھا ہے؛ اس لیے کوشش کی جائے کہ نصفِ ظہر سے زائد نہ ہونے پائے۔(اشعۃ اللمعات:۳/۵۴۵، حاشیہ ترمذی:۱/ ۳۰۴، انوارِ رسالت:ص ۵۴۹)۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آپ ﷺ فتحِ مکہ کے دن، مکہ معظّمہ میں داخل ہوئے، تو آپ ﷺ کے سر مبارک پر سیاہ رنگ کا عمامہ تھا۔(شمائل ترمذی:۵۱، سنن ابی داؤد: رقم :۴۰۷۶، ابن ماجہ: رقم:۲۸۲۲، مسندِ احمد:۳/۳۶۳، طبقاتِ ابن سعد:۲/۱۰۱، سنن الدارمی:۲/۷۴)۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ایک مرتبہ خطبہ دیا، اور آپ کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا، یا چکنی پٹی تھی۔(شمائل ترمذی:۵۲، بخاری شریف: رقم:۹۲۷، مسندِ احمد:۱/۲۳۳)۔

محدثین کرامؒ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کا یہ خطبہ مرض الوفات کے وقت تھا، اور آخری خطبہ تھا، جیسا کہ علامہ عبد الجواد الدومیؒ نے لکھا ہے۔

(الاتحاف الربانیہ:۱۵۹)۔

اور علامہ شیخ ابراہیم بیجوری محدثؒ نے لکھا ہے کہ یہ خطبہ آپ ﷺ کا آخری خطبہ تھا اس کے بعد آپ ﷺ منبر پر نہیں بیٹھے۔(یعنی پھر خطبہ دینے کی نوبت نہ آئی کہ آپ ﷺ مولائے حقیقی رفیق اعلیٰ سے جاملے)۔(مواہب لدنیہ:۱۰۱)۔

سیاہ (کالا) عمامہ اور بعض صحابہ کا معمول:

علامہ عبد الرؤف مناویؒ نے لکھا ہے کہ صحابۂ کرامؓ میں سے بہت سوں نے سیاہ رنگ کا عمامہ استعمال کیا ہے، مثلاً حضرت علیؓ نے شہادتِ حضرت عثمان بن عفانؓ کے روز، حضرت حسن بن علیؓ سیاہ لباس اور سیاہ عمامہ میں خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے، حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ سیاہ عمامہ باندھ کر خطبہ ارشاد فرماتے، خادم رسول حضرت انس بن مالک انصاریؓ، حضرت عبد اللہ بن جریرؓ، حضرت عمار بن یاسر۔رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔بھی سیاہ عمامہ باندھا کرتے تھے۔(شرح المناوی:۲۰۴)۔

تابعیٔ جلیل سیدنا حضرت سعید ابن المسیبؒ بھی کالی پگڑی عیدین میں باندھا کرتے تھے۔(الاتحاف:۱۵۷)۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک تفصیلی روایت میں ہے کہ ایک خاص موقع پر حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ آپ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں اس حال میں حاضر ہوئے کہ انہوں نے اپنے سر پر کالے رنگ کے کھادی کپڑے کا عمامہ باندھ رکھا تھا، تو حضور ﷺ بذاتِ خود اُن کے قریب پہنچے، پھر ان کا وہ عمامہ کھول کر اُتار دیا، پھر اپنے دستِ مبارک سے ایک سفید عمامہ ان کے سر پر باندھ دیا، اور ان کے پیچھے کی جانب سے چار انگل یا اس سے کم یا زیادہ عمامہ کا شملہ چھوڑ دیا، اور فرمایا کہ اے ابن عوف! اسی طرح عمامہ باندھا کرو، اس لیے کہ یہ زیادہ متعارف اور زیادہ خوبصورت

ہے۔(مستدرکِ حاکم:۳۰۷۹/۸،معجم اوسط:۳۰۷/۳،مجمع الزوائد:۱۲۰/۵).

مگر بایں ہمہ تفصیل ، حضرات علماء کرام اور فقہاء عظام نے جمعہ وعیدین یا خطبہ میں سیاہ عمامہ پہننا ضروری قرار نہیں دیا ہے ،جیسا کہ شرحِ زیلعی کے حوالے سے علامہ مناویؒ نے نقل کیا ہے۔(شرح المناوی:۲۰۴).

اگر چہ آپ ﷺ نے دخولِ مکہ کے وقت اوراسکے علاوہ بھی سیاہ عمامہ استعمال فرمایاہے ،تاہم علماء کرام کا قول فیصل اور متفقہ فیصلہ یہی ہے ،جیسا کہ علامہ نووی ؒ فرماتے ہیں کہ حدیث شریف میں خطبہ کے وقت سیاہ پگڑی پہننے کا جواز اور سفید پگڑی کا پہننا افضل معلوم ہوتا ہے۔(جمع الوسائل:۲۰۵/۱).

اورحضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ غزوۂ بدر میں آسمانوں سے جو مددگار فرشتے اُترے ہیں ،ان سب کے سروں پر سفید عمامہ تھا،اور پیچھے کی جانب سے عمامہ کا شملہ چھوڑا ہوا تھا،اور غزوۂ حنین میں جو مددگار فرشتے اترے ہیں،ان کے سروں پر سرخ عمامہ تھا۔(المعجم الکبیر:۳۰۷/۱۱،مجمع الزوائد:۸۳/۶).

اور شیخ احمد عبدالجواد الدومیؒ فرماتے ہیں کہ اس زمانہ میں علماء کرام کو بطورِ شعار سفید پگڑیاں باندھنا زیادہ مناسب ہے۔(الاتحاف الربانیہ:۱۵۷).

ایک گذارش:

اوپر کی تفصیل سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ حدیث شریف سے کالا عمامہ اور سفید عمامہ دونوں طرح کا ثبوت ہے؛لیکن حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے واقعہ میں کالا عمامہ اتار کر کے حضرت سید الکونین ﷺ کا اپنے دستِ مبارک سے سفید عمامہ باندھ دینا،اور پھر اس کی خوبیاں بیان کرنا اس بات کا ثبوت ہے کہ سفید عمامہ (پگڑی) کالے عمامہ سے زیادہ بہتر ہے،اور مصنف ابن ابی شیبہ میں صحابۂ کرامؓ کا سفید، کالا، سرخ، ہرا، پیلا، ہرطرح کے رنگوں کا عمامہ باندھنا ثابت ہے۔(مصنف:۵۴۵/۱۲،رقم الحدیث:۲۵۴۹۸).

اور پیلے رنگ کا عمامہ ہمارے بھارت کے پنڈتوں کا شعار ہے، جوسب کو معلوم ہے،اور آج کے زمانہ میں کالا لباس اور کالا عمامہ شیعوں میں زیادہ استعمال ہوتا ہے؛ بلکہ بعض علاقوں میں شیعوں کا شعار جیسا مانا جاتا ہے،اور ہری پگڑی بریلوی اور بدعتیوں کی ایک خاص علامت بن گئی ہے،اور سرخ پگڑی ابھی تک کسی قوم کا شعار نہیں ،مگر سفید پگڑی کی افضلیت اور خوبی صحیح حدیث میں وارد ہوئی ہے،لہٰذا مدارسِ اسلامیہ کے ذمہ داروں سے گزارش کی جاتی ہے کہ وہ اپنے یہاں کے فارغین کو سفید رنگ کی دستارِ فضیلت پیش کردیا کریں،تو زیادہ بہتر ہے؛اس لیے کہ حضور اقدس ﷺ نے سفید رنگ کی دستار کی خوبی بیان فرمائی ہے؛ جیسا کہ ابھی اوپر مستدرک حاکم کے حوالے سے حضرت ابن عوفؓ کے واقعہ میں گزرا ،اور فرقِ باطلہ کے شعار اور علامتوں سے ایک امتیاز بھی حاصل ہوجائے گا اور سلفِ صالحین سے بھی سفید عمامہ کے استعمال کا ثبوت ملتا ہے،جیسا کہ مصنف ابن ابی شیبہ میں حضرت امام عامر شعبیؒ اور سعید بن جبیرؒ کا سفید عمامہ ہی استعمال کرنے کا معمول بتلایا گیا ہے۔(انوار:۵۵۸،مصنف:۵۴۱/۱۲،رقم الحدیث: ۲۵۴۷۲_۲۵۴۷۳).

عمامہ (پگڑی) باندھنا چاہیے:

حدیث پاک میں وارد ہوا ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے اُمت کو اس بات کی ترغیب دی ہے کہ تم اپنے سروں پر عمامہ اور پگڑی باندھا کرو، اس کے ذریعے سے

تمہارے اندر وقار و بردباری اور متانت آئے گی اور عمامہ تمہارے لیے اعزاز و اکرام کی چیز ہے، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ (مستدرکِ حاکم: ۲۶۴۵/۷ رقم: ۷۴۱۱، المعجم الکبیر: ۱۹۴/۱، رقم: ۵۱۷، جامع الاحادیث: ۴۷۲/۱ رقم: ۳۲۷۲، مجمع الزوائد: ۱۱۹/۵).

اور دیکھنے میں بھی آیا ہے کہ آدمی جب عمامہ باندھ لیتا ہے تو دوسرے لوگ اس کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، خاص طور سے اکابر علماء کو اس کا خوب اہتمام کرنا چاہیے۔

عمامہ مسلمانوں کے سر کا تاج ہے:

حدیث پاک میں وارد ہوا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اُمت کو عمامہ اور دستار سر پر باندھنے کی ہدایت فرمائی اور ساتھ ساتھ عمامہ کی دو خوبیاں بیان فرمائیں۔ (شعب الایمان: ۱۷۶/۵، رقم: ۶۲۶، جامع الاحادیث: ۴۷۲/۱، رقم: ۳۲۷۳).

(۱) **تَزْدَادُوْا حِلْمًا**: کہ عمامہ باندھتے رہو گے تو تمہارے اندر حلم و بردباری، وقار اور متانت بڑھتی جائے گی، اور تمہارے حلم و بردباری کی وجہ سے دوسرے لوگوں میں تمہارا اعزاز و اکرام بڑھے گا؛ اس لیے جہاں تک ہو سکے سر پر عمامہ باندھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

(۲) **وَالْعَمَائِمُ تِيْجَانُ الْعَرَبِ**: عمامہ عربوں کے سر کا تاج ہے، حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں جزیرۃ العرب کے دائرے میں اسلام پھیلا ہوا تھا؛ اس لیے حضور اقدس ﷺ نے مسلمانوں کے تاج کہنے کے بجائے عربوں کا تاج کہا ہے اور پوری دنیا میں حضور اکرم ﷺ کے بعد عربوں کے ذریعہ سے اسلام پھیلا ہے؛ اس لیے ہم عربوں کے تاج کو سارے مسلمانوں کا تاج کہہ سکتے ہیں۔ چناں چہ مدارسِ عربیہ میں جو عالم و فاضل بن کر فارغ التحصیل ہوتے ہیں ان کے سروں پر عمامہ باندھا جاتا ہے، گویا کہ یہ اسلامی تاج ان کے سروں پر رکھ کر کے اسلامی طریقہ سے ان کا اعزاز و اکرام کیا جاتا ہے۔ (انوارِ رسالت: ۵۴۷).

شمائل النبي ﷺ کی جلد اول تمام شد

الٰہی! گرچہ یہ ہدیہ میرا نا قابل منظور ہے
پر جو ہو مقبول کیا رحمت سے تیری دور ہے

☆نعتیہ قطعہ☆

اتنا تو اثر دیدے یارب! میری آہوں میں
جب بند کروں آنکھوں کو طیبہ ہو نظاروں میں
سرکارِ دوعالم ﷺ کا اندازِ کرم دیکھو
جو خون کے پیاسے تھے وہ بھی ہیں پناہوں میں

يَا رَبِّ! صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُ

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿اختتامیہ﴾

مالکِ کل کائنات ،ربِّ ذوالجلال والاکرام نے صاحبِ جمال جناب رسول اللہ ﷺ کو بڑا ہی عمدہ اور پاکیزہ حلیہ مُبارک عطا فرمایا تھا، جس کے ہر ہر حصہ سے نورِ نبوت چھلکتا ہوا نمایاں دکھائی دیتا تھا۔

حضرت نبی مکرم ﷺ کے کسی بھی عضو میں نہ تو کوئی نقص وعیب تھا، اور نہ ہی کوئی کمی، بلکہ امام الانبیاء والمرسلین کا جسم اطہر بے انتہاء زیبا اور اعضائے مبارکہ بے حد خوش نما تھے۔

خیر الانام ﷺ کے تمام محاسن، خواہ ظاہری ہو یا باطنی ،جسمانی ہو، یا رُوحانی عطائی تھے، یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کی شخصیت میں ایسی قدرتی کشش پائی جاتی تھی کہ جو بھی (سلیم الفطرت، صحیح العقل، منصف مزاج) انسان ایک بار جمالِ رسول ﷺ کا مشاہدہ کرلیتا، وہ آخری دم تک اپنی نگاہیں اُس مرکزِ حسن وجمال سے کبھی نہ ہٹا پاتا۔

تجھے دیکھے نہ کیوں سارا زمانہ
کہیں ملتا ہے تجھ سا دیکھنے کو؟

سید الانبیاء خاتم المرسلین ﷺ کے ظاہر و باطن سے خوف وتقویٰ ،شرم وحیاء، عہد ووفا، تسلیم ورضا، فکرِ عقبٰی ،اخلاقِ حسنہ، ایمان وایقان ،امن وامان ، اور علم وعرفان وغیرہ کی ایسی نورانی شعاعیں پھوٹ پھوٹ کر نکلتی رہیں جن کی چمک ، دمک سے کفر وشرک ،فتنہ وفساد، ظلم وزیادتی ، بے وفائی و بے حیائی ، بدامنی و بے چینی ، بے ایمانی و بے اعتدالی ، مکاری وعیّاری اور ناانصافی وناانتفاقی کے اندھیرے ایسے بھاگنے لگے جیسے رات کی تاریکی پو پھٹتے ہی غائب ہو جاتی ہے۔

اگر بالفرض نبی محترم ﷺ تمام عمر گفتگو نہ بھی فرماتے ،تب بھی اہلِ نظر آپ ﷺ کا حسن و جمال دیکھ کر جان لیتے کہ یہ شرافت وتقدس کا اَطیب پیکر اُن سے کن کن افعال واقوال کی بجا آوری کا مطالبہ کر رہا ہے اور انہیں کِن کِن اُمور سے باز رہنے کی تلقین کر رہا ہے۔

جس طرح بادلوں میں گھِرنے کے باوجود سورج دِن کو روشن کیے رکھتا ہے، اُسی طرح آفتابِ نبوت ﷺ دنیا سے پردہ کر لینے کے بعد بھی اپنے قالب وکلام کے روحانی چمکارے سے دُنیائے ظلمت کو بقعۂ نور بنائے ہوئے ہیں۔

اَفَلَتْ شُمُوْسُ الْاَوَّلِیْنَ وَشَمْسُنَا
اَبَدًا عَلیٰ اُفُقِ الْعُلَا لَا تَغْرُبُ

’’پہلے کے تمام سورج ڈوب چکے ہیں اور ہمارا خورشید ﷺ ہمیشہ سے اُفق کی بلندی پر ہے (یہ آفتابِ نبوت ﷺ کبھی بھی) غروب نہ ہوگا۔‘‘

سرورِ دوعالم ﷺ کی نورانی کرنوں سے ارض وسما اور کائنات کا ذرہ ذرہ خدائے واحد کی وحدانیت اور رسالت مآب ﷺ کی رسالت، بلکہ ختم نبوت ورسالت کی زبانِ حال وقال سے شہادت دے رہا ہے۔

اگر انسان چاہے تو وہ بھی اس روحانی تجلی سے اپنا قلبی دِیا منور کر کے نہ صرف اپنے من کی دنیا روشن کر سکتا ہے، بلکہ اس دیپ سے کئی دوسرے چراغ جلا کر کتنے ہی تاریک دلوں میں نور بھر سکتا ہے۔

’’**شمائل النبی** ﷺ‘‘ کے درخشاں پیغامات تمام لوگوں سے تقاضا

کرتے ہیں کہ وہ حسین وجمیل ،شکیل ووجیہ ذاتِ اقدس ﷺ پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کی جمیع تعلیمات پر بھی عمل پیرا ہوجائیں ،تاکہ انہیں دنیاوی واُخروی فوزوفلاح حاصل ہوجائے۔

اس عظیم سعادت کے حصول کے لیے ضروری ہے کہ تمام انسان ، خاص کر اُمتِ مسلمہ اپنے دل ودِماغ کے تمام دریچے کھلے رکھیں اوراپنی سابقہ غفلت ولاپرواہی میں گزاری گئی گنہگارانہ زندگی سے توبہ وتائب ہوں تاکہ شمع عالم تاب ﷺ کی نورانی شعاعیں ان میں داخل ہوکران کے ظاہروباطن کوروشن ومنوراورمجلیٰ ومصفیٰ کردیں۔

قرآن حکیم میں ہے:قد جآء کم بصائر من ربکم ، فمن ابصر فلنفسه ،ومن عمی فعلیها ، وما انا علیکم بحفیظ.

’’(دیکھو) یقیناً تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے بصیرت کی روشنیاں آگئی ہیں،اب جوبینائی سے کام لے گاوہ اپناہی بھلاکرے گااورجواندھابنے گا،خودنقصان اُٹھائے گااورمیں تمہارے اوپرنگران توہوں نہیں‘‘۔(حلیۂ محمد عربی)

یَا رَبِّ! صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُ

ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ

ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ

أَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْأُمِّیِّ
وَعَلٰی آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا

ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احادیث حضرت صاحبِ حلیہ مُبارک ﷺ

☆جنت میں لے جانے والاایک آسان عمل☆

﴿ایسی چالیس (40) حدیثیں کہ جن کویاد کرنے والاجنتی ہے﴾

☆مدارس، مکاتب، مساجداور اسلامی اسکولوں کے بچوں اورعام مسلمانوں کیلئے قیمتی اورآسان تحفہ☆

احقر نے اپنی کتاب ’’دبستانِ حدیث‘‘ میں صفحہ ۱۲۱/پر ،متعدد ثقہ ومعتبر محدثین کے حوالے سے ایسی چالیس حدیثیں تحریر کی تھیں، کہ جن کے یاد کرلینے پر جنت کا وعدہ اورحضراتِ انبیاء وعلماء کے ساتھ حشرونشر کی بشارت ہے، چنانچہ حضرت سلمان فارسیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیاکہ وہ چالیس حدیثیں کونسی ہیں کہ جن کے بارے میں آپ کایہ ارشاد ہے کہ جوکوئی میری اُمت میں سے ان کویاد کرے ،وہ جنت میں جائیگا؟ چناچہ آپ نے مندرجہ ذیل احادیث ارشادفرمائیں، حضرت سلمانؓ فرماتے ہیں کہ پھرمیں نے آخرمیں عرض کیایارسول اللہ !جس نے ان کویاد کرلیااس کوکیاثواب ملے گا؟ آقا ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس کاحشر انبیاء اورعلماء کے ساتھ فرمائیں گے۔دوست واحباب کی مخلص فرمائش پرمسلمانوں کے عمومی فائدہ کی خاطران کویہاں بھی درج کیاجاتاہے ، اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کواس طرف متوجہ فرمائے۔آمین.

﴿وہ چالیس(۴۰)احادیث مع ترجمہ یہ ہیں﴾

(۱)تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ....اللہ پرایمان لائے۔(یعنی اس کی ذات وصفات پر)۔

(۲)وَالْیَوْمِ الآخِرِ....اورآخرت کے دن پر۔

(۳)وَالْمَلائِکَۃِ....اورفرشتوں کے وجود پر۔

(۴)وَالْکُتُبِ....اور پہلی کتابوں پر۔

(۵)وَالنَّبِیِّیْنَ.....اورتمام انبیاء پر۔

(۶)وَالْبَعْثِ بَعْدَالْمَوْتِ.....اورمرنے کے بعددوبارہ زندگی پر۔

(۷)وَالْقَدْرِخَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی .....اورتقدیرپرکہ بھلااور براجوکچھ ہوتا ہےسب اللہ کی طرف سے ہے۔

(۸)وَاَنْ تَشْھَدَ اَنْ لاَاِلٰـہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًارَّسُوْلُ اللّٰہِ ....اورگواہی دے تواس بات کی کہ اللہ کے سواکوئی معبودنہیں اورحضور ﷺ اس کے سچے رسول ہیں۔

(۹)وَتُقِیْمَ الصَّلٰوۃَ بِوُضُوْءٍ سَابِغٍ کَامِلٍ لِوَقْتِھَا ......اور ہرنماز کے وقت کامل وضوکرکے نمازکوقائم کرے۔

(۱۰)وَتُؤْتِیَ الزَّکٰوۃَ....اورزکوۃ اداکرے۔

(۱۱)وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ.........اوررمضان کے روزے رکھے۔

(۱۲)وَتَحُجَّ الْبَیْتَ اِنْ کَانَ لَکَ مَالٌ .....اگرمال (اورطاقت) ہوتوحج بھی کرے۔

(۱۳)وَتُصَلِّیَ اثْنَتَیْ عَشَرَۃَ رَکْعَۃً فِیْ کُلِّ یَوْمٍ وَلَیْلَۃٍ....اوربارہ رکعات سنتِ مؤکدہ روزانہ اداکر۔

(۱۴)وَالْوِتْرَلاتَتْرُکْہُ فِیْ کُلِّ لَیْلَۃٍ......اوروترکوکسی رات میں مت چھوڑ۔

(۱۵)وَلاَ تُشْرِکْ بِاللّٰہِ شَیْئًا.....اوراللہ کے ساتھ کسی چیزکوشریک نہ کر۔

(۱۶)وَلاتَعُقَّ وَالِدَیْکَ........اوروالدین کی نافرمانی نہ کر۔

(۱۷)وَلاتَأْکُلْ مَالَ الْیَتِیْمِ ظُلْمًا ...اوریتیم کامال ظلم سے نہ کھا۔

(۱۸)وَلاتَشْرَبِ الْخَمْرَ.......اورشراب نہ پی۔

(۱۹)وَلاتَزْنِ.....اورزنانہ کر۔

(۲۰)وَلاتَحْلِفْ بِاللّٰہِ کَاذِبًا.....اوراللہ کی جھوٹی قسم نہ کھا۔

(۲۱)وَلاتَشْھَدْ شَھَادَۃَ زُوْرٍ.....اورجھوٹی گواہی نہ دے۔

(۲۲)وَلاتَعْمَلْ بِالْھَوٰی....اورخواہشاتِ نفسانیہ پرعمل نہ کر۔

(۲۳)وَلاتَغْتَبْ اَخَاکَ الْمُسْلِمَ....اورمسلمان بھائی کی غیبت نہ کر۔

(۲۴) وَلاتَقْذِفِ الْمُحْصَنَۃَ. ......اورپاک دامن عورت پرتہمت نہ لگا(اسی طرح پاک مردپر)۔

(۲۵)وَلاتَغُلَّ اَخَاکَ الْمُسْلِمَ.....اوراپنے مسلمان بھائی سے کینہ نہ رکھ۔

(۲۶)وَلاتَلْعَبْ.....اورکھیل کودمیں مشغول نہ ہو۔

(۲۷)وَلاتَلْہَ مَعَ اللاَّھِیْنَ......اورتماشائیوں میں شریک نہ ہو۔

(۲۸) وَلا تَقُلْ لِلْقَصِیْرِ یَاقَصِیْرُ تُرِیْدُ بِذٰلِکَ عَیْبَہٗ.....اورکسی ٹھگنے کوعیب کی نیت سے ٹھگنامت کہہ۔

(۲۹)وَلاتَسْخَرْ بِاَحَدٍ مِّنَ النَّاسِ ....اورکسی کامذاق مت اُڑا۔

(۳۰) وَلاتَمْشِ بِالنَّمِیْمَۃِ بَیْنَ الأَخَوَیْنِ......اوردومسلمانوں کے درمیان چغل خوری نہ کر۔

(۳۱)وَاشْکُرِاللّٰہَ تَعَالٰی عَلٰی نِعْمَتِہٖ ....اورہرحال میں اللہ کی نعمتوں پراس کاشکراداکر۔(۳۲)وَتَصْبِرَ عَلَی الْبَلاَءِ وَالْمُصِیْبَۃِ ....اوربلاءاورمصیبت پر

صبر کر۔

(۳۳)وَلاتَـاْمَـنْ مِـنْ عِـقَابِ اللّٰهِ تَعَالٰی ......اوراللہ کے عذاب سے بے خوف مت ہو۔

(۳۴)وَلاتَقْطَعْ اَقْرَبَائِکَ........اوراپنے رشتہ داروں سے تعلق مت توڑ۔

(۳۵) وَصِلْهُمْ.......بلکہ ان کے ساتھ صلہ رحمی کر۔

(۳۶) وَلاتَلْعَنْ اَحَدًا مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ......اوراللہ کی کسی مخلوق کو لعنت مت کر۔

(۳۷)وَاَكْثِرْ مِنَ التَّسْبِيْحِ وَالتَّهْلِيْلِ .....اورکثرت سے سبحان اللہ،الحمدللہ،لاالٰہ الااللہ اللہ اکبر پڑھا کر۔

(۳۸)وَلاتَـدَعْ حُـضُوْرَ الْجُمُعَةِ وَالْعِيْدَيْنِ ....اورجمعہ وعیدین میں حاضری مت چھوڑ۔

(۳۹)وَاعْـلَـمْ اَنَّ مَـااَصَـابَکَ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَكَ وَمَااَخْطَأَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُـصِيْبَکَ ....اوراس بات کا یقین رکھ کہ جو کچھ تکلیف وراحت تجھے پہنچی وہ مقدر میں تھی جو ٹلنے والی نہ تھی اور جو کچھ نہیں پہنچا وہ کسی طرح بھی پہنچنے والا نہ تھا۔

(۴۰)وَلاتَـدَعْ قِـرَاءَةَ الْـقُـرْاٰنِ عَـلٰى كُلِّ حَـالٍ ....اورکلام اللہ شریف کی تلاوت کسی حال میں بھی مت چھوڑ۔

نوٹ: پڑھنے والے حضرات سے بڑی ہی لجاجت کے ساتھ درخواست ہے کہ دعائے خیر سے اس حقیر کی بھی دستگیری فرمادیں۔

يَا رَبِّ! صَلِّ وَ سَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعُصُرُ

☆......☆......☆

☆میری سندِ شمائل ترمذی☆

محدثینِ اُمت وہمارے اساتذۂ کرام کا یہ ذوق پُر وثوق اور قابلِ اعتماد و لائق اِتباع عمل رہا ہے کہ وہ جب بھی کوئی کتاب حدیث پاک میں تالیف وترتیب کرتے ہیں،تو اپنی حدیث کی سندیں بھی ذکر کردیتے ہیں؛ تاکہ تحصیل عن المجہول لازم نہ آئے ،اوراُمتِ اسلامیہ کا بھی مسلمہ قاعدہ ہے کہ اَلاِسْنَادُ مِنَ الدِّیْنِ کہ سند کا بیان اوراس کا حصول ولحاظ بھی دین کا ایک اہم ترین جزو ہے ،اسی قاعدہ واصول کے مطابق محدثین اساتذہ وطلباء کے یہاں سند کا ایک عالی مقام ومرتبہ رہا ہے،جیسا کہ احقر نے اپنی عربی کتاب "اللآلي في أهمية الاسناد والسَّند العالي" میں سند کی اہمیت وفضیلت اورافادیت پر بھی خوب تفصیلی وسیر حاصل بحث کی ہے۔من شاء التفصیل فلیراجع الیه.

الغرض احقر نے اس زیرِ نظر کتاب کے اوائل صفحات میں بیان کیا تھا کہ میں نے اس کتاب کی ترتیب میں بنیاد ’’شمائل ترمذی‘‘ کو بنایا ہے،اور یہ بھی ذکر کیا کہ میں نے شمائل ترمذی دودفعہ، دوالگ الگ مؤقر مدارسِ عربیہ میں ،وہاں کے کبارِ اَساتذہ سے پڑھی ہے،لہٰذا میں اب آخر میں عوام کو پریشانی میں نہ ڈالتے ہوئے اپنے مخلص احباب شرکاءِ دورۂ حدیث شریف وزُملاءِ دارالعلوم /دیوبند کی فرمائش اورشدید اصرار پرصرف ایک (دارالعلوم دیوبندوالی) سند پراکتفاء کرتا ہوں،اُمید ہے کہ وہ بھی اپنے قول کے مطابق اپنی سندِ شمائل محفوظ کرلیں گے۔واللّٰہ الموفق والمعین.

سندُ كتاب الشمائل المحمدية للامام

الحافظ أبي عيسى الترمذي

ـ رحمه الله تعالى ـ

بسم اللّٰه الرَّحمٰن الرَّحيم

الحمدللّٰه رب العالمين، والصلوة والسلام على سيد الأنبياء والمرسلين ، وعلى آله وأصحابه أجمعين.أمابعد:

فان أصدق الحديث كتاب اللّٰه ، وأحسن الهدي هدي محمد ﷺ،وخير الأمور عوازمها ، وشر الأمور محدثاتها وكل محدثة بدعة و كل بدعة ضلالة وكل ضلالة في النار، قال محمد بن سيرين ـ رحمه اللّٰه تعالى ان هذا العلم دين فانظروا عمن تأخذون دينكم.وقال عبداللّٰه بن المبارك ـ رحمه اللّٰه ـ الاسناد من الدين ، ولولاالاسناد لقال من شاء ما شاء.

يقول العبد الحقير محمد سلمان الخَيْر النَّعِيْمِي السَّهارنبوري ـ غفراللّٰه ذنوبه وسترعيوبه ـ و جميع طلاب الحديث الشريف للصف النهائي في سنة ١٤٣٦هـ حدثنا الشيخ الثقة الأمين العالم النبيل الفاضل النحرير الأديب الأريب المحدث الكبير شيخنا ووسيلتنا الى اللّٰه العظيم فضيلة الأستاذ عبدالخالق المدراسي ـ حفظه اللّٰه ـ (نائب الرئيس وأستاذ الحديث بدارالعلوم ديوبند)، قال حدثنا الشيخ المحدث الجليل العالم الكبير مولانا فخر الحسن المرادآبادي،عن المحدث العظيم شيخ الاسلام والمسلمين شيخ العرب والعجم مولانا السيد حسين أحمد المدني ، قال حدثنا الشيخ المفضال رئيس العلماء الكبار شيخ الهند مولانا محمود حسن الديوبندي ، قال حدثنا قاسم العلوم والخيرات حجة الاسلام مولانا محمد قاسم النانوتوي، قال حدثنا الشيخ أستاذ المحدثين الشاه عبدالغني المجددي الدهلوي ، قال حدثنا زينة المحدثين أُستاذ العلماء في القريب والبعيد الشيخ الشاه محمد اسحاق ابن بنت الشاه عبدالعزيز الدهلوي ، قال حدثنا ريحانة المحدثين الشيخ الشاه عبدالعزيز المحدث الدهلوي، قال حدثنا الشيخ الامام الهمام حجة الاسلام والمسلمين مسند الهند قطب الدين أحمد المدعو بشاه ولي اللّٰه بن أبي الفيض عبدالرحيم العمري الدهلوي ، عن شيخه أبي طاهر محمد بن ابراهيم الكردي المدني عن والده الشيخ ابراهيم بن حسن الكردي المدني (صاحب الأمم) عن الشيخ السيد القطب صفي الدين أحمد بن محمد بن يونس الدجاني القدسي القُشاشي عن الأستاذ الكامل المكمل الباهر الطريقة آية اللّٰه الباهرة في جميع المعارف الشيخ أحمد بن علي بن عبد القدوس بن محمد أبي المواهب المعروف بـ"الشِّنَّاوي" المصري ثم المدنيعن الشيخ عبدالوهاب الشعراني عن الشيخ زكريا بن محمد الفقيه عن العارف باللّٰه محمد بن زين الدين المراغي العثماني عن الشيخ شرف الدين اسماعيل ابن ابراهيم الجبرتي العقيلي عن المسند أبي الحسن علي بن عمر الواني عن أستاذ أهل التحقيق الشيخ محي الدين محمد بن علي بن العربي

الطائي الحاتمي عن شيخ الشيوخ عبد الوهاب بن علي بن سكينة البغدادي عن أبي الفتح عبدالملك بن عبدالله الكروخي عن شيخه المحقق الحافظ أبي اسماعيل شيخ الاسلام عبدالله بن محمد الأنصاري الهروي ، عن عبد الجبار الجراحي ، عن أبي العباس محمد بن أحمد بن محبوب المحبوبي ، عن مؤلفه الامام الهمام الحافظ الحجة أبي عيسى محمد بن عيسى بن سورة بن موسى الترمذي ۔رحمهم الله تعالى۔

اللّٰهم انفعنا بعلومه وعلومهم أجمعين ،آمين يارب العٰلمين. (**اللآلي**: ۲٤۰).

فائده: اس سندِ شمائل ترمذی شریف سے متعلق کچھ قیمتی گفتگو بھی ہے، جو میں نے اپنی کتاب "اللآلي في أهمية الاسناد والسّند العالي" میں "**الباب الخامس**" کے تحت مذکور سندِ شمائل ترمذی کے آخر میں صفحہ ۲۴۰ پر نقل کی ہے، اہل علم وذوق حضرات اس کو بھی ملاحظہ فرمائیں۔

بارگاہِ اُلوہیت میں بہ گریہ وزاری دست بدعاء ہوں کہ اس حقیر سی کوشش ("شمائل النبی ﷺ کی جلد اول") کو بھی اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور فرما کر میرے لیے اور میرے والدین، اساتذہ ومشائخ اور دوست واحباب کے لیے ذریعۂ رشد وہدایت بنا کر وسیلۂ نجات ومغفرت بنادے، اور جلد ثانی کے لیے لمحاتِ فرصت نصیب فرمائے۔ آمین

جو طلب میں نے کیا تو نے عنایت سے دیا
تیرے قربان میرے ناز اُٹھانے والے

گرچہ یہ ہدیہ میرا ناقابل منظور ہے
پر جو ہو مقبول کیا رحمت سے تیری دور ہے
بارِ دُنیا میں رہے، غمزدہ یا شادرہے
ایسا کچھ کر کے چلیں تا کہ بہت یاد رہے

راقم الحروف

محمد سلمان الخیر نعیمی سہارنپوری

عفاالله عنه وعافاه

خادم: دارالعلوم وقف شاہ بہلول سہارنپور، یوپی، الہند

۱۱/جمادی الثانیہ ۱۴۳۸ھ موافق ۱۱/مارچ ۲۰۱۷ء بروز شنبہ قبل صلوۃ العصر

تکمیل تصحیح ونظر ثانی: ۲۶/محرم الحرام: ۱۴۳۹ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿مصادر ومراجع﴾

وہ چند کتابیں جن سے اس کتاب کی ترتیب وتالیف میں استفادہ کیا گیا ہے۔

القرآن الكريم

الاعتصام (للعلامة الشاطبيؒ)

الأدب المفرد (للامام البخاريؒ)

السيرة النبوية (لابن هشامؒ)

افاداتِ درسی، حضرت اقدس شیخ اسعدی مدظلہٗ

افاداتِ درسی، حضرت الاستاذ مولانا مدراسی مدظلہٗ

افاداتِ درسی، برادرم مولانا مفتی محمد نعیمی مدظلہٗ

ابن ماجہ شریف

الرحيق المختوم

المواهب اللدنيه

اقرب الوسائل

البدايه والنهايه

الخصائص الكبرىٰ

اُسوۂ رسول اکرم

الاتحاف الربانيه

الفتاوى الهنديه

الفتاوى الكامليه

المحلىٰ (لابن قدامہؒ)

اختلافِ اُمت اور صراطِ مستقیم

آپ کے مسائل اور ان کا حل

احسن الفتاویٰ

انسان العيون

الدر المنثور

امداد المفتیین

البنايه شرح الهدايه

أحكام القرآن (للجصاصؒ)

اعلاء السنن(للعثمانيؒ)

أبو الشيخ

انوارِ رسالت (مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی مدظلہٗ)

اسلام کا نظام تجارت (حضرت اقدس شیخ اسعدی مدظلہ)

بیانات مولانا طارق جمیل صاحب

الأنوار في شمائل النبي المختار صلی اللہ علیہ وسلم (محی السنۃ حسین بن مسعود فراء بغویؒ)

الضعفاء

اللآلي في أهمية الاسناد والسند العالي (محمد سلمان الخير غفرلهٗ)

الكلام المفيد في تحرير الأسانيد

أشعة اللمعات

مرقاة المفاتيح شرح مشكوة المصابيح

جامع العلوم والحکم شرح اربعین حدیثاً من جوامع الکلم

اسلامی معیشت

سنن ابی داؤد شریف

شمائل النبی ﷺ منظوم (قاری عبدالسلام مضطر ہنسوریؒ)

تذکرۃ الاولیاء

شعب الایمان

حلیۃ الاولیاء

دبستانِ حدیث (محمد سلمان الخیر نعیمی غفرلہٗ)

کتاب الاربعین للنوویؒ

شرحِ اَربعین لابن دقیق العیدؒ

کنزالحقائق

جامع صغیر

بستان العارفین

درسِ حدیث

مشکوۃ شریف

معمولاتِ نبوی

بلبلانِ قاسمی، ڈائری طلبائے دورۂ حدیث ۱۴۳۶ھ

جمع الوسائل شرح الشمائل (ملاعلی القاریؒ)

بخاری شریف

مسلم شریف

ترمذی شریف

نسائی شریف

زادالمعاد

شرحِ عقائد

سیرۃ رسولِ عالم

خصائل نبوی

خصائل مصطفیٰ

شرح الشمائل (مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب)

شرح الشمائل (شیخ عبدالرؤف مناویؒ)

شمائل ترمذی (بیروتی وہندی)

خلاصة السير

دلائل النبوة

سبل الهدى والرشاد

حلاوة المتعلمين

كتاب الشفاء (قاضی عیاضؒ)

تذكرة الحفاظ (للذهبيؒ)

شرح العلامة الزرقاني على المواهب اللدنية

فتح الباری (حافظ ابن حجر عسقلانیؒ)

حضرت نانوتویؒ حیات اور کارنامے

تذکرۂ حضرت شیخ الاسلام مدنیؒ

تحفة الأحوذي للمباركپوری

مستدرک امام حاکم

مسند الامام احمد

الفقه على المذاهب الاربعة

البحر الرائق لابن نجيم

درر الاحكام

تبيين الحقاء

الابداع فی مضار الابتداع

منح الجليل

شرح الخليل للدسوقی

حاشية العدوی

الفواكه الدوانی

الفروع وتصحيح الفروع

غذاء الالباب

الاختيارات العلمية

كشاف القناع

مطالب اولی النهی فی شرح غاية المنتهی

الأسئلة والأجوبة الفقهية

التحرير شرح الدليل

الانصاف

شرح منتهی الارادات

تحفة المحتاج فی شرح المنهاج

اعانة الطالبين

الشمائل الشريفة

شرح النووی

المجموع شرح المهذب

معالم السنن

اسنی المطالب شرح روضة الطالب

نهاية المحتاج الی شرح المنهاج

حاشية البجيرمی علی الخطيب

البحر المحيط

بوادر النوادر

جواهر الفقه

الموسوعة الفقية الكويتية

تنقیح الفتاوی الحامدیه

فتاویٰ رشیدیه

کفایت المفتی

وقوف النبی ﷺ فی القرآن (محمد سلمان الخیر نعیمی سہارنپوری غفرلہٗ)

رحمۃ اللعالمین

مدارج النبوۃ

سنتِ نبوی اور جدید سائنس

فتاویٰ حقانیہ

صحیح ابن حبان

طبقاتِ ابن سعد

شمائل ترمذی مترجم

ترجمۂ حضرت شیخ الہندؒ

بدائع الصنائع

خلاصۃ الفتاویٰ

سیرۃ المصطفیٰ

فیضانِ اختر

مؤطا امام مالک

بغیۃ السالک شرح المؤطا امام مالک

ردالمحتار (ابن عابدین شامیؒ)

مکمل ومدلل فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

فتح القدیر (حافظ ابن الہمامؒ)

کتاب الآثار (امام ابو یوسفؒ)

کتاب الآثار (امام محمدؒ)

شرح صحیح مسلم للنوویؒ

نیل الاوطار (قاضی شوکانیؒ)

فتح الملہم (علامہ عثمانیؒ)

مجمع الانہر

الانوار المحمدیہ

شمائل الرسول (ابن کثیرؒ)

السیرۃ النبویۃ

الوفا (ابن جوزیؒ)

حاشیۃ صحیح البخاری (مولانا احمد علی محدث سہارنپوریؒ)

صحیح ابن خزیمہ

سنن بیہقی

سنن دارمی

مسندِ حمیدی

تفسیر معارف القرآن (حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی دیوبندیؒ)

معارف السنن (حضرت اقدس محدثِ کبیر فقیہِ نبیل مولانا محمد یوسف بنوریؒ)

مجمع الزوائد

کنز العمال

فیض الباری (تقریر بخاری حضرت امام العصر علامہ کشمیریؒ)

نور الایضاح

مراقی الفلاح

منیۃ المصلی

مسائل تجارت (حضرت اقدس شیخ اسعدی مدظلہٗ)

فضائل تجارت

ڈاڑھی کا فلسفہ کامل

اصلاحی خطبات

نایاب موتی

فتاویٰ عالمگیری

فتاویٰ محمودیہ

فتاویٰ رحیمیہ کامل

مصنف ابن ابی شیبہ

معجم کبیر

نبوی لیل ونہار

حلیۂ محمد عربی ﷺ۔ پیغام ہدایت (مولانا عمر حیات)

المعجم الکبیر

المعجم الاوسط

شمس الآفاق

جامع الاحادیث

شرح السنہ

فضائل اعمال (حضرت اقدس شیخ زکریا کاندھلویؒ)

خطباتِ پیر فقیر حضرت مولانا ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہٗ

☆......☆......☆

«مؤلف کی جملہ مطبوعات حاصل کرنے کا ایک اہم پتہ»

«دارُالمطالعة»

نعیمیہ لائبریری، بڑھا کھیڑہ کا تلہ، ضلع سہارنپور، یوپی، انڈیا

9897243116,7417677301